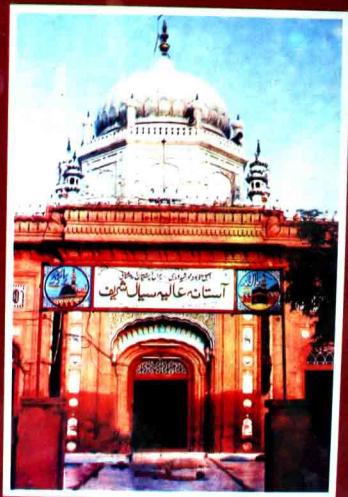


انوارِ سیال



تحقیق و تحریر
ایک حقیقی روحانی عالم

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ (القرآن)

انوار سیال

تالیف لطیف

حاجی محمد مرید احمد چشتی

باہتمام

جامعہ ضیاء المصطفیٰ للبنات طور (جہلم)

ناشر

مکتبہ وارثیہ سنگھونی، جہلم۔ پاکستان

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	انوارِ سیال
مؤلف	حاجی محمد مرید احمد چشتی
کمپوزنگ	ساجد علی
پروف ریڈنگ	محمد کاشف رضا چشتی
نظر ثانی	راشد عزیز وارثی
خصوصی تعاون	چوہدری شہزاد احمد ساہی
سرورق	زیر اہتمام، بک کارنر شوزوم، جہلم
تاریخ طباعت	محرم الحرام ۱۴۲۹ھ - جنوری ۲۰۰۸ء
ہدیہ	۱۵۰ روپے صرف
مطبع	بک کارنر شوزوم
باہتمام	بالتقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ جہلم
ناشر	جامعہ ضیاء المصطفیٰ للنبات طور، جہلم ملکتہ وارثیہ سنگھوئی، جہلم
(کتاب ہذا کی تمام تر آمدن جامعہ ضیاء المصطفیٰ للنبات طور، جہلم کے نام وقف ہے)	

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فہرست

نمبر شمار	شخصیات	صفحہ
۱	حرفہ آغاز	۵
۲	انتساب	۱۰
۳	گزارش مؤلف	۱۱
۴	حضرت مولوی حافظ احمد الدین دھریپالوی	۱۲
۵	حضرت خواجہ سید محمد شاہ بخاری	۲۷
۶	حضرت مولوی عبدالرؤف شاہ اورنگ آبادی	۲۹
۷	حضرت مولوی غلام رسول سدوالی	۳۷
۸	حضرت مولوی سید رسول سدوالی	۳۸
۹	حضرت مولوی محمد نور سدوالی	۴۱
۱۰	حضرت مولوی محمد رمضان کلروی	۴۳
۱۱	حضرت خواجہ حافظ سید نور احمد شاہ گردیزی	۵۴
۱۲	حضرت مولوی غلام فرید چشتی	۵۹
۱۳	حضرت میاں محمد اشرف شمس پوری	۶۴
۱۴	حضرت خان حیات اللہ خان افغان	۶۹
۱۵	حضرت ملک فتح شیر خان ٹوانہ	۷۲
۱۶	حضرت ملک شیر محمد خان ٹوانہ	۷۵
۱۷	حضرت سردار ملک جہان خان گھیبہ	۷۷
۱۸	حضرت سردار ملک شاہ نواز خان گھیبہ	۷۹
۱۹	حضرت راجہ عبداللہ خان داراپوری	۸۱

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۸۶	حضرت ملک شیر خان بند یال	۲۰
۸۷	سرداران ذلہد چکوال	۲۱
۸۹	حضرت میاں محمد قریشی صابووال	۲۲
۹۳	حضرت خواجہ سید محمد الف شاہ ہمدانی	۲۳
۹۹	حضرت میاں شہاب الدین فیروز پوری	۲۴
۱۰۹	حضرت خواجہ سید محمد فضل شاہ جلال پوری	۲۵
۱۳۳	حضرت خواجہ سید محمد قائم الدین شاہ جلال پوری	۲۶
۱۳۴	حضرت قاضی احمد جی چشتی نظامی حیدری	۲۷
۱۶۰	حضرت مولانا غلام محی الدین طوروی	۲۸
۱۶۴	حضرت حکیم علی محمد خان دہلوی	۲۹
۱۷۳	حضرت مولوی خان محمد مردو الوی	۳۰
۱۷۶	حضرت مولوی فیض احمد بہاول پوری	۳۱
۱۸۱	حضرت مولوی شمس الدین بہاول پوری	۳۲
۱۸۲	حضرت مولوی حافظ فضل کریم رتوی	۳۳
۱۸۹	حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمی	۳۴
۲۰۲	حضرت حافظ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی	۳۵
۲۰۶	حضرت مولوی عثمان غنی چاولی	۳۶
۲۰۹	حضرت مولانا روشن دین چھاچی	۳۷
۲۱۱	حضرت قاری غلام نبی لسی	۳۸
۲۲۱	حضرت خواجہ سید غلام حبیب شاہ گیلانی	۳۹
۲۲۳	حضرت مولانا ضیاء الدین پکوالی	۴۰
۲۳۵	حضرت خواجہ سید قمر الدین شاہ دھرکنوی	۴۱
۲۴۲	حضرت مولانا محمد امام الدین کندوالی	۴۲

حرفِ آغاز

قرآن مجید فرقانِ حید میں ارشور بلی ہے کہ "اللہ نور ہے" آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثل الکی ہے جیسے ایک حلق ہوا میں چراغ ہو وہ چراغ شیشہ (کے ایک قانون) میں ہو۔ وہ قانون گویا ایک ستارہ ہے جو سوتی کی طرح چمک رہا ہے جو روشن کیا گیا ہے برکت واسعہ بخون کے درخت سے جو شرتی ہے نہ غربی ہے۔ قریب ہے اس کا تل از خور روشن ہو جائے اگر چاہے آگ نہ چھوئے۔ (یہ) نور علی نور ہے۔ پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے اور بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ طرح طرح کی مثالیں لوگوں (کی ہدایت) کیلئے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتے والا ہے۔" (سورہ نور)

نور یہ ہے ہضرت ابن کرم اللہ وجہہ تفسیر عظام عواما چار قسم کے قول اس ضمن میں پیش کرتے ہیں:-
۱۔ خدا برقی ہو سکے کے نزدیک اس مثال سے مراد ذاتِ خداوندی ہے کہ وہی درستیوں اور آسمانوں کا نور ہے۔

۲۔ حضرت کعب احبار جو حضور فرماتے ہیں یہ مثال اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حلق بیان فرمائی ہے۔

۳۔ حضرت ابی بن کعب جو کہ بیان ہے کہ یہ مومن کے بارے میں مثال دی گئی ہے۔
۴۔ حضرت حسن بصری جو کہ نور حضرت ابن زید جو کہ کہتے ہیں کہ اس مثال سے مراد قرآن ہے۔

دیے تو تر مہ صاحبان نے اپنی اپنی جتنی علمی اور روحانی سطح کے مطابق اپنی اپنی جگہ بہترین تفسیر فرمائی ہے لیکن اگر بحمان سچے سوتیوں جیسی تمام شریحات کو ایک ٹری میں پرو کر دیکھیں تو سبحان اللہ ایک بہترین خوبصورت و دلکش مرواریدی مانا تیار ہو جاتی ہے۔ آمیت مبارک کے اسرار و موز بھی سمجھ آتے ہیں اور کامِ الہی کی فصاحت و بلاغت اور اشک کے حسن و جمال سے آگاہی بھی ہوتی ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ رب کریم خود بھی نور ہے اور اس کائنات کے چلانے کیلئے جو

martat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دستور العمل دیا ہے اسے بھی نور قرار دیا اور جس مقدس و مطہر ہستی کی وساطت سے یہ ضابطہ حیات عطا فرمایا اسے بھی نور کہا اور جن نفوس قدسیہ کو اس نظام حیات کو نافذ کرنے کی ذمہ داری سونپی ان کو بھی اسی نور کی لڑی میں پرودیا۔ گویا یہ ایک ایسا حلقہ ہے کہ جو بھی اس میں شامل ہوا وہ نور علی نور ہو گیا۔ پانی کا قطرہ اگر دودھ کے گلاس میں شامل کر دیا جائے تو اسے پانی کون کہے گا وہ دودھ ہی کہلائے گا۔

اللہ رب العزت نے سب سے پہلے اپنے نور سے نور محمدی ﷺ کو تخلیق فرمایا۔ پھر اس نور سے ساری کائنات تخلیق فرمائی۔ پھر اس کائنات میں اپنے پسندیدہ دین اسلام کو دستور حیات کے طور پر اپنے چندہ بندوں، رسولوں اور پیغمبروں کے ذریعے ارسال فرمایا اور بالآخر اس کی تکمیل کرنے کیلئے اپنی تخلیق اول اپنے محبوب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو جلد بشریت میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے رب کریم کے پیغام کو رب تعالیٰ کے حکم کے مطابق حکمت و موعظت کے ساتھ اہل عالم تک پہنچایا۔ اسی حکمت و موعظت کے طرز عمل اور انداز تبلیغ و اصلاح کو جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنایا تو وہ احسان کہلایا اور بعد کے ادوار میں جب اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اختیار فرمایا تو تصوف و طریقت اور روحانیت و حقیقت کے ناموں سے جانا پہچانا جانے لگا۔ نام الگ الگ ہیں لیکن کام اور مقصد ہمیشہ ایک ہی رہا۔

تصوف کے لغوی معنی پر علمائے فرہنگ اور اہل لغت کا اختلاف اپنی جگہ، اس کے لفظی معنی خواہ کچھ بھی ہوں لیکن اس کے اصطلاحی معانی اور اس کے مقاصد پر کسی کو اختلاف نہیں۔ سب کی رائے تقریباً ایک ہی جیسی ہے کہ تصوف کا مقصد تقرب الہی کے حصول کیلئے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس ہے۔ تصوف سرائی اللہ کی منزلوں کا سراغ دیتا ہے۔ اس سفر کیلئے ذوق و شوق پیدا کرتا ہے اور زاد و راہ کا تعین کرتا ہے۔ دین کے تمام شعبوں عقائد، عبادات اور معاملات میں بطریق احسن رہنمائی مہیا کرتا ہے اور سلاسل طریقت میں تربیت کا انداز اس طرح کا ہے کہ طالب مرید کو شریعت و طریقت کی جملہ صفات عالیہ یقین و ایمان، تسلیم و رضا، صبر و شکر، ذکر و فکر اور استقامت و استغناء سے مزین کر دیا جائے۔

تاریخ عالم گواہ ہے کہ دنیا بھر میں جہاں جہاں بھی اسلام کی روشنی پھیلی اس نورانی چراغ کو روشن کرنے کا سہرا اولیاء الرحمن کے سر ہی سجھا پر صغیر پاک و ہند میں کفر و شرک کے گھٹا

marfat.com

ٹوپ اندھیروں میں نورِ حق کا چراغ روشن کرنے اور اس کی کرنوں کو شہرِ شہرِ قریہ قریہ پہنچانے کا فریضہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے سرانجام دیا۔ اور سلاسلِ تصوف میں سب سے بڑھ کر خواجگانِ چشت اہلِ بہشت نے اس سلسلے میں اہم اور عظیم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اس ارشادِ ربانی کہ ”اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے کثرت کرا ہی کے ہو رہو۔“ (سورۃ المزمل) پر اس انداز سے عمل کیا کہ باقی سب کچھ بھول کر فقط اور فقط اپنے رب کے ہو کر رہ گئے۔ شب و روز کا ہر لمحہ اس کیلئے وقف کر دیا۔ اور اپنے کردار کو ان صلوٰتی و نسکی و محبی و معاتبی للہ رب العالمین کی مجسم تصویر بنا کر پیش کر دیا۔ اسی کی یاد میں جینا اسی کی یاد میں مرنا حاصلِ زندگی بنالیا اور اسی کی رضا و خوشنودی کا حصول مقصدِ زیست قرار دے دیا۔ محبوبِ حقیقی کی خاطر کفرِ سر پہ باندھا اور جانِ ہتھیلی پر رکھی تب جا کر نسلِ انسانی کے سینوں میں چراغِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم روشن کر سکے۔

سبحان اللہ میں نے شمسِ العارفین خواجہ خواجگانِ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ العزیز کی بارگاہِ اقدس میں حاضری دی تو مرشد کی تربیت کے اثرات اور مرید کی چاہت کے انداز کے حوالے سے یہ یادگار واقعہ بے ساختہ یاد آگیا۔ ملاحظہ فرمائیے کہ پیر ہو تو ایسا لہجہ پال اور مرید ہو تو ایسا عاشقِ جانناز..... ایک مرتبہ حضرت خواجہ شمسِ العارفین اپنے مرشدِ کریم حضرت پیر پٹھان شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے کہ ایک نورانی پیکر بزرگ محفل میں تشریف لائے اور حضرت کے پاس بیٹھ گئے کچھ باتیں کیں اور پھر تھوڑی دیر بعد رخصت ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہ بزرگ حضرت خضر علیہ السلام تھے، جو شخص آپ کی زیارت کرنا چاہے وہ فوراً جائے، زیارت کرے اور مرادیں پائے۔ تمام اہلِ محفل اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے پیچھے بھاگنے لگے مگر حضرت خواجہ شمسِ العارفین رحمۃ اللہ علیہ وہیں تشریف فرما رہے۔ حضرت پیر پٹھان رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کا شوق نہیں رکھتے؟ تو آپ نے عرض کیا کہ ”میں تو اس کی زیارت کروں گا جس کی زیارت کیلئے خضر علیہ السلام آتا ہے۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل اشعار میں اسی قسم کے خیالات کی بڑے خوبصورت پیرائے میں عکاسی کی ہے:-

مینڈا عشق وی توں ، مینڈا یار وی توں

مینڈا دین وی توں ، ایمان وی توں

marfat.com

مینڈا مرشد ہادی پیر طریقت
شیخ حقائق دان دی توں
مینڈا زہد عبادت طاعت تقویٰ
علم دی توں عرفان دی توں
مینڈا حسن تے بھاگ سہاگ دی توں
مینڈا بخت تے نام و نشان دی توں
جے یار فرید قبول کریں
سرکار دی توں سلطان دی توں

حضرت پیر پٹھان آپ کی اس بات سے انتہائی خوش ہوئے اور دعا فرمائی کہ ”اللہ
سائیں میرے سیال کوں رنگ لائیں۔“ (اللہ پاک میرے سیالوی مرید کو خوشحال رکھتا) اللہ تعالیٰ
نے حضرت پیر پٹھان کی زبان سے نکلی ہوئی دعا کو قبولیت کا شرف بخشا اور پھر اہل عالم نے دیکھا
کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیالوی سرکار کو کس قدر رنگ لگائے۔ یہی وہ مقام تھا کہ جہاں خواجہ شمس
العارفین نے اپنی ذات کی نفی کر کے اپنے آپ کو مرشدِ کریم کی ذاتِ عالی صفات میں فنا کر دیا اور
فنا فی الشیخ کے مرتبے کو پایا اور شیخِ کامل نے فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ بقا باللہ کی منازل طے کرا کے
اس مقامِ بلند پر فائز فرما دیا کہ جس کے در کی غلامی پر پیر مہر علی شاہ گولڑوی، پیر غلام حیدر علی شاہ
جلالپوری، خواجہ معظم الدین معظم آبادی، پیر امیر شاہ بھیرودی، مولانا نور عالم کڑی والے، سائیں
سبکی سرکار، اور حافظہ رکن عالم جہلمی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسی بلند پایہ نابغہ روزگار اور صاحب مقام
ہستیاں بھی فخر کرتی ہیں۔

آپ کے در اقدس سے کس قدر مخلوقِ خدا فیضیاب ہوئی اس کا اندازہ کسی کے بس کی
بات نہیں۔ خواجہ خواجگان پیر سیال لہجہ کے احوال و آثار پر کام تو کافی ہو چکا تھا لیکن ابھی تحقیق
مزید کی گنجائش موجود تھی۔ لیکن یہ کام ہر کسی کے بس کا روگ نہیں۔ یہ خدمت صرف وہی کر سکتے ہیں
جنہیں مالک اس کام کیلئے منتخب فرمائے۔ حضرت پیر سیال لہجہ کے وصال کے تقریباً ایک صدی
بعد اس خدمت کی سعادت پنڈی سید پور (تحصیل پنڈ داؤخان ضلع جہلم) کے جناب حاجی محمد
نرید احمد چشتی کو ملی۔ اگرچہ انہوں نے مقالات اور کتابیں تو اور بھی کافی اور کئی موضوعات پر لکھیں

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لیکن ان کا اصل کارنامہ اپنے مرشد خانے کی تاریخ مرتب کرنا ہے۔ انوارِ سیال، برکاتِ سیال اور انوارِ قر کے علاوہ سب سے اہم، تاریخی حیثیت اور حوالہ جاتی نوعیت کا کام ”فوز القال فی خلفائے پیر سیال“ ہے۔ اس بے سرد سامانی کے عالم میں اس سفید پوش نے اس قدر اہم، بھاری اور اتنا مستند کام کیا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ میں اکثر سوچتا تھا کہ چشتی صاحب نے اس فقیرانہ اور درویشانہ عالم میں یہ سب کچھ کیسے کر ڈالا۔ حالانکہ بڑے بڑے صاحبِ ثروت اور انتہائی پڑھے لکھے صاحبانِ سیال شریف کے آستانہ عالیہ سے وابستہ ہیں لیکن یہ سعادت ملی تو ایک فقیر بے نوا دیہاتی کو۔ یہ سب کیا ہے، ان کا انتخاب کیسے ہوا یہ فقط اک نگاہ کی بات ہے۔ میں نے سنی آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ چشتی صاحب فرماتے ہیں:-

”خاکسار کو ۱۹۶۸ء میں حضور شیخ الاسلام خواجہ قبر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے مشرف بہ بیعت ہونے کے بعد چار یوم سیال شریف قیام کا موقع ملا اور جب واپسی کا ارادہ ہوا تو آپ کی خدمتِ معلیٰ میں حاضر ہو کر اجازت طلب کی تو ارشاد ہوا

”یہیں ٹھہرو.....“

۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ کو سیال شریف حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی مرتبہ کتاب ”خیابانِ رضا“ حضور امیر شریعت سیالوی مدظلہ العالی (سجادہ نشین) کی خدمتِ معلیٰ میں پیش کی تو آپ نے ارشاد فرمایا

”آپ کی بیعت کہاں ہے؟“

عرض کرنے پر حضور نے نظرِ کرم سے دیکھا..... بس پھر اپنے مشائخ پر کام کرنے کا والہانہ جذبہ پیدا ہو گیا۔

مردِ قلندر محرم اسرار در موزِ حقیقت حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے جج فرمایا

نقطہ نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا

نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے!

خاکِ درِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

راشد عزیز وارثی

(نگھوئی، جہلم۔ پاکستان)

marfat.com

انتساب

حافظ قاضی رکن عالم چشتی جہلمی رحمۃ اللہ علیہ بن حافظ قاضی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ

(قاضی القضاۃ علاقہ سنگھوٹی) خلیفہ مجاز

خواجہ خواجگان شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ العزیز

کے نام

کہ جن کو یہ سعادت حاصل تھی کہ اپنے مرشد کریم کو قرآن حکیم سناتے تھے

اور

حضرت قاضی احمد حسن المعروف قاضی احمد جی چشتی نظامی حیدری رحمۃ اللہ علیہ

بن قاضی غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ مقبول بارگاہِ غوثیہ رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز محبوب سبحانی حضرت سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہ العزیز

کے نام

کہ جن کے متعلق حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا

کہ یہ شخص دلیر اور صاحب اعتقاد ہے اور امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اپنے پیر کے نام پر

عاشق ہے اور صاحب مروت ہے۔

خاکسار

حاجی محمد مرید احمد چشتی

پنڈی سید پور۔ جہلم

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

گزارشِ مؤلف

فیضانِ محبت عام تو ہے عرفانِ محبت عام نہیں
اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں

الحمد للہ ثم الحمد للہ آج یہ مرحلہ بھی آسان ہوا کہ حضور سرورِ کائنات رحمۃ اللعالمین ﷺ کی نگاہِ کرم سے مرشدِ کریم خواجہ خواجگان شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ سے فیضیاب ہونے والے مشاہیر کے تذکرہ کا ایک حصہ پایہ تکمیل تک پہنچا اور اب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

میں یہ خوبصورت گلدستہ آپ تک پہنچانے کیلئے جناب راشد عزیز وارتی، جناب حافظ عبدالرحمان جاتی اور چوہدری شہزاد احمد سہتی کا تہ دل سے مشکور و ممنون ہوں کہ جنہوں نے خصوصی دلچسپی اور بھرپور تعاون فرمایا اور اس کتاب کی اشاعت و طباعت کا مکمل انتظام کیا۔ اللہ کریم اپنے حبیبِ پاک ﷺ کے صدقے ان سب پر اپنا خصوصی فضل اور کرم فرمائے اور ان کو دو عالم کی بیش از بیش خوشیوں، فضیلتوں، نعمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ اپنے شیخ کی خدمت، محبت اور عقیدت میں کامل کرے۔ قلبی و روحی سکون سے نوازے۔ اور انہیں مزید کارِ خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ و ما توفیقی الا باللہ۔

خاکسار

حاجی محمد مرید احمد چشتی

پنڈی سید پور۔ جہلم

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿ حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی ﴾

خاندان اور ولادت

حضرت مولانا حافظ خدا بخش بن مراد بخش بن محمد سلیم بن شہاب الدین بن محمد عزیز بن قادر بخش بن نظام دین بن عبد الجلیل بن نجم الدین بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہم دھریالہ جالب تحصیل پنڈاوان خان ضلع جہلم (پنجاب) کے باشندے تھے۔ آپ قطب شاہی اعوان خاندان سے متعلق تھے۔ شجرہ نسب ۳۵ واسطوں سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ حضرت مولانا حافظ خدا بخش دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دو بھائی اور بھی تھے۔

۱ مولوی غلام علی مرحوم

۲ مولوی امام بخش مرحوم

حضرت مولانا حافظ خدا بخش دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے مولوی عطاء محمد بن مولوی غلام علی (برادر حافظ خدا بخش دھریالوی) کے تلمیذ رشید حضرت مولوی عبدالکریم ساکن جیتی پور ضلع جہلم (مرید حضرت فقیر عبد اللہ میرووی رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے استاد گرامی حضرت مولوی عطاء محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے مولف کو بتایا کہ حضرت مولانا حافظ خدا بخش دھریالوی حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

حضرت مولوی عطاء محمد دھریالوی نے دھریالہ جالب میں سلسلہ درس و تدریس جاری رکھا ہوا تھا۔ ان کی بیعت حضرت خواجہ عبد اللہ بخش کریم تونسوی قدس سرہ سے تھی۔ مولوی عطاء محمد دراز قامت، جسم نحیف و نزار لیکن بلا کے قوی اور طاقتور تھے۔ چادر کرتا اور پگڑی پہناوا تھا۔ ۷۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔ انکے ایک فرزند عبد الغفور نامی کی سکونت لاہور میں ہے۔ یہ انسپکٹر ایکسائز (کھیوڑہ) کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ تادم تحریر بقید حیات ہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم آف جیتی پور نے حضرت مولانا عطاء محمد سے فارسی نظم، فقہ، منطق اور مشکوٰۃ شریف پڑھیں۔ حضرت مولانا عطاء محمد کے چند تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- ۱ مولوی نجم الدین ساکن آدو وال تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم
- ۲ پروفیسر غلام جیلانی مخدوم ساکن اعظم پور
- ۳ مولوی فشی محمد بخش ساکن ساؤ وال
- ۴ حافظ رحیم بخش ساکن کھوتیاں
- ۵ مولوی عبدالکریم ساکن جیتی پور
- ۶ حافظ سلطان احمد، منہاس راجپوت ساکن دھریالہ جالپ

مولف نے حافظ سلطان احمد مرحوم کو دیکھا ہوا ہے، مولف نے میٹرک کا امتحان ۱۹۶۸ء (سائنس گروپ) میں ہائی سکول دھریالہ جالپ سے پاس کیا۔ حافظ صاحب مرحوم سوشل ورکر آدمی تھے۔ ایک پنجابی شعر پڑھا کرتے تھے۔

مولانا عطا محمد ام شریف جہاندا
دع دھریالہ دولت خانہ نہیں تلمیذ جہاندا

حضرت محبوب سبحانی خولجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حافظ خدا بخش دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ پر بھائی تھے۔ اکثر سیال شریف اکٹھے جایا کرتے تھے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ حافظ صاحب اپنی مسجد میں صبح درس قرآن میں مشغول ہوتے تو اچانک اٹھ کھڑے ہوتے، احباب پوچھتے تو فرماتے: پیر حیدر شاہ تشریف لارہے ہیں لہذا میں ان کے استقبال کے لئے جا رہا ہوں۔

حضرت محبوب سبحانی جلالپوری بجائے سڑک کے شمال کی طرف سے آیا کرتے کہ مبادا مسمیٰ سفید چڑی والے (اگرین) پر نظر نہ پڑے۔ دونوں احباب میں برادر طریقت کے علاوہ بھی تعلقات تھے۔ حضرت مولانا حافظ خدا بخش سیال شریف نظر آتے ہی پاؤں سے جوتے اتار دیتے تھے۔ برہنہ پا حاضری دیا کرتے تھے۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔

ایک دفعہ مرشد پاک کے علم کی تعمیل میں کہیں جا رہے تھے ایک گاؤں سے گزرے۔ لوگوں نے ازراہ تسخر کہا کہ آپ ایک یز رگ ولی اللہ کے خاص مرید ہیں، ہمارا ایک

martat.com

آدی فوت ہو گیا ہے، جنازہ پڑھا کر جائیں۔ آپ نے معذرت چاہی لیکن ان کے اصرار پر راضی ہو گئے۔ ان لوگوں نے ایک زندہ آدمی کو چار پائی پر نثار کھاتھا۔ جنازہ پڑھایا اور فرمایا: بھیجی اس کی قبر بھی توتیار کرنی تھی اور فورا وہاں سے چلے گئے۔ لوگوں نے بعدہ دیکھا کہ وہ شخص واقعی مردہ پڑا تھا، حیرت زدہ ہو کر رہ گئے۔

حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ تخمیناً ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۸ء کو دھریالہ جالب تحصیل پنڈدادن خان ضلع جہلم میں حضرت مولانا حافظ خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔

حصول علم

آپ نے والد ماجد کے مدرسہ میں قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد دیگر علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ اس کے علاوہ کہاں اور کن اساتذہ سے علوم و فنون کی تعلیم حاصل کی، معلوم نہ ہو سکا۔

درس و تدریس

بعد از تحصیل علم آپ نے ایک انجمن ”انجمن اسلامیہ علاقہ جالب“ کے نام سے قائم کی اور اس انجمن کے تحت ”مدرسہ اسلامیہ“ کی بنیاد رکھی۔ مدرسہ اسلامیہ میں باقاعدگی سے ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء کو تعلیم و تدریس کا آغاز ہو گیا۔ مدرسہ اسلامیہ میں درس نظامی کا مکمل نصاب پڑھایا جاتا تھا۔ مدرسہ اسلامیہ دھریالہ جالب میں حضرت قاضی محمد رضا کالسی بھی مدرس رہے۔

تلامذہ

آپ کے بے شمار تلامذہ میں سے جن کا علم ہو سکا، ان کے کچھ نام درج ذیل ہیں۔

- ۱ مولوی نور محمد، جھنگ
- ۲ مولوی نور محمد مٹا، چک مجاہد شاہی تحصیل پنڈدادن خان، جہلم، مسلح حزب اللہ، جلال پور شریف
- ۳ مولوی محمد عالم داراپوری، داراپور تحصیل و ضلع جہلم
- ۴ مولوی محمد رفیع، جھادریاں ضلع سرگودھا

marfat.com

- ۵ مولوی عبدالحئی
- ۶ مولوی محمد عالم مخدوم، چک مجاہد جنوبی تحصیل پنڈ دادخان ضلع جہلم
- مخدوم مولوی محمد عالم نے متبئی تعلیم آپ سے حاصل کی۔ مولوی صاحب مرحوم کو مولوی محمد ابراہیم گجراتی سے فرقہ خلافت حاصل تھا۔
- ۷ پروفیسر مولوی نجم الدین دھریالوی (پسر)
- ۸ مولوی محمد امین دھریالوی (پسر)
- ۹ مولوی بدر الدین (پسر)، انسپکٹر ڈاک خانہ جات
- ۱۰ مخدوم مولانا محمد امین مرحوم ساکن چک مجاہد جنوبی، پنڈ دادخان، ضلع جہلم
- ۱۱ مخدوم مولوی محمد نور عالم ساکن چک مجاہد جنوبی (والد ماجد حضرت مخدوم مولانا محمد عالم و مخدوم مولانا محمد امین)
- ۱۲ حافظ محمد الدین (پسر)
- ۱۳ حضرت قاضی محمد عالم چشتی مدفون سویہ شریف ضلع گجرات

☆ حضرت مولوی نور محمد بن مولوی غلام نجی الدین بن مولوی عید اللہ کے آباؤ اجداد موضع گھنیاں (پچالیہ) سے نقل مکانی کر کے چک مجاہد شمالی تحصیل پنڈ دادخان ضلع جہلم (علاقہ جالپ) میں آباد ہوئے۔

مولوی نور محمد مرحوم جٹ تارڑ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء کو چک مجاہد شمالی میں پیدا ہوئے۔ علوم شہادہ کی تحصیل مکمل مدرسہ اسلامیہ ہریالہ جالپ میں حضرت مولوی احمد الدین چشتی دھریالوی اور حضرت قاضی محمد رضا کاکلی سے کی۔ حضرت محبوب سبحانی جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت فرمائی۔ بعد از فراغت تعلیم چک مجاہد شمالی کی مسجد میں امامت اور تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ امیر حزب اللہ حضرت بزرگوار فضل شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کے تبلیغی دوروں میں ان کے ہمراہ رہے۔ آپ جماعت حزب اللہ کے مبلغ تھے۔ وقفہ بڑا پر تاثیر اور محوِ فکر رہا تھا۔ آپ کا قد دراز، خوبصورت ریش مبارک اور بڑے پاکیزہ اور رحیم انسان تھے۔ آپ کا کتب خانہ معیاری اور نادر کتب پر مشتمل تھا۔

ایک بار آپ مظلوم ہو گئے۔ ایک ماہ کے بعد غراب میں اپنے مرشد کریم کی زیارت سے شرف ہوئے۔ پوچھا کہاں تالچ ہے۔ آپ نے دائیں بازو کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت محبوب سبحانی جلال پوری نے بازو پر ہاتھ بکھیرا اور فرمایا۔ یہ تو بالکل ٹھیک ہے۔ صبح بیدار ہونے پر دیکھا تو تالچ کا نام نشان تک نہ تھا۔

حضرت مولوی نور محمد نے ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۵۳ء بروز پنجشنبہ وصال فرمایا اور اپنی مسجد چک مجاہد شمالی کے ایک

حجرہ میں مدفون ہیں۔

حضرت مولوی ڈاکٹر محمد حسین الہی نے فارسی میں سرٹیفکیٹ کیا لیکن دستیاب نہ ہو سکا۔ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ نے تقریبی نوٹ شائع کیا۔
 ”دی رنج کے ساتھ محترم مولانا نور محمد صاحب ساکن چک مجاہد شاہی ضلع جہلم کی وفات حسرت آیات کی اطلاع درج کی جاتی ہے۔ محترم مرحوم
 برضا، النبی سورہ ۱۰ مارچ ۱۹۳۹ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۳۶۸ھ بروز جمعرات اس دار فانی سے دارال بقا، انتقال فرما
 گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔“

اللہ تعالیٰ آپ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور یہی مانگنا کہ قبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے حامل تھے۔ عالم
 باطن، صالح متقی، پرہیزگار، خوش خلق، شب بیدار ہونے کے علاوہ اچھے، اچھے تھے۔“
 (بقیہ) آپ کی اولاد میں جن بچے اور ایک بیٹی تھی۔

- | | | | |
|---|-----------------------|---|------------------|
| ۱ | مولوی غلام محمد مرحوم | ۲ | عبدالحق مرحوم |
| ۳ | علیہ بیگم | ۴ | مشتاق احمد مرحوم |
- مؤرخ الذکر سادات بانی گھوڑہ میں طائرہ ہے۔

ماخذ

- ۱۔ انور ہجوتی مشتاق احمد ساکن چک مجاہد شاہی ضلع جہلم سورہ ۱۰ مارچ ۱۹۳۹ء
- ۲۔ امیر حزب اللہ مطہر نقوش پریس لاہور ۱۹۶۵ء
- ۳۔ غلام حسین (ایڈیٹر) ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۹ء، جمادی الثانی ۱۳۶۸ھ، صفحہ ۲۰

انجمن اسلامیہ کے اجلاس

جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی نے بعد از فراغ تعلیم
 دھریالہ جالپ میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور بعد ازاں انجمن اسلامیہ علاقہ جالپ کی
 ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں بنیاد رکھ کر مدرسہ اسلامیہ کو وسعت دی اور دور دراز علاقہ جات سے
 تشنگان علم اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے کھینچ چلے آتے تھے۔

انجمن اسلامیہ علاقہ جالپ کو حضرت امیر حزب اللہ سید محمد فضل شاہ جلاپوری، سجادہ
 نشین اور حضرت قاضی احمد الدین چکوالی خلیفہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کی
 بھرپور معاونت حاصل تھی۔ ان دونوں بزرگوں سے مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

کے نہایت اچھے اور گہرے تعلقات استوار تھے۔

انجمن کے سالانہ جلسوں میں دونوں بزرگ تشریف لاتے تھے۔ امیر حزب اللہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کے دلپذیر خطاب میں بہت زیادہ مالی مدد ہوتی تھی۔ ایک بار مولانا احمد الدین دھریالوی نے برملا فرمایا:

”لوگو! دیکھو، صاحبزادہ صاحب کی کرامت کہ آپ کے خطاب میں روپوں کی بارش ہو رہی ہے۔“

امیر حزب اللہ جلال پوری اور قاضی احمد الدین چکوالی کے علاوہ دیگر علماء و فضلاء اور واعظین انجمن اسلامیہ کے سالانہ جلسوں میں شرکت کرتے تھے اور اپنے مواعظِ حسنہ سے سامعین کو مستفید کرتے تھے۔

مدرسہ اسلامیہ کے طلباء کو مفت دینی تعلیم دی جاتی تھی۔ ان سے کسی قسم کی فیس وغیرہ نہیں لی جاتی تھی بلکہ اپنی مدد آپ کے تحت ان کے مصارف برداشت کئے جاتے تھے۔

حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے لائق اور قابل فرزند مولوی نجم الدین پروفیسر اور ٹیلی کالج لاہور نے مدرسہ کاسنگ بنیاد ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۱۵ء کو امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ جلال پوری حجادہ نشین سے رکھوایا۔ سنگ بنیاد کی تحریر ملاحظہ فرمائیں جو آج بھی گورنمنٹ ہائی سکول دھریالہ جالپ کی عمارت میں نصب ہے۔

۷۸۶

(حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ)

مدرسہ اسلامیہ انجمن اسلامیہ علاقہ جالپ بعد جناب مولوی خورشید احمد صاحب
انپکٹر مدراس

سکول ہذا کی بنیاد حضرت مولانا مولوی حافظ احمد الدین صاحب
مرحوم نے ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں رکھی اور سنگ بنیاد ۱۶ جمادی الثانیہ

marfat.com

۱۳۳۳ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۴۹ء کو جناب صاحبزادہ حاجی محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین جلالپوری نے اپنے ہاتھ مبارک سے بچہ ذبیحہ آرزو سن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع جہلم زیر اہتمام جناب مولانا مولوی نجم الدین صاحب پروفیسر اور ٹیل کالج و فوجر سکول ہزارکھا۔
غلام علی ہند ماسٹر

یکم رجب ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۴۹ء
۱۹۳۱ء میں سکول ہزارکھا بورڈ جہلم کی تحویل میں چلا گیا۔

پروفیسر مولوی محمد نور الحق مرحوم (م ۱۹۵۱ء) برادر اکبر ڈاکٹر غلام جیلانی برقی مرحوم دھریالہ جالپ میں چند سال پڑھاتے رہے۔ عربی ادب، تفسیر، حدیث، اسماء الرجال، اسلام کی سیاسی و ثقافتی تاریخ پر ماہرانہ و محققانہ نظر رکھتے تھے۔ عربی زبان اسی روانی سے لکھتے اور بولتے جیسے اردو۔ دھریالہ جالپ میں چند سال پڑھایا اور ۱۹۴۷ء میں اور ٹیل کالج لاہور میں پروفیسر مقرر ہو گئے۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برقی اور پروفیسر غلام ربانی عزیز نے بھی کچھ مدت دھریالہ جالپ میں پڑھا۔ مولوی نور احمد نے بھی پروفیسر نور الحق مرحوم سے پڑھا۔

سلسلہ بیعت

حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت غوث الاغیاث شمس الاقطاب شمس العارفین حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی قدس سرہ سے تھی۔ سال میں دو تین مرتبہ سیال شریف کی حاضری معمول تھا۔ اپنے شیخ سے بڑی عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ سیالوی بھی آپ پر انتہائی مہربان تھے۔

امامت و خطابت

حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ مرکزی جامع مسجد دھریالہ جالپ میں درس و تدریس کے علاوہ امامت اور خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے اور بے نیازی اور بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ اس خدمت کا کوئی معاوضہ وصول نہیں کرتے تھے۔

marfat.com

بقول حاجی حبیب اللہ مرحوم مرید خاص حضرت جانی خوبہ سید مظفر علی شاہ جلاپوری رحمۃ اللہ علیہ آپ نے پچاس سال خطبہ جمعہ دیا۔ فرض نمازوں کے بعد کھڑے ہوئے اور درود شریف کا ورد کرتے تھے۔ بعد از فرض نماز تین بار دعا کرتے تھے۔ حدیث المبارک پر کثیر مجمع ہوتا تھا اور بڑی رونق ہوتی تھی۔

لباس

آپ کا لباس نیلے رنگ کی چادر، سفید کرتا تھا اور سر پر پگڑی ہوتی تھی۔ اکثر چہرے پر نقاب رکھتے تھے۔

اخلاق و اطوار

حضرت مولانا حافظ احمد الدین دہریالوی ولایت کے درجہ پر فائز تھے۔ متقی اور پرہیزگار تھے۔ جید عالم، کامیاب مدرس اور بے مثل خطیب تھے۔ جنات بھی آپ سے قرآن وحدیث کا درس لیتے تھے۔ حد سے نفرت تھے جہاں کہیں حد دیکھتے، اسے دیوار سے چک کر توڑ دیتے۔ علاقہ بحر میں قاتل احرام ہستی تھے۔ مسلم قوم کا درو کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ علم کی روشنی پھیلانے میں عمر بھر ساری رہے۔ انتہائی بے باک، مظلوم اور جری تھے۔ اوراد و وظائف کے پابند تھے۔ نہایت عابد و زاہد اور مرتاض تھے۔ خوش اخلاق، ہا کر دار اور قلع انسان تھے۔ حق گوئی اور راست بازی شعار تھا۔ ریاکاری اور نمود و نمائش سے نفرت تھی۔ سادگی پسند اور صوفی منش بزرگ تھے۔ شریعت مطہرہ کے پابند تھے۔ حیاداری کا پیکر تھے۔ ہر طبقہ میں قاتل احرام اور معزز ہستی تھے۔

کرامات

آپ مستجاب الدعوات اور صاحب کشف و کرامت تھے۔ چند کرامات درج ذیل قارئین کی جانی ہیں۔

دہریال جالپ کے ایک ذمہ دار محمد دین کو اچھے مویشی رکھنے کا شوق تھا۔ ایک

marfat.com

دفعہ ایک تیل خرید لایا۔ جامع مسجد کے پاس سے گزر رہا تھا۔ دیکھا کہ حضرت مولانا حافظ احمد الدین مسجد میں داخل ہو رہے ہیں۔ آگے بڑھ کر عرض کیا کہ تیل خرید لایا ہوں، اس پر ہاتھ پھیر دیں۔ آپ نے تیل کی پیٹھ پر دست مبارک پھیرا۔ محمد دین کہتا ہے جب تک وہ تیل رہا، ہمیشہ بیلوں کی دوڑ میں اول آتا رہا۔ یہ تھی آپ کے دست مبارک کی برکت۔

☆ ایک دفعہ سخت قحط کے آثار نمودار ہوئے، بارش بالکل نہیں ہو رہی تھی۔ اہل دیہہ اور معززین علاقہ نے آپ سے درخواست کی کہ نوافل پڑھائیں اور بارش کے لئے دعا فرمائیں۔ گاؤں کے مغرب میں واقع چٹیل میدان میں نوافل ادا کئے۔ دعا کرنے کے فوراً بعد فرمایا کہ اپنے اپنے گھروں کو جانا بادل آیا، موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ تالاب وغیرہ بھر گئے۔ پانی نشیبی گھروں میں داخل ہو گیا۔ ایک بوڑھے موچی کا پکارنا کہ وہ نفل پڑھنے والے تو اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ ہماری حالت زار بھی دیکھو کہ گھر میں پانی داخل ہو گیا ہے۔

لوگ آپ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہو کر کھتی ہوئے تو آپ نے بارگاہ ایزدی میں دست بدعا عرض کیا۔ فو ابادل منتشر ہو گئے اور بارش ختم ہو گئی۔

☆ آپ کا دم اور تعویذ بھی مجرب تھا۔ ایک بار حاجی حبیب اللہ مرحوم آرائیں ساکن دھریالہ جالپ کو سخت بخار ہوا۔ کوئی علاج کارگر نہ ہوا تو آپ کی خدمت مطعی میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دم کیا تو بخار فوراً اتر گیا اور حاجی حبیب اللہ مرحوم صحت یاب ہو گئے۔

☆ ایک مرتبہ آپ کہیں سفر پر تشریف لے گئے۔ محمد دین آپ کے ہمراہ تھا۔ اس کی بیعت حضرت محبوب سبحانی خوجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہ سے تھی۔ آپ اپنے ہمراہی کے ساتھ نماز ظہر کی ادائیگی میں مشغول تھے اور گاڑی بھی پلیٹ فارم پر پہنچ چکی تھی، اور گاڑی کے چلنے کا وقت بھی ہو گیا تھا۔ آپ نے اطمینان سے نماز ادا فرمائی، وظائف پڑھے اور پھر جا کر گاڑی میں بیٹھے ہی تھے کہ گاڑی نے وسل دی اور روانہ ہو گئی۔

رہائشی مکان

مرکزی جامع مسجد دھریالہ جالپ کے متصل شمالی سمت میں آپ کے رہائشی مکانات

marfat.com

تھے۔ پختہ اینٹوں سے بنے ہوئے یہ مکان اس دور کے لحاظ سے بہت عالیشان تھے۔ چوہدرہ بھی تھا اور چاروں جانب فصیل بنی ہوئی تھی۔ مکانات کا مگن بڑا کشادہ اور خوبصورت تھا۔ پروے کا خاص انتظام تھا۔ اب بھی یہ مکانات مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار کے طور پر باقی ہیں۔ ان کے پوتے، پڑپوتے آرمی اور دیگر سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں اعلیٰ مناصب پر فائز ہیں۔ البتہ مولانا موصوف کے مسلک سے روگردانی کر چکے ہیں۔

شادی اور اولاد

آپ نے دو عقد کئے پہلی زوجہ کے کطن سے تین لڑکے اور ایک لڑکی تولد ہوئی جن کے نام درج ذیل ہیں۔

- ۱ پروفسر مولوی نجم الدین مرحوم
- ۲ مولوی بدر الدین مرحوم، انسپکٹر ڈاک خانہ جات
- ۳ مولوی محمد دین مرحوم، اعلیٰ حافظ القرآن
- ۴ ہدایت البابی مرحومہ

دوسری شادی کھیوڑہ تحصیل چنڈوا ڈھان میں ایک دیندار اور معزز خاندان میں ہوئی۔ ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام مولوی محمد امین مرحوم ہے۔ پروفسر مولوی نجم الدین دھریالوی غالباً ۱۲۸۶ھ کو دھریالہ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد سے تعلیم کا آغاز کیا۔ ہجرت خلیج سرگودھا میں بغرض تعلیم مقیم رہے بعد ازاں دیوبند سے دستار فضیلت حاصل کی۔

فشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات پنجاب یونیورسٹی سے پاس کئے۔ اپریل ۱۹۱۹ء تا ۱۹۳۵ء اور ٹیکل کالج لاہور میں ہیڈ مولوی (مولوی اول) تدریسی خدمات انجام دیں۔ جامع مسجد دھریالہ جالب خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برقی مرحوم لکھتے ہیں۔

حضرت مولانا نجم الدین تفسیر، حدیث، عربی ادب، منطق، معقول اور دیگر اصناف علم

میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ برسوں اپنے گاؤں ڈریالہ میں درس دیتے رہے۔ ڈریالہ کا سکول جو بعد میں گورنمنٹ نے لے لیا تھا، آپ ہی کی مساعی سے قائم ہوا تھا۔ آپ کویت میں بھی درس دیتے رہے۔ عربی زبان پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ بے حد خوش اخلاق، مہمان نواز اور قناعت شعار تھے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن، علامہ سید انور شاہ اور مولانا رشید احمد گنگوہی جیسے اکابر سے فیض حاصل کیا تھا۔ آپ کی وفات ۱۶ جولائی ۱۹۳۳ء کو جالندھر میں وفات ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔ امثال القرآن نامی کتابچہ یادگار تالیف ہے۔

آپ کے چھوٹے بھائی مولوی محمد امین مولوی فاضل بھی جید عالم تھے۔ ایک کتب میں میرے ہم سبق رہے اور ہوشیار پور میں جہاں وہ سرکاری ہائی سکول میں عربی کے معلم تھے، میرے مصائب بھی۔ آپ کی وفات ۲۱ دسمبر ۱۹۵۲ء کو ہوئی۔

ڈاکٹر عبدالغنی مرحوم اپنی تالیف ”امیر حزب اللہ“ کے صفحہ ۵۲۹ پر رقمطراز ہیں۔

امیر حزب اللہ ثانی سید برکات احمد شاہ جلال پوری، سجادہ نشین کے گرجا کویت بننے کے بعد جلال پور شریف میں آپ کی دینی تعلیم کا انتظام ہوا۔ مولوی نجم الدین مرحوم پروفیسر دینیات یونیورسٹی اور ٹیبل کالج لاہور آپ کے تالیق مقرر ہوئے اور آپ نے فقہ تفسیر، حدیث منطق، صرف و نحو اور عربی ادب میں نصاب نظامی کی تکمیل کی۔

محمد بخش مرحوم داروگر ساکن دھریالہ جالپ کا بیان ہے کہ مولوی نجم الدین مرحوم صبح کی نماز کے بعد قبرستان میں اپنے والدین کی قبور کی زیارت اور فاتحہ خوانی سے فراغت کے بعد تانگے پر سوار ہو کر جلال پور شریف پہنچتے اور امیر حزب اللہ ثانی حضرت پیر سید برکات احمد شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ سابق سینیئر کی مدرسے کے بعد واپس دھریالہ جالپ آ جاتے تھے۔ میں بھی آپ کے ہمراہ ہوتا تھا۔

حضرت مولانا نجم الدین مرحوم مدرسہ حمیدیہ لاہور میں منطق و معقول پڑھاتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برقی مرحوم، پروفیسر غلام ربانی عزیز اور سید حسن جعفری نے مدرسہ حمیدیہ میں ان سے پڑھا۔ مولانا مرحوم کے حضرت قاضی ضیاء الدین چکوالی ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز راولپنڈی سے بہت گہرے برادرانہ تعلقات تھے۔ قاضی ضیاء الدین مرحوم حضرت قاضی

marfat.com

احمد الدین چکوالی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے فرزند تھے۔

وصال شریف

اس زمانہ میں طاعون کی بیماری اس علاقہ میں پھیل گئی۔ روزانہ کافی تعداد میں اموات واقع ہوتیں۔ جنازے پر جنازہ ہوتا۔ آپ بھی اسی بیماری میں مبتلا ہوئے۔ فرمایا کرتے کہ میں اس بیماری سے مرنے والا آخری شخص ہوں گا۔ میرے بعد کوئی آدمی اس بیماری سے نہیں مرے گا اور یہ بیماری بھی نہیں رہے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۱۳ء بروز جمعہ المبارک بوقت اذان فجر وصال فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

جنازہ

آپ کے فرزند کلاں حضرت مولوی نجم الدین مرحوم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں کثیر مجمع تھا۔

مدفن

دھریالہ جالپ نزد لاری اڈا بجانب شمال مشرق تحصیل پنڈو ادنخان ضلع جہلم کے قبرستان میں اپنے والد ماجد کے ساتھ مدفون ہوئے۔ مولف نے حشرات پر حاضری دی ہے البتہ حشرات پختہ نہیں ہیں۔ اہل شہر آپ کے مرقد پر عقیدت سے حاضر ہوتے ہیں۔

قطعہ تاریخ وصال

بندۂ مولف کی فرمائش پر حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی مدظلہ ائم۔ اے نے درج ذیل قطعہ تاریخ وقات کہا ہے

حضرت قاضی مولانا احمد الدین چشتی دھریالوی مدفون قبرستان در دھریالہ جالپ برب

marfat.com

روڈ تحصیل پنڈو اذ خان ضلع جہلم
امیر العلماء مولانا حافظ احمد دین دھریالوی

۱۹۲۳ء

حسرت احمد دین حافظ حق نشان
رفت درماہ رمضان تخلص جہاں
جست فیض الائمہ چوں سن رعلش
گفت ہاتف مگو "انجمن جہاں"
۱۳۴۱ھ

مریدین و معتقدین

آپ کے ارادت مند اور مرید علاقہ بھر میں مہرود تھے۔ علماء اور امراء آپ کا بیحد احترام کرتے تھے۔ چوہدری نعل خان ساکن کھنڈ فوجی دھریالہ جالپ اور راجا سوہندہ خان ساکن باغانوالہ فوجی دھریالہ جالپ آپ کے انتہائی معتقد اور جانثار تھے۔

معاصرین

آپ کے اپنے ہمعصر علماء و مشائخ سے بڑے اچھے اور دوستانہ تعلقات تھے۔ خصوصاً غوث زماں حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت قاضی احمد الدین چکوالی خلیفہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ، امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ جلالپوری، حضرت مولانا عطاء محمد دھریالوی (عم زادہ) مرید حضرت خواجہ اللہ بخش کریم تونسوی، حضرت مولانا عبدالرحیم ساکن جیتی پور (والد ماجد حضرت مولوی عبدالکریم) مرید حضرت ثانی احمد خان میروی سے بڑے گہرے مراسم تھے۔

حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ جب ایک مرتبہ سائیں بخت جمال سکھر پوری مرحوم کی دعوت پر سکھر پور تشریف لائے تو ہرن پور انجمن سے تانگے میں سوار ہو کر جب دھریالہ جالپ پہنچے تو حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی آپ کے استقبال کیلئے

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پہلے سے موجود تھے۔ حضرت گلاڑی نے کچھ وقت آپ کے مکان پر قیام فرمایا علمی اور روحانی گفتگو ہوتی رہی بعد ازاں عازم سکھر پور ہو گئے۔

مہر نیر کے فاضل مولف تحریر فرماتے ہیں۔

موضع پنڈی سید پور قحانہ جلال پور شریف ضلع جہلم کا ایک ہندو جوگی، ولد حارام نامی، سکھر پور کے مقام پر حاضر خدمت ہوا اور قوالی سناتا رہا پھر سوال کیا کہ یہ سب تو رنگ ہے، بے رنگ کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا تم نے عقل مندی کی بات کہی ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ رنگ، بے رنگ کیا ہے؟ پھر آپ نے ہندی زبان کا یہ کبت پڑھا۔

حد نپے تے اولیاء ، بے حد نپے تو
حد ، بے حد دو ہیں نکھے ، اس کا نام فقیر

جوگی یہ پراسرار کلام سن کر پہلے رو پڑا پھر کہنے لگا، حد، بحد دونوں بھلا لگ جائے تو حضرت محمد ﷺ کا غلام ہو جائے اور کچھ عرصہ بعد اپنے کئی چیلوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ حضرت نے اسے قبول اسلام کے بعد درود شریف کا وظیفہ بتلایا۔

مخدوم مولانا غلام محی الدین ساکن چک مجاہد جنوبی سے بھی برادرانہ تعلق تھا۔

ماخذ و مراجع

۱ محمد مرید احمد چشتی: تَوْزُّعُ الْمَقَالِ لِحُكْمَاءِ سِرِّيَا جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء

۱۳۱۰ھ

۲ ڈاکٹر عبدالغنی: امیر حزب اللہ مطبوعہ نقوش پریس لاہور ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء

۳ ڈاکٹر غلام جیلانی برقی: میری داستان حیات مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۸۲ء

۴ انٹرویو جناب حاجی بشیر احمد علوی ایڈووکیٹ در درہریالہ جالب مورخہ ۳ مارچ ۱۹۸۷ء

۱۹۸۷ء

۵ انٹرویو مولوی عبدالکریم بوساطت حاجی بشیر احمد علوی ایڈووکیٹ درہرچینی پور مورخہ ۳ مارچ ۱۹۸۷ء

۱۹۸۷ء

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۶ انڈیو حاجی حبیب اللہ مرحوم در دھریالہ جالپ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۸۸ء، افسوس
حاجی صاحب مرحوم و مغفورہ ۱۹۹۹ء کو وصال فرما گئے۔ حاجی صاحب بڑے
نیک، پارہہ اور تجھڑا انسان تھے۔ ان کی موت ایک سچے مسلمان کی مانند ہوئی۔
حاجی حبیب اللہ مرحوم کوٹ جنوبی داخلہ دھریالہ جالپ کے باشندے تھے۔ آرائیں
خانہ ان کے چشم و چراغ تھے۔ ولادت ۱۹۰۵ء کو ہوئی۔

۷ انڈیو ماسٹر محمد نعیم مرحوم، کب فروش دھریالہ جالپ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۶ء
نوٹ: جناب حاجی بشیر احمد علوی ایڈووکیٹ حضرت مولانا حافظ احمد الدین دھریالوی
رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے معزز فرد ہیں۔ حضرت مولانا عبدالرحمن نقشبندی رحمۃ اللہ
علیہ سجادہ نشین عید گاد شریف، راولپنڈی کے مرید ہیں۔ مولف کے احباب میں سے
ہیں۔ ایڈووکیٹ صاحب کا شجرہ نسب مراد بخش سے اس طرح ملتا ہے۔

حاجی بشیر احمد علوی بن نعیم الدین بن قادر دین بن حسن دین بن روشن دین
برادر مراد بخش مرحوم۔ علوی صاحب شعر و شاعری سے بھی شغف رکھتے ہیں۔ بڑے
مخلص اور مہمان نواز ہیں۔ خوش خلقی سے بھی وافر حصہ ملا ہے۔

مولانا عبدالکریم مرحوم عالم و فاضل اور فقیر آدمی تھے۔ حج بیت اللہ سے شرف
ہو چکے تھے۔ ۱۳ فروری ۱۹۹۸ء بروز شنبہ واصل بحق ہوئے۔ ان کا شجرہ نسب اس
طرح ہے۔ مولانا عبدالکریم بن مولانا عبدالرحیم بن محمد دین بن شمس الدین بن امام
بخش بن مراد بخش مرحوم

۸ مولانا فیض احمد: مہر منیر مطبوعہ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، لاہور ۱۹۷۳ء

۹ انڈیو محمد دم ظہور الحق (ریٹائرڈ ٹیچر) پسر محمد دم مولانا محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ در چک

مجاہد جنوبی مورخہ ۳ مئی ۱۹۸۸ء

﴿ حضرت خواجہ سید محمد شاہ بخاری ﴾

آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ سید غلام رسول شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل اور ولی کامل تھے۔ آپ کی ولادت ستمبر ۱۸۶۰ء موافق ربیع الاول ۱۲۷۷ھ (اول عشرہ) میں شکریلہ شریف ضلع جہلم میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے لئے دور دراز کے سفر کئے اور مسافرت کی مصوبتیں برداشت کر کے علوم قد اولہ کی تحصیل و تکمیل کی۔

مولوی حافظ رحم علی ساکن دندی ضلع مہجرات فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو عربی و فارسی پر عبور تھا اور تفسیر وحدیث کے ماہر تھے۔

حضرت خواجہ سید محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو والد ماجد نے حضرت ثانی خواجہ محمد الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرا دیا تھا۔ البتہ خلافت واجازت خود عطا فرمائی۔ آپ کو حضرت ثالث غریب نواز سیالوی سے بھی خلافت واجازت عطا ہوئی۔

حضرت خواجہ سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی کی سچی تصویر تھے جو وظائف و اوراد آپ کے تھے، وہی ان کے تھے۔ شریعت مطہرہ کے سخت پابند تھے۔ گاؤں کی امامت اور درس قرآن کافرینہ باحسن طریقہ انجام دیتے تھے۔ شکل و شہادت میں والد ماجد کا پرتو تھے۔ لباس سادہ استعمال کرتے اکثر کمبلیں اور شلوار پہننے بعض اوقات تہبند بھی باندھتے تھے اور سر پر دستار ہوتی پاؤں میں چڑے کا جوتا استعمال کرتے۔ حضرت خواجہ سید محمد شاہ بخاری حرکت قلب بند ہونے سے ۱۹۲۶ء کو فوت ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ اپنے والد ماجد کے پہلو میں مدفون ہیں۔

آپ سے لاتعداد خوارق و کرامات ظہور میں آئیں جن میں سے ایک تحریر کی جاتی ہے۔
لنگر شریف کا خادم منشی بیر بخش مرحوم جو آپ کا معاصر تھا اور حضرت خواجہ سید غلام رسول شاہ بخاری کا منظور نظر تھا، نے لنگر کے نئے بیل خریدے۔ بیل جو تنے کے لئے جب چلا تو حویلی کے باہر آپ سو رہے تھے چونکہ شب بیدار تھے لہذا نماز فجر کے بعد آرام فرماتے تھے۔ بیر بخش نے آپ کا پاؤں پکڑ کر ہلایا اور عرض کیا۔ دعا کرنا کہ بیل اچھے چلیں۔ فرمایا، جاؤ بیٹھ جائیں گے۔ واقعی

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ایسے ہی ہوا۔ دوز تا ہوا آپ کی خدمت میں آیا اور پاؤں ہلا کر عرض کیا وہ تو بیٹھ گئے۔ غصہ میں فرمایا جاؤ بھئی وہ اٹھ جائیں گے۔ پیر بخش یوں ہی بیلوں کے پاس پہنچا تو تکل اٹھ کھڑے ہوئے۔

آپ نے سری نگر (جموں) میں سورۃ یسین شریف کا چلہ کاٹا ہوا تھا، آپ جس چیز پر توجہ ڈالتے وہ آپ کے قدموں میں آجاتی۔ سری نگر کا ایک جاگیردار رنجہ آپ کے کمالات دیکھ کر وہاں بیعت سے مشرف ہوا اور ایک نہایت خوبصورت تسبیح، شمشینے کا قیمتی زحمر اور کئی صد روپے نذرانہ پیش کیا۔

مرزا اللہ دتہ ولد مرزا باز خان ساکن حلاز جو کہ اکثر آپ کے مزار شریف پر حاضری دیا کرتا تھا، نے بیان کیا کہ والد ماجد بتایا کرتے تھے کہ ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ بہتیرا علاج معالجہ کرایا لیکن بے سود۔ ایک دفعہ آپ کی زیارت کو حاضر ہوا اور اپنا مدعا عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اسی سال آپ کو ایک فرزند عطا کرے گا اور اس کا نام اللہ دتہ رکھنا۔

چنانچہ اسی سال تم پیدا ہوئے۔

مرزا اللہ دتہ نے بیان کیا کہ جب میں عالم شعور کو پہنچا تو حضرت خواجہ سید محمد شاہ بخاری کا دوصال ہو چکا تھا لہذا والد ماجد نے آپ کے مزار اقدس پر ہر جمعرات کو حاضری کا حکم فرمایا۔

ماخذ و مراجع

- ۱ قاری نور حسین للہی، مولانا: حیات قلندر مطبوعہ ایس ایم پرنٹرز لاہور ۱۹۹۲ء
- ۲ مکتوب حضرت صاحبزادہ سید ولشاد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین بنام مولف مورخہ ۳۱ جون ۱۹۹۵ء از خانقاہ معلیٰ شکر یلہ شریف (جہلم)
- ۳ فوؤا الزخائل فی خلفاء پیر سیال مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء

۱۴۱۰ھ

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿ حضرت مولانا عبدالرؤف شاہ اورنگ آبادی ﴾

ولادت

حضرت مولانا عبدالرؤف شاہ المعروف جناب شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ پیر گلاب شاہ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند تھے۔ ولادت باسعادت اورنگ آباد شریف تحصیل جند ضلع انک میں تخمیناً ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء کو ہوئی۔ اورنگ آباد، راولپنڈی سے کواٹ روڈ پر رنگی اڈا سے جانب جنوب ۶ کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔

تعلیم و تربیت

ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کر کے میکی ڈھوک چلے گئے۔ یہاں مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھنے کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں سے سند فراغت حاصل کی۔ مولوی حسین احمد مدنی آپ کے استاد تھے۔

بیعت

دوران تعلیم والد ماجد نے حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت کرا دیا تھا۔

غلام ربانی عزیز ایم۔ اے اپنے مکتوب میں ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

جب ہم سیال شریف پہنچے تھے تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ عوام کے لئے حجرے تھے جن کے فرش پر خشک گھاس بچھی ہوئی تھی۔ میں بھی عوام میں تھا، حضرت صاحب اوران کے صاحبزادے مولانا عبدالرؤف شاہ خواص میں تھے۔ وہ ادھر چلے گئے تھے۔ بقول ملک فیض رساں اورنگ آبادی سیال شریف آمدورفت مرتے دم تک رعی۔ اپنے مرشد خانہ سے بہت انس اور عقیدت تھی۔ دوران گفتگو پیر سیال کا ذکر خیر فرمایا کرتے تھے۔ اورنگ آباد میں بھی ایک عرس ہوتا تھا۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سند فراغت کے حصول کے بعد آپ نے اورنگ آباد شریف میں درس و تدریس کی مسند سنبھالی۔ آپ کی تدریس کی شہرت سن کر پنجاب، چترال، سوات، سرحد، افغانستان، بخارا تک کے طلباء آپ کے پاس تحصیل علم کے لئے آتے تھے۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برقی مرحوم لکھتے ہیں۔

آپ حضرت گلاب شاہ کے فرزند تھے۔ فقہ، منطق، معقول، حدیث اور تفسیر میں بڑی مہارت اور شہرت کے مالک تھے۔ ملک کے دور دراز علاقوں نیز افغانستان اور بخارا تک کے طلبہ آپ سے فیض حاصل کرنے کیلئے آتے تھے۔ میں نے ان سے منطق کی چند کتابیں مثلاً ایسا غوجی، میر ایسا غوجی، قال اقول اور قطبی پڑھی تھیں۔ ہم اورنگ آباد میں ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۶ء تک رہے اور پھر دیگر مدارس و مکاتب میں چلے گئے بقول غلام ربانی عزیزی اہم۔ اسے طریقہ تدریس سادہ تھا۔ مسئلہ ذہن نشین کر دیتے۔ ذریعہ تعلیم پنجابی، عربی اور پشتو تھا۔ آپ کے شاگرد رشید اور غشی ملک فیض رساں اعوان لکھتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرؤف المعروف جناب شاہ صاحب کے تدریس کا کوئی معاون نہ تھا۔ ان کے پاس صوبہ سرحد اور کابل کے طالب علم حدیث و اصول فقہ کی تدریس کے لئے آتے تھے اکثر پنجتون طلبہ ہوتے تھے۔ چالیس سال سے زیادہ عرصہ طلباء کو درس دیا۔ بہت زیادہ طالب علم ہوتے تھے۔ مسجد سے ملحقہ دو بڑے کمرے رہائش اور تدریس کے لئے بنائے ہوئے تھے۔ کھانا آبادی کے تعاون سے ان کو ملتا تھا کوئی خاص علیحدہ ننگر کا انتظام نہ تھا۔ صبح کے نوافل سے فارغ ہو کر تین چار گھنٹے پڑھاتے اور ظہر کے بعد عصر تک اور پھر عشاء کے بعد گھنٹہ دو گھنٹے پڑھاتے ایک دوسرے مکتوب میں رقمطراز ہیں۔

حضرت جناب شاہ بہت بڑے عالم مزرے ہیں۔ سینکڑوں طالب علم صوبہ سرحد کے ان کے ہاں اورنگ آباد میں فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔ پشتو بہت اچھی بولتے تھے۔ پشتو میں طلبہ کو پڑھاتے تھے۔

- ☆ حضرت ڈاکٹر غلام جیلانی برقی مرحوم ساکن بسال شریف ضلع انک
- ☆ حضرت پروفیسر مولانا غلام ربانی عزیز ایم۔ اے (انک)
- ☆ حضرت مولانا حافظ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی (برادر)
- ☆ حضرت قاضی صدر الدین مرحوم ساکن درویش، ہری پور، ہزارہ
- ☆ حضرت ملک فیض رساں احوان، اورنگ آباد ضلع انک
- ☆ حضرت مولانا محمد عطاء اللہ شاہ اورنگ آبادی (بھتیجا)
- ☆ حضرت مولانا عبدالحی شاہ اورنگ آبادی (بھتیجا)
- ☆ حضرت مولانا غلیل الرحمن ساکن غورزیاں تحصیل کوہاٹ
- ☆ حضرت مولانا عبدالقیوم.....
- ☆ حضرت مولانا عبدالصمد خان پٹھان ساکن ناکہند ضلع کوہاٹ
- ☆ حضرت غرزئی ملا صاحب ضلع کوہاٹ
- ☆ حضرت مولانا کریم شاہ چڑالی علاقہ چڑال، انھوں نے دس سال اورنگ آباد میں فرائض امامت ادا کئے۔ فوت ہو چکے ہیں۔
- ☆ حضرت مولانا غلیل الرحمن حیری علاقہ سوات حال مقیم اورنگ آباد شریف

معمولات

معمولات زندگی دس و تہ ریس تک محدود تھے اور گرد کے گاؤں میں کوئی مرجاتا اور جنازے میں شرکت کی دعوت ملتی تو شامل ہو جاتے تھے۔ نماز تہجد اپنے حجرے میں ادا فرماتے تھے۔ اوراد و وظائف کے پابند تھے۔ شریعت کے فیصلے کثرت سے آتے تھے اور زیادہ ضعف کی وجہ سے لکھ پڑھ نہ سکتے تھے۔ ملک فیض رساں اورنگ آبادی ۱۹۳۶ء سے ۱۹۵۵ء تک منشی رہے فتویٰ پڑھنا فیض رساں

marfat.com

بامر مولوی عبدالرؤف عرف جناب شاہ چلتے تھے۔ آپ کا ہر فیصلہ کتب کے حوالے سے ہوتا تھا اور اکثر فتاویٰ شامی، درمختار، قاضی خان اور عالمگیری سے لکھواتے تھے۔ دوردراز اضلاع کے لوگ اور علمائے دین بھی بطور ثالث ان سے فیصلے طلب کرتے تھے۔ اشراق، چاشت، اوائین اور حفظ الایمان باقاعدہ ادا کرتے تھے۔ دم دعا کے لئے بھی لوگ آتے تھے۔

حلیہ

حضرت مولانا عبدالرؤف شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ آپ کے شاگرد پروفیسر غلام ربانی عزیز ایم۔ اے اس طرح بیان کرتے ہیں۔ مولانا عبدالرؤف شاہ صاحب خوش قامت، خوش چہرہ اور دوہرے جسم کے آدمی تھے۔ داڑھی کو کلف لگاتے تھے اور یہ ڈیوٹی میں سرانجام دیتا تھا۔ منہ میں نوسار ڈالتے تھے۔ دانت بھی ملتے محسوس ہوتے تھے۔ جسم ماشاء اللہ بالکل تندرست مضبوط اور چہرہ نورانی تھا۔ ملک فیض رساں اعموان کا بیان ہے۔ آپ کا قدمیاندہ پونے چھ فٹ، بدن بھاری رنج گندی اور داڑھی مبارک سفید تھی۔

لباس و خوراک

لباس میں سفید کھادی کا کرتا اور شلوار تھا۔ بقول غلام ربانی عزیز لباس سفید ہوتا، ململ کی چڑی، کرتہ اور تہ بند لٹھے کا ہوتا۔ کھانا گھر پر کھاتے تھے۔ خوراک سادہ ہوتی۔

اخلاق

حضرت ملک فیض رساں اعموان اور ملک آبادی کا بیان ہے۔ آپ نہایت خوش اخلاق اور سخی تھے۔ دینی علوم بے لوث پڑھاتے تھے۔ درسی کتب زبانی یاد تھیں۔ جس کتاب سے کوئی مسئلہ تلاش کرنا ہوتا، اس کا صفحہ سطر زبانی بتا دیتے تھے۔ فقہی مسائل پر گہری اور عمیق نظر تھی۔ علاقہ بھر کے امام تسلیم کئے جاتے تھے۔ چہرہ نہایت نورانی اور روشن تھا۔ بڑے دہدہ کے مالک تھے۔ سادگی اور شرافت کا مجسمہ تھے۔ طلبہ کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تھے۔ طلبہ پر نہایت شفقت و مہربانی فرماتے تھے۔ امامت خود کراتے تھے، بڑے بے باک اور بزرگوار انسان تھے۔ شرعی مسائل تعہد یق کے لئے آتے تھے۔ بہت

بڑے نادر کتب خانہ کے مالک تھے۔ اردو، فارسی، عربی اور پشتو پر یکساں مہارت تھی۔ میلاد شریف منعقد کرتے تھے۔

مولوی ظلیل الرحمن بنیری حال معیم اورنگ آباد کا بیان ہے۔ حضرت مولانا جناب شاہ رحمۃ اللہ علیہ مضبوط اور قوی اعضاء، سادہ مزاج، بارعب، کم گو، سخی، مفتی زماں، اجل عالم، دوسری کتب زبانی یاد اور چہرہ انور نورانی تھا۔ گفتگو عالمانہ ہوتی تھی۔ طلبہ پر شفقت اور مہربان تھے۔ خاموش طبع، متواضع اور منکسر الخواج انسان تھے۔

معاصرین

حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گلزدی رحمۃ اللہ علیہ آجکے محتجا کہتے تھے۔ مناظرہ وائ بھراں (میانوالی) میں آپ کو اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔ حضرت خواجہ میر احمد چشتی بسالوی رحمۃ اللہ علیہ دوران علالت آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تھے۔ چورہ شریف کے بزرگان سے برادرانہ تعلقات استوار تھے۔ بعض صاحبزادگان چورہ شریف آپ سے پڑھتے رہے ہیں۔ میرہ شریف کے بزرگوں سے گہرے مراسم تھے۔ انک کے ایک وکیل میر احمد شاہ مرحوم جواچھے وکیل اور نیک آدمی تھے، ان سے اچھے تعلقات تھے۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برقی مرحوم لکھتے ہیں۔ جب میں گورنمنٹ کالج کیمپلہ میں فرائض تدریس سرانجام دے رہا تھا تو ایک دن مجھے کسی نے بتایا کہ حضرت قبلہ مولانا عبدالرؤف صاحب یہاں کے ایک مشہور وکیل سید حضرت شاہ کے مکان پر آئے ہوئے ہیں۔ میں نے وہاں جا کر شرف قدموسی حاصل کیا۔ انہیں اپنے گھر لے آیا، بیوی بچوں کے لئے ان سے دعا کرائی اور آپ نے سب کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ ان کے اس ناگہانی ورود سے مجھے زبردست روحانی خوشی حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا عبدالرؤف شاہ اورنگ آبادی تھوڑی بہت حکمت بھی جانتے تھے۔ ۲۱ مئی ۱۳۳۵ھ کا واقعہ ہے کہ حضرت جانی خواجہ احمد خان میروی رحمۃ اللہ علیہ کو کھنسی بکثرت سہا پہ اور وسطی کے درمیان نقلی۔ مولوی عبدالرؤف صاحب اورنگ آبادی نے ادویہ سفیدہ سے کھنسی کا علاج معالج کیا حتی کہ کھنسی وغیرہ کا درد جاتا رہا اور وہ اچھی ہو گئی۔ جہول حضرت غلام

ربانی عزیز مولانا میرا شریف بھی حاضری دیتے تھے۔ یہ مذہبی اجتماع بالکل بے معارف نہ تھے۔ علماء کے وعظ تو ہوتے ہی تھے۔ بزرگان دین کی زیارت کا موقع بھی ملتا اور جو لوگ ان کے خصوصی حلقوں میں شامل ہوتے، وہ ضرور فائدہ اٹھاتے۔ مولانا درم فرماتے ہیں ۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت ہے ریاء
یہ ایک طرح کی روحانی تفریح شمار ہوتی تھی۔

بقول ملک فیض رساں اور نگ آبادی آپ کی مولوی اشرف علی تھانوی سے بھی باہمی
مراسلت تھی۔

دستخط

بندہ مولف (محمد نرید احمد چشتی) نے اپنی آنکھوں سے آپ کی ایک قلمی کاپی دیکھی ہے
جس پر تین چار مقامات پر آپ کے دستخط اس طرح ثبت تھے۔

غلام غلامان چشتیاں احقر العبا محمد جناب شاہ فقیر محمد جناب شاہ غنی عزم

نیز ایک کاپی پر عربی، فارسی اور اردو مولود شریف اور نعتیہ قصائد حضرت جناب شاہ کے قلم
سے تحریر کئے ہوئے دیکھے، یہ قلمی ذخیرہ محمد خلیفہ اللہ اور نگ آبادی کے ہاں دیکھا۔ ان کے پاس
محفوظ ہے۔

وصال شریف

آپ کے شاگرد چشتی حضرت مولانا فیض رساں اعوان کا بیان ہے۔ حضرت مولانا جناب
شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے لحد میں اتارا۔ بہت پیاری اور انوکھی خوشبو قبر میں پائی جس سے مشام
جاں معطر ہو گئے۔ نماز جنازہ حضرت مولانا حافظ غلام فرید شاہ اور نگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
(برادر خور) نے پڑھائی۔ بہت بڑا اجتماع تھا۔ آپ کا وصال شریف ۲۳ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ
مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۶ء بروز یکشنبہ اور نگ آباد شریف میں ہوا۔ ایک پختہ چار دیواری میں والد
ماجد کے شرقی سمت میں دفن ہوئے۔ قبر شریف پختہ ہے۔ بندہ مولف دوبار حاضر ہو چکا ہے۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قطعہ ساریخ وصال

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی ایم۔ اے نے بدمذہب مولف کی درخواست پر تاریخ وفات لکھا ہے ۔
”پاکیزہ رُخ مولانا عبدالرؤف شہ اورنگ آبادی“

۱۹۵۶ء

زبدۂ اہل وقا عبدالرؤف پاک باطن خوش تھا عبدالرؤف
صاحب اخلاص و دانش باکمال حکمران زبد وقا عبدالرؤف
بت و سرہ اولی رنج یک شبہ روز شد سوئے دار الجزا عبدالرؤف
ابر رحمت یا خدا بر مرقدش بد عجب مصطفیٰ عبدالرؤف
ہست چوں فیض الامین سال از خرد
گفت ”مخلص ہے رہا عبدالرؤف“

۱۳۷۶ھ

اولاد

آپ کے دو فرزند ہیں۔

- ۱ محمد ثناء اللہ، آری میں امام ہیں۔ علم دین سے واقف ہیں۔
- ۲ محمد خلیفۃ اللہ، ایک سکول میں مدرس ہیں اور اپنی آبائی مسجد میں امامت کراتے ہیں۔ جماعت اسلامی سے وابستہ ہیں۔

ماخذ و مراجع

- ۱ غلام جیلانی برقی، ڈاکٹر: میری داستان حیات مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۸۲ء
- ۲ محمد مرید احمد چشتی، حاجی، نور الہدایہ فی خلفاء و رسال جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- ۳ سید کرم حسین شاہ، مولانا: ذکر ولی مطبوعہ در فیض عام پریس لاہور
- ۴ انٹرویو حضرت مولانا ملک فیض رسان احوان اورنگ آبادی مورخہ ۶ اگست ۱۹۹۲ء
بروز پنجشنبہ در اورنگ آباد شریف ضلع انک
- ۵ انٹرویو مولانا ظلیل الرحمن پونیری حال مقیم اورنگ آباد شریف مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۲ء
بر مکان اورنگ آباد شریف ضلع انک
- ۶ مکتوب ملک فیض رسان احوان بنام مولف مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۸۹ء از اورنگ آباد
شریف ضلع انک (پنجاب)
- ۷ ایضاً، مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۸۸ء از اورنگ آباد شریف
- ۸ ایضاً، مورخہ ۷ مئی ۱۳۰۸/۲۲ جولائی ۱۹۸۸ء
- ۹ مکاتیب پردیس نظام ربانی عزیز بنام مولف مورخہ ۲۳ جون ۱۹۹۱ء از ایبٹ آباد،
۱۵ جون ۱۹۹۱ء از ایبٹ آباد، ۶ جولائی ۱۹۹۱ء ایبٹ آباد، یکم جون ۱۹۹۱ء از انک، یکم
مئی ۱۹۹۱ء از انک شہر
- ۱۰ مکتوب حضرت صاحبزادہ محمد عطاء اللہ شاہ اورنگ آبادی بنام مولف مورخہ ۳ جون
۱۹۸۹ء از خانقاہ معلی اورنگ آباد شریف
- ۱۱ سید محمد امیر شاہ قادری: تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد دوم مطبوعہ شمار آرٹ پریس، لاہور
۱۹۷۲ء

﴿ حضرت مولانا غلام رسول سدوالی ﴾

حضرت مولانا غلام رسول سدوالی رحمۃ اللہ علیہ موضع سدوال ضلع پکوال میں ۱۲۶۶ھ موافق ۱۸۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ قرآن مجید اور دیگر علوم متداولہ کی تحصیل والد ماجد حضرت مولانا سلطان محمود سدوالی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ سے کی۔

آپ کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی سے تھی۔ سدوال میں درس قرآن پڑھایا۔ گاؤں کے جملہ مرد و عورت نے ان سے قرآن مجید پڑھا۔ جدید عالم، متشرع، معاصر اور گوشہ نشین تھے۔ اور ادو وظائف اور نوافل کے پابند تھے۔ صوم و صلوات اور تہجد کے پابند تھے۔ ولی کامل اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ آپ کی کئی کرامات مشہور ہیں۔ لوگوں میں یہ بھی مشہور ہے کہ آپ کو کئی پکائی روٹی غیب سے ملا کرتی تھی۔

زیادہ وقت سیال شریف بسر کیا۔ سیال شریف سے بہت الفت اور محبت تھی۔ صاحب اخلاق، متسا اور سادگی پسند تھے۔ ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

آپ کا وصال مبارک ۵ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ مطابق یکم اگست ۱۹۲۰ء بروز پنجشنبہ سدوال میں ہوا اور قبر شریف سدوال کے قبرستان میں چار دیواری کے اندر مرجع خلافت ہے۔ حضرت صاحبزادہ فیض الامین قاروقی ایم۔ اے نے تاریخ لکھی ہے۔

”عالی لب مولانا غلام رسول صاحب سدوالی“

۱۹۳۰ء

خسرو اصنیا غلام رسول گھن چشت کاوہ دکش تھا پھول
اس کی خوشبو سے تھا معطر جہاں اس کی فرقت میں ہے ہر اک پر پھول
روز پنجشنبہ پانچ اولی ربیع جام رحلت کیا خوشی سے قبول
مرقد اس کی رہے سدا عزیزیں اس کو ہر قرب حق میں راضی پھول
سال رحلت کہو یوں فیض الامین

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”غریب و فاقہ میں رسول ﷺ“

۱۳۳۹ھ

﴿حضرت مولانا سید رسول سدوائی﴾

حضرت مولانا سید رسول سدوائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سلطان محمود سدوائی قدس سرہ کے دوسرے فرزند تھے۔ سدوال میں ولادت ہوئی۔ والد ماجد نے سیال شریف حضرت اعلیٰ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرا دیا۔ اکثر سیال شریف رہا کرتے تھے۔ آپ کی زبان میں لکنت تھی اور سادہ مزاج تھے۔ حضرت خواجہ عبدالعزیز چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ انھیں حکم دیتے کہ ناچ اور بھنگ اڈا لیتا تو اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے ناچ شروع کر دیتے جب کبھی ادھر حضرت ثانی لاٹانی سیالوی قدس سرہ کی تشریف آوری ہوتی تو آپ حضرت چاچڑوی سے فرماتے کہ آپ انھیں کیوں نچاتے ہو؟ آپ کو علم نہیں کہ یہ حضرت مولوی سلطان محمود سدوائی کے فرزند ہیں۔

آپ غیر شادی شدہ تھے اور تجرد کی زندگی بسر کی۔ بہت اللہ والے تھے۔ مجذوب درویش تھے۔ تارک الدنیا تھے۔ عوام الناس سے میل جول بہت کم تھا۔ اپنے حال میں مست رہتے تھے۔ حضرت مولوی ممتاز علی ایم۔ اے اپنی قلمی یادداشتوں میں لکھتے ہیں۔

مولوی غلام محمد سدوائی (برادر مولوی سید رسول) مرحوم و مغفور کو میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ فاضل دیوبند تھے۔ تمام عمر پرائمری مدرسہ سدوال کے اول مدرس رہے اور اپنی جامع مسجد کے امام و خطیب تھے۔ مولانا سید رسول مرحوم و مغفور بڑے قد آور اور ذلیل ڈول والے انسان تھے۔ قلندر صاحب کے بڑے مخلص محبت تھے جب بھی قلندر صاحب دہلی کے دورہ پر تشریف لاتے تو مولوی صاحب حاضر خدمت ہو جاتے، ہکا کر بات کرتے۔ قوال مارکہ انھیں بہت چھیڑتا اور تنگ کرتا وہ ان کو بہت گالیاں دیتے اور ہاتھ بھی چلاتے جس پر قلندر صاحب خوشی کا اظہار کرتے۔ قوال انھیں لیموں اور مرچیں کثیر تعداد و مقدار میں کھانے کے لئے مجبور کرتے تو ان کو وہ محض خوش کرنے کے لئے نکل جاتے بھاری جسم کے آدمی تھے۔ سیاہ و سفید گھٹی داڑھی رکھتے تھے اور ہر آدمی کے دوست دیار تھے۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

خدا مغفرت کرے خوب آدمی تھے

حضرت مولوی سید رسول حضرت قلندر صاحب کی طبیعت مخزون و مغفوم میں ایک قسم کی فکٹنگی کا سامان سمجھا کرتے جب تک آپ دہنی کے علاقے میں رہتے مولوی صاحب بھی باقاعدہ ان کی خدمتِ اقدس میں ماہی ڈیوٹی ادا کرتے رہے۔ البتہ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ عرس کے موقع پر کبھی ان کو چاچ شریف دیکھا ہو۔

اس علماء خاندان کے ایک مولوی محمد شریف صاحب تھے خدا جانے زعمہ ہیں یا نہیں، بچے۔ وی مدرس تھے لیکن نہایت فقیر دوست اور خدمت گزار تھے۔ حضرت قلندر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ نہایت متشرع اور نیک آدمی تھے۔ قلندر صاحب کی کم و بیش خدمت کرتے رہتے تھے، ان کی بیعت کا صحیح علم نہیں ہو سکا۔ گولڑہ شریف، سیال شریف یا تونسہ شریف میں تھی۔ اس نیک اور متدین خاندان کا تعلق ان تینوں مقامات مقدسہ سے ہے۔

ایک دفعہ ایک نوجوان کو ان کے لواحقین میں سے کوئی آدمی قلندر صاحب کی خدمت میں لے آیا۔ اس وقت اس نوجوان کی حالت غیر تھی۔ کچھ مجبوظ الحواسی کا اثر نمایاں تھا۔ اس کی بیعت تونسہ شریف تھی لیکن کوئی ایسا چلہ یا وظیفہ بلا اجازت پڑھا تھا جس سے اس کی حالت غیر ہو گئی تھی۔ تندو کی آگ میں جل جانا چاہتا تھا۔

قلندر صاحب کے قیام سدو وال کے دوران جہاں آپ کا ڈیرہ تھا وہاں پڑوس میں ایک ہندو گھرانہ تھا۔ اس خاندان کی ایک نوجوان شادی شدہ عورت رات کو قلندر صاحب کی مجلس میں خفیہ طور پر حاضری دیا کرتی۔ اس محبت میں اس کی یہ حالت ہو گئی کہ حضرت قلندر صاحب کے تیرنگہ کا شکار ہو گئی۔ خدا جانے وہ کس حالت میں دنیا سے رخصت ہوئی۔ غالب نے جج کہا ہے

دل سے تیری نگاہ جگر تک اتر گئی
دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی

حضرت حافظ محمد الدین سدو والی کا بیان ہے۔

حضرت مولانا سید رسول سدو والی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو مائی بخت بانو مرحومہ

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مغفورہ موجود تھی۔ مولوی صاحب کی وفات کے بعد پتہ چلا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ نماز کی طرح اپنے پیٹ پر رکھے ہوئے تھے۔ ہر ممکن کوشش کی گئی کہ ہاتھ پیٹ سے علیحدہ ہوں لیکن بے سود۔ جب آپ کو غسل دینے کے لئے تختہ پر لٹایا گیا تو ہاتھ خود بخود اپنی جگہ پر آ گئے۔ جب بخت بان کو بتایا گیا تو اس نے فرمایا کہ سید رسول جاتے وقت بھی اپنی کرامت ظاہر کر گئے ہیں۔ جب سدوال میں قیام ہوتا تو قبرستان میں شب دروز ڈیرہ رکھتے تھے۔ مستجاب الدعوات ابرسیف زبان تھے۔ سنہ وصال معلوم نہ ہو سکا۔ سدوال میں اپنے بزرگوں کی چار دیواری میں مدفون ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿ حضرت مولانا محمد نور سداوالی ﴾

حضرت مولانا محمد نور سداوالی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سلطان محمود سداوالی کے تیسرے فرزند تھے۔ ولادت باسعادت سداوال میں ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء کو ہوئی۔ والد ماجد سے جملہ علوم دینیہ کی تحصیل و تکمیل کی۔ فارسی ادب اور فقہ میں انتہائی مہارت تھی۔ گلستان، بوستان اور مشنوی شریف تک کتابیں پڑھاتے تھے۔ طریقہ تدریس بہت عمدہ اور نرال تھا۔ عالم باعمل اور متقی انسان تھے۔ اکثر مسجد میں قیام کرتے تھے۔ اشراق، چاشت، ادایین، حفظ الایمان، تہجد اور صلوة التبع کے انتہائی پابند تھے۔ نماز باجماعت کے پابند تھے۔ اوراد و وظائف اور ختم خواجگان کی پابندی کرتے تھے۔ فطری روزے رکھتے تھے۔ تعویذات کبھی بکھار دیتے تھے۔ تلی کادم کرتے تھے اور مریض تیسرے ہفتہ میں تندرست اور شفا یاب ہو جاتا تھا۔ زندگی میں کوئی نماز قضا نہ ہوئی حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے مرید تھے۔ صاحب اخلاق، عاجزی و انکساری کا پیکر اور متشرع بزرگ تھے۔ آپ کی وفات ۲۲ شوال المعظم ۱۳۸۹ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۷۰ء بروز آدینہ ہوئی۔ اپنے بزرگوں کی چار دیواری میں مدفون ہیں۔ ان کے ایک صاحبزادے غلام حسن مرحوم عالم و فاضل اور درویش کامل تھے۔ حضرت غوث زمان خواجہ سید محمد غوث شاہ ہمدانی کے قلمس مرید تھے۔

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی ایم۔ اے نے تاریخ وفات لکھی ہے

”بادی فضیلت مآب مولانا محمد نور سداوالی“

۱۹۷۰ء

آں محمد نور بدر کالماں	مرد عارف زبدہ اہل زماں
پاک باطن نیک سیرت خوش خصال	صاحب جو دوستا عظمت نشاں
در طریقت شیخ اوچہ باکمال	خواجہ شمس الدین شمس عارقال
بست دود شوال بد آدینہ روز	زیں جہاں شد جانب دارالہماں
مرقدش راکن فروزاں یا خدا	دہ مکانش در جوار قد سیاں
دادہ ترنیل او فیض الایمیں	

marfat.com

”فعل سیائی محمد نور“ داں

۱۳۸۹ھ

ماخذ و مراجع

۱. فوز المical فی خلفاء پیر سیال جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء

۱۳۱۰

۲. مکتوب مولوی ممتاز علی ایم۔ اے بنام مولف مورخہ ۱۲/ اپریل ۱۹۹۸ء از چکوال شہر

۳. انٹرویو حضرت حافظ عماد الدین سدوالی مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۹۰ء در سدوال ضلع

چکوال

۴. مکتوب حافظ عماد الدین سدوال بنام مولف مورخہ ۱۵/ جون ۱۹۹۰ء از سدوال ضلع

چکوال

۵. انٹرویو پروفیسر شفیق الرحمن سدوالی مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۹۰ء در سدوال ضلع چکوال

نوٹ: حضرت مولوی محمد شریف سدوالی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵/ اگست ۱۹۸۳ء کو فوت ہوئے۔

حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے تھے۔ مولف

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿ حضرت مولانا محمد رمضان کلوری ﴾

خاندان اور ولادت

زبدۃ السالکین حضرت مولانا محمد رمضان کلوری رحمۃ اللہ علیہ کلیار خاندان سے متعلق ہیں۔ آپ کے والد ماجد میاں محمد لقمان کلیار اور چچا جان میاں مہر دان کلیار پیر پشمان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے غلام تھے اور نگر شریف کی خدمت پر مامور تھے۔ ایک دفعہ نگر شریف میں دیگ اتارتے وقت پھسل کر آگ میں جا گرے۔ حضرت خواجہ تونسوی کی خدمت میں کسی نے جا کر عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مہر دان کو دودخ کی آگ بھی نہیں جلا سکتی، اس آگ کی کیا مجال؟ جب مہر دان کو دیکھا تو اس کے بال کو بھی آنچ نہ آئی تھی۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ آپ کا نسب نامہ درج ذیل ہے۔

حضرت مولانا محمد رمضان کلوری بن میاں محمد لقمان بن میاں محمد سلیمان بن میاں محمد بن میاں فقیر محمد بن میاں رحمت داد بن میاں حبیب اللہ بن میاں کریم داد بن میاں سلطان محمود بن میاں اللہ وہ بن میاں سحیح اللہ بن میاں فتح محمد (رحمہم اللہ تعالیٰ)

آپ کی ولادت کلور شریف میں ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء کو ہوئی۔

تحصیل علم اور اساتذہ

آپ نے ابتدائی دینی تعلیم مقامی اساتذہ قاضی خاندان کے بزرگوں اور حضرت خواجہ مولانا احمد الدین گامگوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ ۱۹۰۲ء میں مکھڑ شریف جا کر علوم متداولہ کی تحصیل و تکمیل کی۔

آپ دوران تعلیم اساتذہ کی زبردستی سے محفوظ رہے۔ رات کے مطالعہ میں بعض اوقات صبح کی اذان کے وقت معلوم ہوتا کہ رات بیت چکی ہے۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

درس و تدریس

بعد از فراغت علوم متداولہ آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ کلور شریف کے علاوہ خانیوال میں بھی تدریس کا مشغلہ رکھا۔ تعلیم و تدریس میں خوب مہارت اور مشق تھی۔ کئی طلبہ آپ کی شہرت سن کر آپ کے درس میں شامل ہوئے۔

تلامذہ

آپ کے تلامذہ میں درج ذیل علماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

- ۱ حضرت مولانا سید کمال الدین شاہ کاظمی، خواجہ آباد شریف
- ۲ حضرت مولانا محمد یعقوب پٹھان، باہی
- ۳ حضرت مولانا محمد سرور پٹھان، باہی
- ۴ میاں عطاء محمد میاں
- ۵ حضرت مولانا محمد شفیع قریشی
- ۶ مولوی خلیفہ میاں ساکنان سلطان خیل ضلع میانوالی
- ۷ مولانا محمد مزل شاہ قریشی
- ۸ مولانا گل محمد قریشی
- ۹ مولانا حافظ محمد سعد اللہ پٹھان، رشید خیل ساکنان ترنگ شریف ضلع میانوالی
- ۱۰ مولانا قاضی نجیب اللہ قریشی
- ۱۱ مولانا حمید اللہ ساکنان عیسیٰ خیل ضلع میانوالی
- ۱۲ مولانا مفتی زین العابدین
- ۱۳ مولانا محمد صادق ساکنان داؤد خیل ضلع میانوالی
- ۱۴ مولانا سید امیر میاں، میاں والا ضلع میانوالی

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۱۵ مولانا اقبال محمد قرنی بکدور شریف تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی
حجرت کے عرصہ کے دوران ۲-۱۰/۲۱ خانوالہ کے طائفہ کے نام معلوم نہ ہو سکے۔

بیعت

آپ کی بیعت ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۶ء کو اشرف الاولیاء ثانی لاٹانی حضرت خواجہ حافظ
محمد الدین سیالوی قدس سرہ سے ہوئی۔

شیخ سے عقیدت

آپ کو اپنے شیخ طریقت سے بے پناہ عقیدت تھی۔ مرشد کریم کے حکم کی تعمیل باعث
نجات داریں خیال کرتے تھے۔

بکدور شریف میں ایک مسلمان عورت مرتد ہو کر کفار سے جا ملی۔ ۳ مارچ ۱۹۲۳ء میں مجاہد
اعظم ضیاء العارفین ثالث غریب نواز حضرت خواجہ حافظ الحاج محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ
نے حکم فرمایا۔

”مولوی صاحب آپ بکدور سے ہجرت کیجئے۔“

فورا قہیل حکم ہوا۔ ترک شریف آگئے۔ اپنا مکان تعمیر کرایا۔ تین سال کا عرصہ ترک شریف
میں بسر کیا۔ مکر ہجرت کا حکم ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء میں ہوا۔ ۲-۱۰/۲۱ خانوالہ تشریف لے
گئے۔ تمام برادری، علاقہ و تعلقات چھوڑ کر مع اہل و عیال شیخ طریقت کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے
دس سال تک حجرت کا عرصہ گزارا۔

مشغلہ امامت و تدریس ہی رہا۔ ضلع میانوالی کے دو طالب علم حضرت مفتی زین العابدین
اور مولانا محمد صادق آپ کی تدریسی شہرت سن کر خانوالہ آپ کے حلقہ درس میں شریک ہوئے۔

مرتدہ اور کافر ہر دو کے قتل ہونے کے بعد حضور شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہ العزیز کی
اجازت و حکم سے ۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء میں بکدور شریف مراجعت فرمائی اور حسب ارشاد تبلیغ و ارشاد
اور تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

marfat.com

اپنے مرشد کریم کی خدمت میں با وضو رہتے۔ سیال شریف کی سر زمین پر کبھی جو تانہ پہنا اور نہ ہی چار پائی پر آرام فرمایا۔ کسی تکلیف یا بیماری کے موقع پر (حاضری سیال شریف کی منت) آستان مقدسہ کی حاضری باعث اطمینان و شفائی۔ عرس شریف پر حاضری پایادہ بصورت قافلہ ہوتی۔ زادراہ میٹھی روٹی اور پنچری وغیرہ تیار کراتے۔ دوران سفر اسباق کا سلسلہ جاری رہتا۔ اکثر چالیس نمازیں کھل کر کے بعد از اجازت شیخ واپس کلور شریف آتے۔

آپ کے سیال شریف بیعت ہونے سے تقریباً پورے خاندان کو پیر سیال شریف کی غلامی کا شرف حاصل ہے۔ اکثر ایک روپیہ حضرت ثالث سیالوی قدس سرہ کی خدمت معلیٰ میں بطور نذر پیش کرتے۔ حضرت ثالث سیالوی جب کلور شریف رونق افروز ہوئے تو آپ نے راستہ میں کپڑے کے تھان بچھا کر والہانہ استقبال کیا۔

شیخ طریقت کی نوازشات

حضرت ثانی لاٹانی سیالوی، حضرت ثالث سیالوی اور حضور شیخ الاسلام سیالوی کی نوازشات سے کسی وقت دامن خالی نہیں رہا۔ حضرت ثانی لاٹانی سیالوی قدس سرہ سے ”مولوی صاحب کلور والے“ کا لقب عطا ہوا۔ آپ کے خانوادے کا ہر فرد ہر مقام پر ”مولوی صاحب“ کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت ثالث سیالوی کے ہمراہ مطالعہ کتب فرمایا۔ حضور شیخ الاسلام سیالوی اپنے معلیٰ سے اٹھ کر گلے لگاتے۔ اجازت پر بڑی توجہ اور عنایت سے رخصت فرماتے اور ہمراہی طلبہ کو نقدی اور خصوصی کرم سے نوازتے۔

حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی کی وفات پر حضور شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہ فاتحہ خوانی پر تشریف لے گئے۔ ان کی بیوہ سے تعزیت کی اور پانچ روپے فاتحہ خوانی عنایت فرمائی۔

حلیہ

آپ کا قد پانچ فٹ آٹھ انچ تھا۔ رنگ گندی، جسم دبلا پتلا، اعضا نرم و نازک، پیشانی کشادہ، چہرہ بارب اور نورانی تھا۔

لباس و خوراک

آپ نے ہمیشہ سفید لباس زیب تن فرمایا۔ سر پر دستار کے نیچے ٹوپی استعمال کرتے تھے۔
اوپر چادر اوڑھتے تھے۔

آپ شید اور پلاؤ شوق سے تناول فرماتے تھے۔ آپ کی غذا بہت سادہ تھی اور قوت
ذائقہ قابل مثال تھی۔

معمولات

اپنے شیخ طریقت کے عطا فرمودہ اوراد و وظائف اور درس و تدریس ان کی زندگی
کا معمول رہا۔ شب زندہ دار تھے۔ صبح اشراق کے نوافل کے بعد مسجد سے تشریف لاتے۔
بعد ازاں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا۔ دوپہر کو قیلولہ بعد از نماز ظہر و وظائف کی تلاوت
کرتے۔ بعد از نماز عصر گھر کیلئے کام کاج انجام دیتے تھے۔ چھپڑ اور باجماعت نماز کے پابند تھے۔
حاجت مندوں کو تعویذ عطا کرتے اور دعائے خیر سے نوازتے تھے۔

اخلاق

آپ انتہائی خوش خلق اور ملسار تھے۔ اخلاق اعلیٰ کے ذریعے تربیت فرماتے تھے۔ سچ
رسول مقبول ﷺ کے پابند تھے۔ خلاف سنت عمل دیکھ کر فوراً اصلاح فرماتے۔ عابد و زاہد
اور مرتاض تھے۔ درس نظامی کی کتب پر گرفت مضبوط تھی۔ طلباء پر شفقت و رحمت رکھتے تھے۔
انتہائی متقی، پرہیزگار اور پارسا بزرگ تھے۔

پردہ کے سخت پابند تھے۔ خواتین کا ہر قدم اوڑھنے کا سلسلہ آپ نے شروع کرایا۔ پردہ کی
اہمیت پر زور دیا۔

آپ بڑے باغیرت، انڈر اور بے باک انسان تھے۔ شرعی معاملات میں کسی کی رو
رعایت نہیں کرتے تھے۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آپ سے لاتعداد کرامات وقوع پذیر ہوئیں۔ چند خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

☆ رمضان شریف کے مہینہ میں بوقت غروب آفتاب کافی سیاہ بادل تھے۔ اندھیرا ہونے کے باعث مسجد میں موجود افراد نے باہمی مشورہ سے روزہ افطار کر دیا جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو پتہ چلا کہ روزہ افطار کر دیا گیا ہے۔ حاضرین مسجد نے بے زور دلائل سے اپنا اظہار صحیح کہا۔

مولوی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ سورج یقینی غروب نہیں ہوا اور کمال جلال میں انکسرت کے اشارہ سے ”اگر بادل پھٹ جاتے تو دکھا دیتا کہ سورج کھڑا ہے۔“

انہی کے اشارے سے بادل پھٹ گئے اور سورج چمکتا نظر آیا۔ جملہ حاضرین نے چشم خود دیکھا اور تادم ہوئے۔

☆ ایک دفعہ بوستان سہری کے اسباق طلبہ کو پڑھائے جا رہے تھے کہ ایک وجہ شغل، سفید پوش بزرگ صفِ ثلاثہ میں آکر بیٹھ گئے۔ حسب معمول تکمیل اسباق کے بعد آمد بزرگ کا تعارف دریافت فرمایا تو انھوں نے جواباً کہا۔ ”سہری شیرازی۔“

مولوی صاحب نے قدم بوی فرمائی اور انتہائی عاجزانہ لہجہ میں تشریف آوری پر خوش آمدید کہا اور سب آمد دریافت کیا۔

ارشاد ہوا۔ ”آپ کے اسباق سننے آیا ہوں۔“ عرض کیا آیا اسباق صحیح پڑھائے ہیں؟ جواباً ارشاد ہوا۔ ”ہاں میری عین منشاء کے مطابق، جس طرح چاہتا تھا۔“ اس کے ساتھ نظروں سے اوچل ہو گئے۔

حضرت سہری شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح تشریح و توضیح کی سند بنفس نفیس خود تشریف لاکر عنایت فرمائی۔

☆ مشکوٰۃ شریف کا سبق ایک برآمدہ میں پڑھایا جا رہا تھا۔ شدید بارش شروع ہو گئی۔ برآمدہ میں صہیر کے نیچے سے لکڑی کا ایک ستون اپنی جگہ سے ہل گیا۔ چمت

تقریباً دو فٹ نیچے جھک گئی۔ سر کی ہوئی تھمی (ستون) دوبارہ چھت کا سہارا بنی۔ طلباء تکمیل سبق سے قبل نہ اٹھے۔ چھت نے بھی انتظار کیا۔ جونہی طلبہ اسباق سے فارغ ہو کر باہر نکلے۔ چھت دھڑام سے نیچے آ گئی۔

شادی اور اولاد و امجاد

حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ۱۹۰۶ء میں اپنے ہی خاندان میں حاجی میاں علی محمد مرحوم و مغفور کی دختر نیک اختر مساقہ غلام قاطمہ سے ہوئی۔ موصوفہ عالمہ فاضلہ خاتون تھیں۔ حضرت میاں علی محمد خاندان میں پہلے بزرگ تھے۔ جنہیں پیدل حج کی سعادت نصیب ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو فرزند اور دو دختر عتایت کیں۔

۱ حضرت مولانا میاں محمد عبدالعزیز الصدیقی

انھوں نے مدرسہ سہارن پور (بھارت) سے سید فضیلت حاصل کی۔

۲ حضرت مولانا میاں محمد عبدالجلیل سیالوی مدظلہ العالی

جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد سے دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ آپ کے دونوں صاحبزادگان سے مستورات کی غالب تعداد نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔

علاقت اور کوائف وصال

آپ کو ۱۹ مارچ ۱۹۵۷ء کو بخار ہوا۔ برائے علاج حکیم عبدالرحیم صاحب (میانوالی) کے پاس لے گئے۔ علاج معالجہ ہوا۔ تین دن کے بعد فرمایا۔ مجھے اپنے گھر لے چلو۔ ۲۹ مارچ کو بخار زیادہ ہوا۔ استفسار فرمایا۔ آیا موسم صاف ہے؟ عرض کیا گیا۔ بادل ہیں۔ "سکرات الموت" کا لفظ سنا۔ آپ کے صاحبزادگان اور حاضرین گھبرا گئے۔ ارشاد فرمایا۔ میں پناہ مانگ رہا ہوں۔ آپ سب لوگ دعا مانگیں کہ کل مطلع صاف ہو۔ دعا مانگی گئی۔ بعد ازاں فرمایا۔ مجھے دفن کرنے میں جلدی نہ کرنا، چاہے ظہر کا وقت ہی کیوں نہ ہو؟

marfat.com

اپنے تخت بکر مولانا محمد عبدالجلیل صاحب کو بلا کر فرمایا۔

”بیٹا فرض نہ چھوڑنا باقی میں نے کافی کچھ کر دیا ہے۔“

یہ فرمان کسی بزرگ کارِ شادِ نقل فرماتے ہوئے کہا۔ بروز وصال لشکرِ جلدی تیار کرایا اور سب کو کھلانے کا حکم فرمایا۔

وصال شریف

آپ کا وصال شریف ۳۰ مارچ ۱۹۵۷ء مطابق ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ بروز شنبہ ہوا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ 1/30 بجے بوقتِ ظہر اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ حاضرین کو علم نہ ہو سکا کہ روح پرواز کر چکی ہے۔ وصیت کے مطابق رات کو گھر میں رکھا گیا۔

جنازہ

آپ کا جنازہ آپ کے پسر کلاں حضرت مولانا میاں محمد عبدالعزیز الصدیقی نے مورخہ ۳۱ مارچ بوقتِ دس بجے دن پڑھایا۔

جنازہ میں حضرت پیر وارث شاہ ساکن عیسیٰ خیل، حضرت محمد صدیق صاحب سجادہ نشین بھور شریف، حضرت مولانا قاضی نجیب اللہ ہاشمی ساکن عیسیٰ خیل، حضرت مولانا غلام حسن رشید خیل، بزرگ شریف حضرت خواجہ سید کمال الدین شاہ کاظمی، خواجہ آباد شریف اور دیگر علماء نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جنازہ کے بعد رسم حیلہ بھی ادا ہوئی۔

دفن

حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے آبائی قبرستان میں جنازہ گاہ کی جنوبی سمت میں دفن کیا گیا۔ وصیت کے مطابق قبر شریف پر چٹھری پڑیاں (سلیس) رکھی گئیں۔ قبر مبارک بمطابق ہدایت و وصیت تیار کرائی گئی۔ صوفی غلام احمد کابچہ مرحوم نے وصیت کی تھی کہ مجھے میرے استاد گرامی حضرت مولانا میاں محمد رمضان کلوروی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں دفن کرنا لہذا کابچہ کی وصیت کے مطابق قدموں میں دفن کیا گیا۔

marfat.com

قطعہ تاریخ وصال

بندۂ مولف کی فرمائش پر حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی ایم۔ اے نے
قطعہ تاریخ وصال رقم فرمایا ۔
”سرمایہ صاحب دلائل محمد رمضان کلوروی“

۱۹۵۷ء

صاحب عظمت محمد رمضانؒ ہجر
روزِ شنبہ بست و نہ از شعبان بود
قلب او روشن بد از عشق مصطفیٰؐ
جست چوں فیض الامینؒ سالِ رحلتش
”حررتا ماہ سقا“ ہاتف زد ندا

۱۳۷۶ھ

کوائف بعد از وصال

حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف مواقع پر بذریعہ خواب رہنمائی
فرمائی ۔ ایک دفعہ انکیشن کے موقع پر دوٹ دینے کا فیصلہ نہ ہو رہا تھا ۔ آپ نے امیدواران
میں سے ایک کو ہار پہنا کر کامیابی کی مبارک باد دی اور اپنے پسران کو دوٹ دینے کا حکم
بخشا۔ انکیشن میں وہی امیدوار کامیاب ہوا۔ سبحان اللہ

سیال شریف کی حاضری زیادہ سے زیادہ دینے کا حکم فرمایا۔ اپنے پوتوں اور پوتیوں کے
رشتوں کے متعلق رہنمائی اور تکمیل بھی فرمائی۔

حضرت امیر شریعت خواجہ حافظ الحاج محمد حمید الدین سیالوی مدظلہ العالی نے شیخ الاسلام
کانفرنس بر مقام قمر منزل کلور شریف میں دوران خطاب ارشاد فرمایا۔

”میری اور آپ کی یہ حاضری قبول ہو۔ فقیر کو یہاں آنے کا حکم ہوا ہے۔“

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فخر الاسلام حضرت خواجہ الحاج حافظ غلام فخر الدین سیالوی نور اللہ مرقدہ کی نظر میں

آپ نے حضرت مولانا محمد رمضان کلوردی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک دفعہ ارشاد فرمایا۔
مولوی محمد رمضان کلوردی مرحوم و مغفور مجھے یاد ہیں، جیسے کل کی بات ہے۔ سیال شریف
جو تائیں پہنچتے تھے۔ جید عالم دین تھے۔ خواجہ صاحب ۱۹ء میں کلور شریف تشریف لے گئے تو ان
کے ملفوظات اور سیال شریف سے عقیدت اور محبت کا طبل مثال بیان فرمائی۔

عرس

حضرت مولانا محمد رمضان کلوردی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ۲۹ شعبان المعظم
کو ہر سال کلور شریف میں حضرت مولانا صاحبزادہ محمد عبدالجلیل سیالوی مدظلہ العالی سجادہ نشین کی
زیر نگرانی منعقد ہوتا ہے۔

جانشین

آپ کے وصال شریف کے بعد حضرت مولانا محمد عبدالجلیل سیالوی مدظلہ العالی سجادہ
نشین ہوئے۔ حضرت موصوف خوش اخلاق، کم گو اور شرافت و نجابت کا پیکر ہیں۔ عالم و فاضل
اور متقی ہیں۔ مولف کو ان سے شرفِ نیاز حاصل ہے۔

ان کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ الحاج محمد منظور الحق کھیار سیالوی سلمہ ایم۔ اے
فیجر پنجاب سال انڈسٹریز کارپوریشن، نوشہرہ ضلع خوشاب (پنجاب) بڑی خوبیوں کے حامل انسان
ہیں۔ دارالعلوم نیاہ شمس الاسلام سیال شریف کے فارغ التحصیل ہیں۔ بندۂ مولف سے پیار
اور مہربانی کا برتاؤ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے آباؤ اجداد اور پیر سیال کے نقش قدم پر ثابت
قدم رکھ کر شاد و آباد رکھے آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ

ماخذ و مراجع

انٹرویو حضرت مولانا محمد عبدالجلیل سیالوی مدظلہ العالی مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۸ء
در آستان مقدس سیال شریف، ضلع سرگودھا بوساطت حضرت صاحبزادہ حاجی

marfat.com

محمد منظور الحق سیالوی ایم۔ اے

۲ حضرت صاحبزادہ الحاج محمد منظور الحق سیالوی ایم۔ اے نے اپنے جد امجد حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و کوائف فراہم کئے۔

۳ چند مکتوب گرامی حضرت صاحبزادہ الحاج محمد منظور الحق سیالوی ایم۔ اے بنام مولف مرقومہ ۲۱ مارچ ۱۹۹۸ء از کلور شریف تحصیل جیسی خیل ضلع میانوالی (پنجاب)

۴ مکتوب صاحبزادہ فیض الامین قاروقی سیالوی بنام مولف مورخہ ۲۳ جون ۱۹۹۹ء از دارالفیض مونیان ٹھیکریاں ضلع گجرات

۵ غلام مہر علی، مولانا: البواقیۃ السمریہ مطبوعہ کلیم آرٹ پریس ملتان، ۱۴۲۸ھ/۱۹۶۳ء

﴿ حضرت خواجہ حافظ سید نور احمد شاہ گردیزی ﴾

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت موضع کیاٹ کلاں راولا کوٹ، پونچھ میں ۱۳۰۳ھ موافق ۱۸۸۶ء کو ہوئی۔

حصول علم

آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ حافظ سید مبارک علی شاہ گردیزی رحمۃ اللہ علیہ بچہ عالم اور درویش کامل تھے۔ قرآن مجید کی سات قرأت پاب۔ تہن۔ فقہ وحدیث، تفسیر ومنطق اور فلسفہ میں اپنی مثال آپ تھے چنانچہ آپ نے اپنے والد ماجد سے قرآن مجید حفظ کیا اور دیگر علوم متداولہ کی تحصیل و تکمیل کی۔ بعد ازاں کافی سید اس ضلع راولپنڈی، مٹان اور فیصل آباد کے بعض مدارس سے تحصیل علم کیا۔ آپ کا تعلیمی عرصہ حدود ۱۰ سال بنتا ہے۔

سفر جاز مقدس

آپ کی طبیعت میں عشق رسول ﷺ کثرت کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ علوم متداولہ کے حصول کے بعد زیارت حرمین شریفین کے لئے بے قرار ہو گئے چنانچہ آپ کراچی پہنچے اور وہاں سندھ اور بلوچستان کا ایک تہذیب جاز مقدس کے لئے آمادہ سفر پایا۔ آپ اس قافلہ کے ہمراہ ہوئے اور یوں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول ﷺ سے شرف ہوئے۔

بیعت

اپنے والد ماجد حضرت خواجہ حافظ سید مبارک علی شاہ گردیزی کی معیت میں سیال شریف حاضر ہوئے۔ حضرت ثانی لاٹانی خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی قدس سرہ کا دورہ سجادگی تھا۔ آپ ان کے دست حق پرست پر بیعت سے شرف ہوئے۔ حضرت ثانی لاٹانی سیالوی قدس سرہ نے ایک خوشابی خلیفہ سے اور اردو خائف لینے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ سیال شریف باقاعدہ حاضری

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دیا کرتے تھے۔

مجاہدہ و ریاضت

سفر جاز سے واپسی پر آپ نے ٹخنہ میں حضرت شاہ حقیق ٹھٹھوی کے مزار شریف پر چلہ کیا۔ علاوہ ازیں بعض اور مقامات پر مجاہدہ و ریاضت میں مشغول رہے۔ اس دوران آپ روزہ رکھتے تھے اور ساری ساری رات عبادت اور تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے تھے۔

خلافت

آپ نے اپنے والد ماجد کی زیر نگرانی سلوک و معرفت کی منزلیں طے کیں اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

درس و تدریس

آپ نے مروجہ علوم و فنون حاصل کرنے کے بعد اپنے والد ماجد کے ساتھ مل کر مدرسہ کا انتظام و انصرام سنبھالا اور دو دروازے آئے ہوئے طلباء کو درس دیا۔ بہترین مدرس تھے اور درس نظامی کی کتب پر پورا پورا عبور حاصل تھا۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے علمی فیض حاصل کیا۔

علیت

آپ جید عالم اور مدرس تھے۔ مختلف علوم و فنون کی کتب پر حواشی تحریر کئے۔ قرآن مجید کی سات قرأت پر مہارت تھی۔ روحانیت میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ معاصر علماء آپ کے علمی تبحر کے معترف تھے۔

حلیہ

آپ کا قدم مبارک درمیانہ بریش مبارک تھئی، کشادہ پیشانی، اعضاء نرم و نازک اور در جوانی گیسو کانوں تک دراز تھے البتہ آخری عمر میں سیالوی وضع قطع اختیار کر لی تھی۔

آپ نے تمام عمر درس و تدریس میں بسر کی۔ آپ کے بیٹا رشاگردوں نے ریاست پونچھ میں دین کی خدمت کی۔ آپ نہایت شیریں زبان تھے جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو سبک دل بھی موم ہو جایا کرتے تھے۔ پابند شریعت اور مرتاض تھے۔ بڑے مستجاب الدعوات اور صاحب کرامت تھے۔ آپ کو طے مکانی کا مقام ودیعت ہوا تھا۔ مختلف مقامات پر بیک وقت دیکھے جاتے تھے۔ جنات آپ کے تابع تھے۔ آپ جنات سے قوالی سنا کرتے تھے۔ کئی لوگ آپ کی دعا سے صاحب اولاد ہوئے۔

وصال شریف

آپ نے قلیل عرصہ علیل رہنے کے بعد عمر ۸۷ سال ۲۲ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ مطابق ۲۵ فروردی ۱۹۷۳ء بروز یکشنبہ وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے ہزار باعقیدت مندوں نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ اپنے والد ماجد کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے۔ آپ کا مزار انوار کیاٹ کلاں تحصیل راولا کوٹ آزاد کشمیر میں مرجع خلافت ہے۔

قطعہ تاریخ وصال

حضرت صاحبزادہ والا تاج فیض الامین فاروقی سیالوی صاحب نے درج ذیل قطعہ تاریخ وصال کہا ہے۔

”مگر ای آفاق سید نور احمد شاہ گردیزی“

۱۳۹۳ھ

چوں سید نور احمد پاک طینت ز دنیا شد سوئے گزار جنت
نما زد ہائے فیض الامین را سن وصلش بگو ”منج فضیلت“

۱۳۹۳ھ

حضرت خواجہ حافظ سید نور احمد شاہ گردیزی رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ فرزند ان گرامی کی ترتیب بلحاظ عمر حسب ذیل ہے۔

۱ حضرت سید مہرل حسین شاہ گردیزی رحمۃ اللہ علیہ، آپ بیسٹھ سال کی عمر میں ۱۹۹۶ء کو فوت ہوئے۔ ان کے بڑے فرزند حضرت حافظ افتخار احمد شاہ صاحب اپنے جد امجد حضرت خواجہ حافظ سید نور احمد شاہ گردیزی سے فیض یافتہ ہیں۔

۲ حضرت حافظ سید امان اللہ شاہ صاحب، آپ نے تعلیم ہائی سکول موہری فرمان شاہ میں حاصل کی بعد ازاں اپنے والد امجد اور حضرت میر سید الف شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی پھر پاکستان میں ملازمت کے سلسلہ میں کراچی، لاہور اور فیصل آباد میں مقیم رہے پھر والد گرامی نے زندگی ہی میں انھیں اور اپنے بڑے پوتے حافظ افتخار احمد شاہ صاحب کو خانقاہ کی ذمہ داریاں سونپ دی تھیں۔ حضرت حافظ سید امان اللہ شاہ گردیزی مدظلہ کے دو صاحبزادگان ہیں فرزند کلاں صاحبزادہ سید شہزاد احمد شاہ ایم۔ ا۔ اسلامیات ہیں جبکہ فرزند خورد صاحبزادہ سید ندیم احمد شاہ نے میٹرک کے بعد دارالعلوم نینا، العلوم راولپنڈی سے حال ہی میں قرآن مجید ایک سال کے اندر حفظ کیا ہے۔ اب درس نظامی کی کتب حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ مدظلہ العالی کی زیر نگرانی پڑھ رہے ہیں۔ حضرت حافظ امان اللہ شاہ مدظلہ حالی کی عمر تقریباً ۶۵ سال ہے۔

۳ حضرت صاحبزادہ سید اشرف حسین شاہ گردیزی، ان کی عمر ساٹھ خیال کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ صاحبزادگان کو روحانی فیض عطا کیا ہوا ہے۔

عرس مبارک

بروز رگوں کا عرس مبارک اگست میں ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ عرس مبارک کی تقریب سعید حضرت حافظ سید امان اللہ شاہ گردیزی اور صاحبزادہ حافظ افتخار احمد شاہ کی نگرانی میں ہوتی ہے۔

حواشی

- ۱ حضرت خواجہ حافظ سید نور احمد شاہ گردیزی رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ کوائف حضرت مولانا زاہد حسین نعیمی ایم۔ اے کی وساطت سے حافظ سید امان اللہ شاہ، سجاد و نشین، حضرت حاجی سید عبدال شاہ اور صاحبزادہ حافظ سید افتخار احمد شاہ نے فراہم کئے۔
- ۲ مکتوب گرامی حضرت مولانا سید زاہد حسین نعیمی ایم۔ اے بنام محمد مرید احمد چشتی مورخہ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۰ء از دہلی شریف، دراد اکوٹ آزاد کشمیر

﴿ حضرت مولانا غلام فرید چشتی ﴾

حضرت مولانا غلام فرید چشتی قدس سرہ حضرت خواجہ عبدالغنیظ المعروف حفیظ مای قدس سرہ کے پسرکھاں تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۵ رجب المرجب ۱۲۷۲ھ یک شنبہ کی شب سرکی شریف، وادی سون ضلع خوشاب (پنجاب) میں ہوئی۔

قرآن مجید اور ابتدائی دینی علوم والد ماجد حضرت خواجہ حفیظ مای رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے۔ دہلی (انڈیا) مدرسہ اسلامیہ میں حضرت مولانا سید محمد شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث شریف اور دیگر علوم کی تعلیم حاصل کی علاوہ ازیں حصول علم کے لئے دور دراز علاقوں کا سفر اختیار کیا۔ (۱)

جب آپ دہلی میں مقیم حاصل کر رہے تھے تو ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ صاحب انوار قمریہ نے اس واقعہ کو حضور شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہ کی زبانی اس طرح قلمبند کیا ہے۔

مولوی محمد امین نگہ چی جتہ اللہ علیہ نے خود مجھے واقعہ سنایا کہ ایک موقع (غالباً عرس) پر حضور پیر سیال سے مرید۔ شریعت نے تو ایسی غلام فرید کی پیشانی پکار کر ان کے چہرہ کو اپنی طرف متوجہ کیا اور عجیب انداز میں نگاہ فرمائی۔ مولوی صاحب نے ندامت کی حالت میں سر نیچے کر لیا۔ مولوی محمد امین نگہ چی نے بعد میں وادی غلام فرید سے وجہ دریافت فرمائی، مولوی صاحب پہلے تو بال منول رتے رہے۔ مگر مولوی محمد امین موچی کے اصرار پر بتایا کہ ایک واقعہ کی طرف آپ نے متوجہ فرما کر تجھ پر فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ قبل ازیں میں اس بات کا منکر تھا کہ شیخ کامل اپنے مرید کو ہر جگہ دیکھتا ہے جگہ میں کہتا تھا کہ جب مرید پاس ہو تو شیخ کامل اس کے حالات سے واقف ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ میرے ہمدرس اور بزرگ اور طریقت سید ضامن شاہ رحمۃ اللہ علیہ ساکن بیدڑہ شریف ضلع نامہرہ کہتے تھے کہ اگرچہ مرید مشرق یا مغرب میں کسی گوشہ ارض پر ہو، شیخ کامل اس کے حالات سے واقف ہوتا ہے۔ اسی بحث و مباحثہ میں ایک بار شہر دہلی میں شاہ صاحب نے مجھے ایک روپیہ دیا اور کہا کہ کسی فاحشہ عورت کے پاس جا کر اس کے عوض نفسانی خواہش کا اظہار

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کر۔ ہمارے شیخ کامل ہیں، تجھے گناہ سے روک لیں گے چنانچہ جب میں فاحشہ عورت کے پاس گیا اور چار پائی پر بیٹھا اور بد فعلی کا ارادہ کیا تو میرے گال پر زور سے تھپڑ رسید ہوا، فوراً ہی خوفزدہ ہوا، ارادہ ملتوی ہو گیا، وہاں سے بھاگا لہذا اب آپ نے اسی واقعہ کی طرف دھیان دلایا ہے اور فرمایا ہے کہ بہادر زادہ تھا تو قابور ہوتا۔ پنجابی الفاظ یوں ہیں۔

”جنس دلہنڑ ہائیں تے قابور ہتہا“

پھر مولوی غلام فرید نے کہا اگر اعتبار نہ آئے تو اب بھی میرے رخسار کو دیکھ لے، آپ کی انگلیوں کے نشانات موجود ہیں اور مولوی محمد امین گکوچی نے فرمایا کہ میں نے مولوی غلام فرید کے گال پر تھپڑ کے نشانات دیکھے۔ طمانچہ کا نشان بخوبی جما ہوا تھا۔ (۲)

ایک دفعہ بنگال میں سلسلہ تعلیم قیام فرماتے۔ بنگال میں جادو زوروں پر تھا۔ مرد و عورت جادوگری کیا کرتے اور باہر سے آنے والے ناواقف لوگوں کو اپنے جادو کا نشان بنا کر اپنا اکہ کار بنانے کی کوشش کرتے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا غلام فرید چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ میں اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ دروازے پر ایک جادوگری نے خیر خواہ کے روپ میں چند ایک وڑیاں انھیں دیں اور خاموشی سے چلی گئی تو مولانا غلام فرید چشتی نے وہ وڑیاں جلتے چولہے میں پھینک دیں جو جل کر راکھ ہو گئیں۔ دروازہ حائی محنت بعد وہ جادوگری دروازہ پر آئی، اس خیال میں کہ انھوں نے وڑیاں سالن بنا کر کھالیا ہوگا اور اب وہ میرا شکار ہیں کہ ان پر اس جادو کا اثر ہو چکا ہوگا۔ دروازے پر کھڑے بلند آواز میں کہنے لگی۔

ارے بول رہے وڑی

یعنی اے وڑی بول کر بتا کہ وہ کیا بن چکے ہیں تو مولانا غلام فرید چشتی نے جواب میں فرمایا۔

تیری وڑی چلے وچ سڑی

یعنی تیری وڑی چولہے وچ سڑی۔ آپ کا فرمانا تھا کہ وہ جتنی چلائی بھاگ گئی۔ (۳)

marfat.com

حضرت مولانا غلام فرید چشتی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عابد و زاہد تھے۔ پوری زندگی اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر گزاری اور پیدل چل کر آستانہ عالیہ تونسہ شریف حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ سے تھی۔

حضرت مولانا غلام فرید چشتی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ اللہ کے مقام پر فائز تھے۔ بخت بھری نامی ایک عورت کو آپ سے انتہائی عقیدت تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ ہمہ وقت آپ کی خدمت سرانجام دیتی رہوں مگر اس کے گھر والوں کو اس کی یہ عادت مناسب نہ لگی۔ وہ ایک دن اسے زبردستی اٹھا کر لے گئے اور زنجیروں سے باندھ دیا۔ ایک دن وہ کسی نہ کسی طرح زنجیروں توڑ کر حجرہ میں پہنچ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ آپ کا جسم کٹڑے کٹڑے ہو چکا ہے اور وہ کٹڑے حجرہ میں ہر طرف اڑ رہے ہیں اور ہر بوٹی سے ”ٹوٹی ٹوٹی“ کی آواز آرہی ہے، وہ اس منظر کو برداشت نہ کر سکی، دوڑ کر قریب ہی ایک درخت پر چڑھ گئی۔ کبھی ایک شاخ پر کبھی دوسری شاخ پر کودتی پھلاکتی اور کہتی ”ٹوٹی ٹوٹی“ ہے ”ٹوٹی ٹوٹی“ ہے اور پھر ساری زندگی اس عورت کی اس طرح گزر گئی۔ گلیوں، گھروں، درختوں اور پہاڑوں پر دوڑتی پھرتی اور تو ہی تو کی آوازیں لگاتی پھرتی اور بالآخر اسی کیفیت میں فوت ہو گئی۔ (۳)

آپ مستجاب الدعوات اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ بے شمار کرامتوں میں سے ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک بار آپ عبادت سے فارغ ہو کر اوراد و وظائف میں مصروف تھے اور استغراق کا عالم تھا۔ چند ایک عقیدت مند پاس بیٹھے تھے کہ اچانک آپ نے جھٹکے کے ساتھ اپنا بازو پھیلا دیا اور فرمایا۔ او بھڑوا! اور پھر ہاتھ واپس کر لیا۔ عقیدت مندوں نے دیکھا تو حیران و ششدر رہ گئے کہ آپ کی قمیض کا بازو بھیگے ہوا ہے اور پانی کے قطرے گر رہے ہیں۔ عقیدت مندوں نے عرض کیا۔ حضور یہ کیا؟

آپ نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہ فرمائی۔ جب اصرار بڑھا تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ایک شخص دریاے انک میں ڈوب رہا تھا اور مجھے مدد کے لئے پکارتا تو اسے ڈوبنے سے بچایا ہے۔ عقیدت مندوں نے جب نظر اٹھا کر آپ کی طرف دیکھا تو اس وقت آپ کی آنکھیں انتہائی سرخ تھیں اور آپ سے نظر نہیں ملائی جاسکتی تھی۔ گویا اس وقت جلالت کا مظہر

تھے۔ کچھ عرصہ بعد وہی شخص سر کی شریف حاضر خدمت ہوا تو اس نے اسی طرح یہ واقعہ احباب کو بتایا کہ فلاں روز فلاں وقت میں دریائے انک پار کرتے ہوئے ڈوبنے لگا تو میں نے اپنے پیرومرشد حضرت مولانا غلام فرید چشتی کو مدد کے لئے پکارا تو انھوں نے مجھے بالوں سے پکڑ کے کنارے پر ڈال دیا۔ (۵)

آپ نے ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۱۹ھ بروز شنبہ اس جہانِ ناپائیدار سے کوچ فرمایا۔
اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا عالی شان روضہ بنا ہوا ہے۔ سالانہ عرس مبارک ہوتا ہے۔
مولف نے آپ کے روضہ شریف کی زیارت کی ہے۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم حکیم مخلص باجم رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ وصال رقم کی۔ فصول
بدیم کہ صوفی غلام فرید سجادۂ بودے ہمیشہ نشستا
تعلیم علم شریعت پیچیدہ ہماندی کمر از کمر بندستا
ندام چہ بیتا ریش آمدہ کہ از ما سوی اللہ بجاں ننگ گشتا
بشدہ بتاریخ بستم زر رمضان بعضی ز دنیائے دوں در گشتا
اجیم از برای وصالش بگفت
”ز دنیا بگلدی بخت برقا“

۱۳۱۹ھ

حضرت مولانا غلام فرید چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے چار صاحبزادے تھے، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

- ۱ ظہیر الدین، جو بچپن میں فوت ہو گئے۔
- ۲ غلام فخر الدین (لاولد) لاہور میں انتقال ہوا اور میانی صاحب قبرستان میں مدفون ہیں۔
- ۳ مولانا سراج الدین، آپ بلند پایہ عالم تھے۔ والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ عبادت و زہد میں بلند مقام تھا۔ ان کے ایک فرزند شہاب الدین نامی ہیں۔ مولانا سراج

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الدین کے انتقال پر حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ نے حضرت میاں محمد شریف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو تعزیت نامہ تحریر فرمایا تھا۔ آپ نے اس میں ان کی وفات پر گہرے افسوس کا اظہار فرمایا۔

۴ مولانا قاضی ضیاء الدین، بلند پایہ عالم اور زاہد متقی بزرگ تھے۔ تمام تر زندگی والد ماجد کی اتباع میں گزاری۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ نے جو مقرر فرمایا، اس کے زبردست عامل تھے۔ یہاں تک کہ سانپ نے جہاں کسی کو کاٹا ہوتا، منہ رکھ کر زہر چوس کر باہر پھینک دیتے۔ قاضی مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک صاحبزادہ ہے غلام فخر الدین نام ہے۔

حضرت خواجہ حفیظ امینی قدس سرہ کے بعد باقی خاندان کی بیعت سیال شریف ہے لیکن جد امجد کی تونسہ مقدسہ بیعت ہونے کے باعث وہاں حاضری ضرور دیتے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ کے عرس پاک پر حاضری ان کا معمول ہے۔ (۶)

حواشی

- ۱ مکتوب گرامی حضرت مولانا حافظ اعجاز علی صاحب، سجادہ نشین آستانہ عالیہ سرکی شریف بنام مولف مورخہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
- ۲ انوار قریہ، صفحہ ۲۹۴، ۲۹۵، انوار شمسہ صفحہ ۱۳۱، ۱۳۲
- ۳ راوی حضرت مولانا حافظ اعجاز علی مدظلہ سجادہ نشین
- ۴ ایضاً۔
- ۵ ایضاً۔
- ۶ ایضاً۔

﴿حضرت میاں محمد اشرف شمس پوری﴾

آپ موبیال برہمن خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد بھیرہ سے ملتان اور ملتان سے شمس پورہ ضلع جہلم میں آکر آباد ہوئے۔ (۱)

آپ کی ولادت تخمیناً ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۲۷ء کو شمس پورہ میں ہوئی۔ آپ کے والدین بڑے نیک اور پارسا تھے۔

آپ کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ سے تھی۔ اپنے شیخ طریقت سے بیحد محبت اور عشق تھا۔ اکثر سیال شریف حاضر ہوتے تھے۔ فکر کی خدمت دل و جان سے کرتے تھے۔ حضرت خواجہ سیالوی بھی آپ پر بہت مہربان تھے چنانچہ صاحب مقامات الحبوب (فارسی) صفحہ ۸۷، ۸۸ پر حضرت میاں محمد اشرف شمس پوری کی زبانی لکھتے ہیں۔

وازمیاں محمد اشرف منقولست کہ اندراواکل حال از احمد آباد عریضہ ہا بخد مت ایساں میر سانیدم کہ چون بیال شریف روان باشند این جانب قدم رنجہ فرمایند و چون از سیال شریف رخصت می شدند خواجہ شمس العارفین می فرمودند کہ محمد اشرف را سلام ما برسانید ازین سبب از آن راہ می آمدند بارے از جلال پور شریف نزد من تشریف فرما شدند و بوقت فجر ہمراہ شدم و تا گذر دریا بموضع بکہ ایساں را بر کشتی سوار کردہ باز آمدم و از عقب من عید اگا ز در احمد آباد بوقت نصف الشہار در رسید زیرا کہ بکہ مسافت مفت کردہ از احمد آباد است و برا پر سیدم کہ چہ باعث است کہ واپس آمدی گفت چون بر کشتی سوار شدیم ہر چند ملا حان و دیگر خلایق ہمت کردند کہ کشتی بر آب روان شود اما از جہنبد پس حضرت محبوب سبحانی بمن فرمودند کہ یاد کن وہ بین تا چیزی از ما واپس وجدا ننماید باشند پس چون بدیم و خاکف اوشان در بیجا از یاد فرو گذاشتیم اکنون برای گرفتن و خاکف آمدہ ام۔ اور او دو خاکف کے انتہائی پابند تھے۔ بڑے نیک اور متقی تھے۔ ہر لحیزہ افسر اور رشوت سے نفرت کرنے والے تھے۔

آپ ۲۳ مارچ ۱۸۵۵ء کو تھانہ احمد آباد تحصیل پنڈ وادان خان ضلع جہلم میں سب انسپٹر

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پولیس متعین تھے۔ (۲) تھانہ جلال پور شریف میں بھی رہے۔ مولف نجات الحبوب کا بیان ہے۔
حضرت میاں محمد اشرف شمس پوری ۲ رکعت نفل باقاعدگی سے پڑھا کرتے تھے اور ان کا ٹواب حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک کو بخشنے تھے۔ ساری عمر انہوں کے دروے محفوظ رہے۔ منہ سے تمام دانت نکل آئے لیکن کبھی درد نہیں ہوا۔
مزید ایک جگہ رقمطراز ہیں۔

میاں محمد اشرف صاحب ایک روز شام کے وقت سخت سردی اور بارش میں میرے گھر آئے اور پوچھا کہ تمہارا بیٹا حبیب اللہ کہاں گیا ہے؟ میں نے کہا۔ آپ کیوں پوچھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ختم شریف تنہا نہیں پڑھ سکتا۔ یہ سن کر میں خود گیا اور تمام ختم شریف پڑھا۔ (۳)
حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری قدس سرہ کا ارشاد گرامی صاحب نجات الحبوب نے آپ کے بارے میں اس طرح نقل کیا ہے۔

میاں محمد اشرف صاحب بڑے نیک ہیں اور دربار سیال شریف کے بڑے خدمت گزار ہیں۔ اب بھی پچپن (۵۵) روپے نذر پیش کی تھی پھر فرمایا کہ اس روز سے میاں صاحب کی زندگی فراغت اور عافیت سے گزر رہی ہے۔ ان کی چالیس روپے تنخواہ تادم مرگ مقرر ہے۔ اولاد بھی فرمانبردار ہے اور ان کی بات سے ملال اور انکار نہیں کرتی۔

آپ نے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جب ہم سیال شریف سے واپس ہوئے تو ان کا چھوٹا لڑکا شان محمد ہرن پور کے ریلوے اسٹیشن پر جہاں وہ غالباً ملازم ہے، چائے تیار کر کے بیٹھا ہوا تھا۔ (۴)

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

میاں صاحب بڑے نیک مرد ہیں کہ ہر وقت دوسروں کی خیر خواہی میں لگے رہتے ہیں۔ (۵)

حضرت میاں محمد اشرف شمس پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت محبوب سبحانی جلالپوری قدس سرہ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ اکثر جلال پور شریف حاضر ہوتے تھے اور فیضِ محبت حاصل کرتے

marfat.com

تھے۔

نہجیات الکجوب کے صفحات اس پر شاہد ہیں۔ (۶)

انوارِ ہمسیہ میں بھی حضرت میاں محمد اشرف شمس پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ملتا ہے۔ (۷)

آپ کی اولاد کے نام اس طرح ہیں۔

۱ مولوی غلام سرور شمس پوری

۲ مولوی محمد مظفر شمس پوری

۳ میاں شان محمد شمس پوری

۴ میاں محمد قاسم شمس پوری

۵ میاں محمد غالب شمس پوری وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ)

آپ نے اپنے بیٹوں، بھانجوں اور دیگر احباب کے تعاون سے ایک عالی شان مسجد شمس پورہ میں تعمیر کروائی تھی۔ آپ کے حقیقی بھانجے حضرت صوفی محمد نور عالم شمس پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت محبوب سبحانی جلالپوری قدس سرہ کے تخلص مرید تھے۔

حضرت صوفی محمد نور عالم شمس پوری رحمۃ اللہ علیہ تخمیناً ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۳ء کو شمس پورہ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام میاں فتح الدین مرحوم و مغفور ہے۔

بوستان، زلیخا اور سکندر نامہ تک کتب پڑھی ہوئی تھیں۔ مزید علم حاصل کرنے کا از حد شوق تھا لیکن والدہ ماجدہ اور حضرت محبوب سبحانی جلال پوری قدس سرہ کے منع کرنے پر تحصیل علم کا تقاضا دل سے محو ہو گیا۔

آپ نے تخمیناً ۱۰ رمضان المبارک ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۸۷۷ء کو حضرت محبوب سبحانی جلال پوری قدس سرہ کی خدمت معلیٰ میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔ بعد ازاں حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے عطا فرمودہ اوراد و وظائف پڑھتے رہے اور علم و فضل کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوئے۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا گل محمد لکھی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ملتا ہے۔

آپ کا حلیہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔

کتابی چہرہ، بینی مبارک پتلی اور بلند بھوڑی پر گڑھا، سر کے بال ملائم اور باریک۔ ریش مبارک کھجڑی اور پتلی، جسم دلا، پتلا اور قد تقریباً پانچ فٹ اور دس انچ تھا۔

آپ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ جلال پور شریف گزارا۔ علاوہ ازیں گاؤں کی مسجد میں امامت اور درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا اور یہ سب فی سبیل اللہ ہوتا تھا۔

آپ کی درج ذیل تصانیف کا علم ہو سکا۔

۱ نجات المحبوب فی احیاء القلوب

۲ مقامات المحبوب قلمی

۳ کرامات المحبوب قلمی

مؤرخ الذکر دونوں کتب حضرت قاضی احمد جی ساکن تخت پڑی کے کتب خانہ میں محفوظ

ہیں۔

۴ اردو ترجمہ مفاتیح الامجاز فی شرح گلشن راز لکھی بہ بوستان اسرار معنف

سید محمد غیاث نور بخش گیلانی مطبوعہ کرمی پریس لاہور ۲۷۷۷ھ المرجب ۱۳۳۷ھ ناشر اللہ والے

کی قوی دکان مالک ملک چمن دین کشمیری بازار لاہور کل صفحات ۲۳۳

۵ کلمۃ الحق، مطبوعہ

۶ خزینۃ معرفت

آپ کا ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء کو وصال ہوا اور اپنے آبائی قبرستان واقع محس پورہ میں دفن

ہوئے۔

آپ کے تمن بنے اور ایک بنی تھی۔

۱ میاں حبیب اللہ محس پوری

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- ۲ میاں عبدالکریم شمس پوری
- ۳ میاں عبدالعزیز شمس پوری (رحمہم اللہ تعالیٰ)
- ۴ دختر، جو شیخ صلاح الدین احمد شمس پوری ریٹائرڈ ایس۔ ڈی۔ او واپڈا کی جدہ محترمہ ہیں (۸)

حضرت میاں محمد اشرف شمس پوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک شمس پورہ میں ہوا اور اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حواشی

- ۱ مکتوب شیخ صلاح الدین احمد بنام مولف مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء، از شمس پورہ ضلع جہلم
- ۲ ذکر حبیب، صفحہ ۳۰
- ۳ ملفوظات حیدری، صفحہ ۳۵۳
- ۴ ایضاً، صفحہ ۱۱
- ۵ ایضاً، صفحہ ۲۲۵
- ۶ ایضاً، متعدد صفحات
- ۷ انوارِ شمس، صفحہ ۱۹۲
- ۸ مکتوب شیخ صلاح الدین احمد بنام مولف مرقومہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء

﴿ حضرت خان حیات اللہ خان افغان ﴾

آپ سومر بلخ اراضی کے مالک تھے۔ آپ کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ سے تھی۔ حضرت خان حیات اللہ خان افغان رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ بھی حضرت سیالوی قدس سرہ کی مریدہ تھیں۔

لنگر شریف کی کامیں ترک کھانوالہ جو سیال شریف سے کلکو میٹروور ہے، میں خان حیات اللہ خان افغان کی چراگاہ میں لے جاتی تھیں اور روزانہ میاں احمد الدین لاٹگری مرحوم دودھ دودھ کر سیال شریف لاتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رجب عبد اللہ خان داراپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے حضور برائے اولاد دعا کی درخواست کر رہے تھے اور حضور سیالوی نے انھیں تین بیٹوں کی بشارت دی تھی۔ خان صاحب کی والدہ ماجدہ بھی اتفاق سے وہاں موجود تھیں انھوں نے موقع غنیمت سمجھا اور اپنے لخت جگر کے لئے زینہ اولاد کی التجا کی۔ حضرت خواجہ سیالوی قدس سرہ نے درخواست منظور فرما کر بارگاہ ایزدی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا۔

خان حیات اللہ کو اللہ تعالیٰ فرزند ارجمند سے نوازے گا اور اس کا نام میر عبد اللہ خان تجویز فرمایا۔

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے وصال شریف کے بعد میر عبد اللہ خان تولد ہوئے اور یہ حضرت ثانی لاٹانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہ کا عہد مبارک تھا۔ (۱)

ایک سینہ جمیلہ عورت جس پر علاقہ کے بڑے بڑے رؤساء عاشق اور فریفتہ تھے لیکن یہ عورت خان حیات اللہ خان کے بغیر کسی کو نہ چاہتی تھی۔ خان صاحب بھی بہت حسین و جمیل اور نفیس حراج کے مالک تھے۔ خان موصوف نے عورت کی درخواست پر اس سے شادی کر لی۔ قبل از شادی خان موصوف : زان سیال شریف حضرت ثانی لاٹانی سیالوی قدس سرہ کی خدمت معنی میں حاضر ہوا کہ ۔ تھے لیکن شادی کی وجہ سے بطور شرمساری آمد و رفت کا سلسلہ متروک ہو گیا۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

چند ایام کے بعد حضرت ثانی لاٹانی سیالوی قدس سرہ نے خان حیات اللہ خان افغان کو یاد فرمایا تو درویشوں نے عرض کیا کہ خان موصوف نے شادی کر لی ہے چنانچہ آپ نے ان کو طلب فرمایا۔ جب خان حیات اللہ خان حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ خان صاحب! آپ نے یہ اچھا نہیں کیا؟

خان موصوف نے اپنے بیروزلوے کی خوشنودی کے لئے گھر جا کر اسی وقت اپنی بیوی کو طلاق دے دی اس نے بہت منت سماجت کی اور بڑے بڑے امراء کو ٹھکرا دینے کا واقعہ بھی بیان کیا لیکن خان موصوف نے فرمایا۔

جان من! جتنا سونا چاندی اور مال و دولت تو چاہتی ہے، لے جاسکتی ہے لیکن میں اپنے پیر زادے کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا۔

حضرت ثانی لاٹانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہ نے ننگر شریف کی ایک خادمہ جو خان موصوف کی ہم قوم تھی، بڑی سادہ اور شریف و پارسا عورت تھی، سے عقد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے بطن سے ایک حسین و جمیل بچہ میر عبد اللہ خان کی صورت میں عطا فرمایا۔ اس طرح حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کی دعا پوری ہوئی۔

خان حیات اللہ خان افغان رحمۃ اللہ علیہ بہت نیک آدمی تھے۔ نماز، روزہ اور تہجد کے پابند تھے۔ اور او دو وظائف بھی پڑھتے تھے۔ اپنے شیخ طریقت کے عاشق صادق تھے۔

حضرت میر عبد اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ایک صاحب، میاں محمد نواز شریف سابق وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت میں سفیر رہے۔ (۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذات قدسی صفات مصدر حسنات آن سالک مالک طریقت عارف حقائق حقیقت کمری معظمی جناب حضرت مولوی صاحب!

بعد از تقدیم مراسم تسلیم و تعظیم معروض را عیاں باد الحمد للہ علی کل حال۔ مژدہ صحاح مزاج وہاج ہر وقت مسئول عنایت مہمہ الطاف شامہ آں یگانہ زمانہ مشتمل بر استفادہ کیفیت مقدمہ خاکسار

marfat.com

اشرف اصدار فرمود۔ سرفراز دستار نمود۔ عالیجاہ پر عنایت ہامحکاثرہ واعطاف ہامتواقرہ آن قدوۃ
الابرار این خاکسار بس شکر گزار است۔ مگر نقد پر پرودگار کسے رابار نیست اول بہ محکمہ سوئٹ
صاحب مقدمہ دائر بود صاحب موصوف تحقیقات مرسل نمود۔ رپورٹ برخلاف بندہ توشیحہ بحکمہ
صاحب ڈپٹی کمشنر فرستادہ است۔ پس صاحب بہادر بندہ را طلب کردہ۔ ہنوز پیش نقدہ غالباً
۲۳ ماہ اگست ۱۹۰۴ء بندہ بحکمہ صاحب بہادر پیش خواہد شد۔ صورت نہایت اندیشہ ناک
و خطر است۔ براہ بندہ نوازی بحق خاکسار دعادلی فرمایند کہ اوسچانہ تعالیٰ ازیں حادثہ مخلص
نشد۔ موقع امداد است۔ زیادہ بجز نیاز چہ عرض دارو۔ واجب بود عرض کردن آئندہ مالک اند۔
مخلص کمری مولوی محمد چراغ صاحب تسلیم ومیاں حافظ رابعہ صاحب تسلیم

بندہ حیات اللہ خان پشمان

از مقام ترکھانوالہ

۱۳ اگست ۱۹۰۴ء

حواشی

- ۱ انوار حمسیہ، صفحہ ۱۳۸
- ۲ راوی حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی مدظلہ، حضرت حاجی صاحبزادہ محمد رب
نواز سیالوی مدظلہ
- ۳ مکتوب خان حیات اللہ خان بنام خواجہ محمد امین چکوڑوی

﴿حضرت ملک فتح شیر خان ٹوانہ﴾

ملک فتح خان ٹوانہ شہید المعروف موتیاں والا متوفی ۳۹-۱۸۳۸ء کی حکومت دریائے جہلم سے بنوں تک کے علاقے پر مشتمل تھی یعنی تعلقہ مٹھ ٹوانہ، تعلقہ خوشاب، کچی، شیخو وال، کچی میانوالی، بھٹی خیل، کچی مروت اور بنوں وغیرہ، سکھوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ سکھ حکومت میں اٹھارہ ہزاری کے منصب پر فائز تھے۔

ملک فتح خان ٹوانہ شہید المعروف موتیاں والا کے پانچ فرزند تھے، جن میں سے ملک فتح شیر خان ٹوانہ فرزند اکبر نے ممتاز حیثیت حاصل کی۔ ان کا نسب نامہ درج ذیل ہے۔

ملک میر عالی خان

ملک میر احمد خان

ملک لہو داد خان

ملک شیر خان

ملک خان محمد خان

ملک خدایار خان

ملک احمد یار خان

ملک قادر بخش

ملک فتح خان ٹوانہ موتیاں والا

ملک فتح شیر خان ٹوانہ آف مٹھ ٹوانہ ملک شیر محمد خان ٹوانہ آف مٹھ ٹوانہ (۱)

marfat.com

ملک فتح شیر خان نوانہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کا مرید تھا۔ اپنے خاندان کا بزرگ سردار مانا جاتا تھا۔ ملک فتح شیر خان نوانہ اور ملک شیر محمد خان نوانہ کی آپس میں سخت دشمنی تھی۔

ملک فتح شیر خان نوانہ کو اپنے شیخ طریقت سے غایت درجہ محبت اور عقیدت تھی۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ بھی ان کے حال پر بہت مہربانی فرماتے تھے۔ مولف نجات الحبوب کا بیان ہے۔

کئی بار یہ واقعہ پیش آیا کہ ملک فتح شیر خان نوانہ نے حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے حضور عرضی روانہ کی کہ ملک شیر محمد خان نوانہ نے جو میرا برادری کا شریک ہے، انگریز گورنری آمد پر بڑے حقے اور بڑا اسباب جمع کیا ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ اتنا اسباب میں میا نہیں کر سکتا۔ اس کی عرضی کے آنے پر خواجہ شمس العارفین دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے اور انگریز گورنر عثمان کسی اور طرف موڑ لیتا تھا پھر فتح شیر خان نوانہ وہ تمام اسباب سیال شریف روانہ کر دیتا تھا۔ (۲)

ملک فتح شیر خان نوانہ بد مذہبوں سے سخت نفرت رکھتا تھا۔ نماز، روزہ اور تہجد کا پابند تھا۔ شریعت مطہرہ کی پاسداری کا خیال رکھتا تھا۔ لنگر کے مویشی خدمت کے لئے اپنے پاس رکھتا تھا۔ انوار حمسیہ میں ملک فتح شیر خان نوانہ کا ذکر ملتا ہے۔ (۳)

ملک فتح شیر خان نوانہ کا ایک ہی بیٹا نواب ملک محمد شیر خان نوانہ چیف آف نوانہ جن کی سات ضلعوں شاہ پور، جہلم، گجرات، راولپنڈی، میانوالی اور جمگ روڈا میں سے پراونشل ور بار میں پہلی کرسی تھی اور شاہ پور میں درجہ اول آئیری مجسٹریٹ نواب محمد شیر خان نوانہ، نواب سرانند بخش نوانہ اور نواب سر عمر حیات خان نوانہ تھے۔ نواب محمد شیر خان نوانہ، منٹھ نوانہ، میاں ظفر علی منٹھ کوہ ضلع میانوالی کے مرید تھے۔ (۴) ملک فتح شیر خان نوانہ ۱۸۹۴ء میں فوت ہوئے۔

حواشی

- ۱ مولوی غلام رسول مہر: جہز ل سر عمر حیات خان ثوانہ کے سوانح حیات اور ان کی خاندانی تاریخ کا پس منظر مطبوعہ پاکستان ٹائمز پریس، لاہور، ۱۹۶۵ء، صفحہ ۸۶، ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۹، ۱۵۶
- ۲ ملفوظات حیدری، صفحہ ۲۳۰
- ۳ انوار شمس، صفحہ ۱۱۰
- ۴ مکتوب رب نواز ثوانہ بنام مولف مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۹۳ء، از ہموک خلیع خوشاب
- ۵ وکیل انجم: سیاست کے فرعون مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور ۱۹۹۲ء، صفحہ ۳۳

﴿حضرت ملک شیر محمد خان نوانہ﴾

حضرت ملک شیر محمد خان نوانہ کی بیعت بھی حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ سے تھی۔ جب ملک فتح شیر خان نوانہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ سے بیعت ہوئے تو ملک شیر محمد خان نوانہ نے سیال شریف آمدورفت کم کر دی۔

حضرت صاحبزادہ الحاج محمد رب نواز سیالوی مدظلہ کا بیان ہے۔

مٹھ نوانہ کارنیں نواب ملک شیر محمد خان نوانہ حضرت خواجہ سیالوی کامریہ تھا۔ بڑا بچی اور نیک مرد تھا۔ اپنے برابر کسی کو نہیں بٹھاتا تھا۔ ہر ماہ گیارہویں شریف کی محفل منعقد کرتا تھا۔ بعد ازاں اس کی برادری کا شریک ملک فتح شیر خان نوانہ جو ملک فتح خان نوانہ المعروف موتیاں والا کائنات جگر تھا، حضور سیالوی کامریہ ہوا تو ملک شیر محمد خان نوانہ نے سیال شریف آمدورفت میں کمی کر دی۔

حضرت مولانا غلام قادر بھیرودی رحمۃ اللہ علیہ نے ملک شیر محمد خان نوانہ کی شان میں یہ نظم

لکھی ہے۔

امیرے کیرے بھئی با وقار کہ ہے مدح خیر الودنی اُس کا کار
فدا ہے رسولِ نبی پاک پر انھیں کی ثنا کا رکھے ہے شعار
فضائلِ صحابہ ہے دردِ زباں خصوصاً کرامات ہر چار یار
کرے اہل بیت اور اماموں پہ نیز ہمہ روحِ دقنِ بامحبتِ غار
وہ ہے غوثِ اعظم پہ ہر دم فدا کہ امداد کرتے ہیں لیل و نہار
مطیعِ وِسلای ہے نعمان کا جو ہیں شرع میں عالمِ نامدار
ہر اک اہلِ دین سے رکھے اتحاد بکریم و تعظیم و با اعمار
نظیر اس کی اس ملکِ پنجاب میں نہیں آدمی کوئی عالی تبار
وہ حامی ہے دینِ تمیں کا بدل وہ خادمِ شریعت کا ہے پائدار

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عبادت میں مشغول رہتا مدام تلاوت میں مصروف باکرد کار
مخالف نبی کو رکھے دور دور ہمیشہ کرے اس سے بس کا زار
روا فضل خوارج سے بیزار ہے وہابی کا سر پھوڑے ہے مار مار
رہے ہرزہ گویوں ہے از بس نفور کلام اس کا ہے گوہر شاہوار
وہ شیر محمد بہادر شہسوار ہے میدان ہمت کا وہ شہسوار
رہیں اس کے احباب آرام میں عود اس کا ہووے ہمیشہ خوار
ملک شیر محمد خان نوانہ، مٹھ نوانہ میں ہر سال سرور کائنات ﷺ کا عرس مبارک منایا
کرتے تھے، جس میں علماء کرام کا اجتماع ہوتا تھا۔ (۱)

حواشی

غلام قادر بھیروی، مولانا، عقائد الاخبار فی فضائل الائمة الطہار مطبوعہ در مطبع دار الخلافہ، لاہور
۱۳۰۲ھ، صفحہ ۳۲

﴿ حضرت سردار ملک جہان خان گھمبہ ﴾

آپ کے جد امجد ریاست راجپوتانہ سے نقل مکانی کر کے علاقہ پنڈی گھمبہ میں آباد ہوئے۔ سردار ملک جہان خان گھمبہ راجپوت جوڑو رہے تھے۔ ان کے اسلاف میں ایک بزرگ گھمبہ تھے، جن کی اولاد گھمبہ کہلائی۔

آپ دراز قد اور نہایت خوبصورت تھے۔ چہرے پر داڑھی سنت کے مطابق تھی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور انتہائی خلص انسان تھے۔ عوام کی خدمت آپ کا شعار تھا۔ اپنی ذاتی زمین میں ۱۹۰۱ء میں کھنڈہ میں ایک سول بنوایا۔ اب وہ اپ گریڈ ہو کر ہائرسکنڈری سکول ہو گیا ہے اور علاقہ کے لاکھوں طلباء مستفید ہو رہے ہیں۔

سردار ملک جہان خان گھمبہ کی چچی صاحبہ ساکن موضع سوہاں تحصیل پنڈی گھمبہ ضلع اٹک جانداد کا قبضہ آپ کو کسی صورت دینے پر آمادہ نہ تھی۔ جانشیداد بہت زیادہ تھی۔

سردار جہان خان گھمبہ کے مخالفین سردار شیر جنگ آف کال پور، سردار محمد علی خان اور ملک اعتبار خان رئیس اعظم کھنڈہ آپ کی چچی کی بھرپور مدد کر رہے تھے۔ سردار ملک جہان خان گھمبہ کے برٹش گورنمنٹ سے نہایت اچھے تعلقات تھے۔ اس بناء پر مذکورہ سرداران ان سے خائف رہتے تھے۔

اسی عالم میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ نے سردار ملک جہان خان گھمبہ کو خواب میں شرف دیدار بخشا۔ صبح اپنے ایک ملازم کی معیت میں عازم سیال شریف ہوئے۔ غالباً بوقت ظہر سیال شریف پہنچے تو جس حالت میں حضور خواجہ سیالوی قدس سرہ کو خواب میں دیکھا تھا بعینہ وہی نقشہ نظر آیا۔ شرف قدمبوسی حاصل کیا۔ حضور سیالوی نے ارشاد فرمایا: نماز ظہر ادا کریں بعد ازاں بات چیت ہوگی۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد سردار ملک جہان خان گھمبہ نے اپنی ساری کہانی حضور سیالوی کے گوش گزار کی۔

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ نے دعا فرمائی اور اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سردار ملک جہان خان کھیمہ کے تمام معاملات حسبِ درخواست پورے ہوئے۔ ساری عمر حضرت سیالوی کے جانشین اور مخلص مرید رہے۔

سردار ملک جہان خان کھیمہ کا وصال ۱۹۴۰ء میں ہوا۔ کھنڈہ میں مدفون ہیں۔
سردار ملک جہان خان کھیمہ حضرت خواجہ سیالوی سے بیحد عقیدت اور محبت رکھتے تھے اور ہیر سیال ہیر سیال در دہان رہتا تھا۔

آپ کے ایک پوتے ملک صفدر علی خان چک نمبر ۴۷ جنوبی ڈاک خانہ چک نمبر ۴۶ جنوبی تحصیل ضلع سرگودھا میں اپنے مربعوں میں مقیم ہیں۔ (۱)

حواشی

۱۔ فراہم کردہ ملک صفدر علی خان مدظلہ

﴿ حضرت سردار ملک شاہ نواز خان گھیبہ ﴾

گھیبہ خاندان میں جاگداد کے دو حصے بڑے بھائی اور ایک حصہ چھوٹے بھائی کو ملتا تھا۔ ملک شاہ نواز خان گھیبہ نے اپنے برادر کلاں ملک سمندر خان سے مطالبہ کیا کہ یہ ٹانصافی ہے، ایک باپ کی اولاد ہیں وراثت برابر تقسیم ہونی چاہئے۔ الغرض یہ معاملہ مقدمہ بازی تک پہنچا اور کافی طویل ہو گیا۔

سردار ملک شاہ نواز خان گھیبہ سردار ملک جہان خان گھیبہ کی معیت میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے لئے گھوڑوں پر سوار ہو کر سیال شریف روانہ ہوئے۔ راستے میں سردار ملک شاہ نواز خان گھیبہ نے سردار ملک جہان خان گھیبہ سے کہا کہ میں نے کبھی نماز ادا نہیں کی اور قرآن مجید بھی پڑھا ہوا نہیں ہوں، وہ دیکھتے ہیں کہ آپ کے مرشد کریم اس بارے میں مجھ سے استفادہ کرتے ہیں اور جس مقصد کے لئے سیال شریف حاضر ہو رہے ہیں، اس بارے میں بھی کوئی سوال کرتے ہیں یا نہیں؟

جب دونوں سیال شریف پہنچے اور قدیم سیال شریف کی سعادت سے مشرف ہوئے تو حضرت خواجہ سیالوی نے سردار ملک شاہ نواز خان گھیبہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ شاہ نواز! وضو کرو، نماز پانچواں کا وقت ہو گیا ہے لہذا نماز ادا کریں۔

دوسرے روز نماز فجر کے بعد حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ نے اپنے ایک درویش کو حکم دیا کہ شاہ نواز خان کو قرآن مجید شروع کراؤ۔ چند یوم کے بعد حضرت سیالوی نے فرمایا۔

شاہ نواز! تم لاہور فرنگی کی کچہری میں اپیل کرو۔ انھوں نے عرض کیا۔ حضور! میرے پاس اتنی رقم نہیں کہ میں اپیل داخل کروں۔

حضرت سیالوی نے فرمایا۔ لنگر سے رقم لے جاؤ چنانچہ لاہور اپیل کر دی۔ مقدمہ چلتا رہا۔ فیصلہ سے دو دن قبل سردار ملک شاہ نواز خان گھیبہ لاہور تشریف لے گئے۔ داتا دربار حاضری دی۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جب دربار شریف سے باہر آرہے تھے تو میزھوں پر ایک مجذوب ملا۔ آپ نے دعا کیلئے عرض کیا تو مجذوب نے نہایت سخت لہجہ میں کہا۔
”باپ ایک ہوتا ہے، دو نہیں۔“

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ نے رسول کریم ﷺ کی پکبری میں تیرے لئے دعا کی تھی۔ کل فرنگی پکڑی کے دو حصے برابر کر دے گا۔ وہی ہوا۔ پکبری نے دونوں بھائیوں کو برابر جائیداد کا حقدار ٹھہرایا۔

بعد ازاں سردار ملک شاہ نواز خان گھمبہ اپنے مرشد کریم کے اس قدر دیدہ ہوئے کہ مستقل سیال شریف قیام فرمایا۔ ۱۹۳۰ء میں وفات پائی اور وصیت کے مطابق گورستان داداباغ میں دفن ہوئے۔ سردار ملک شاہ نواز خان گھمبہ وہ معروف شخصیت ہیں۔ جنہوں نے سردار فتح خان آف کوٹ فتح خان کو موضع نورپور تحصیل پنڈی گھمبہ کے مقام پر گلست دی تھی، جب کہ سردار فتح خان کا لشکر ہاتھیوں اور گھوڑوں پر مشتمل تھا۔ سردار ملک شاہ نواز خان گھمبہ کے پاس مختصر آدمی تھے اور اس وقت ۱۴ برس عمر تھی۔

سردار فتح خان کی ریاست کوٹ فتح خان ۸۴ گاؤں پر مشتمل تھی اور وہ موضع نورپور پر بھی قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ سردار ملک شاہ نواز خان گھمبہ کے اس کارنامہ اور دلیری پر مقامی زبان میں گانے بن گئے اور آج بھی وہاں شادی بیاہ کے موقع پر گائے جاتے ہیں۔

سردار ملک شاہ نواز خان گھمبہ کے ایک پوتے ملک محمد اکبر خان ہوئے ہیں جو علاقہ کی ایک نامور شخصیت تھے۔ سردار ملک شاہ نواز خان گھمبہ کے ایک پڑپوتے سردار ملک محمد سرفراز خان ۱۹۷۲ء میں انک سے صوبائی اسمبلی اور بعد میں ۱۹۸۰ء میں قومی اسمبلی کے رکن رہے۔ آج کل ان کے دوسرے پڑپوتے ملک محمد سلیم خان کھنڈہ میں مقیم ہیں۔ (۱)

حواشی

مکتوب ملک محمد سلیم خان بنام مولف مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۹۶ء از کھنڈہ ضلع انک

marfat.com

﴿ حضرت راجہ عبداللہ خان داراپوری ﴾

راجہ عبداللہ خان داراپوری رحمۃ اللہ علیہ داراپور تحصیل جہلم کے بہت بڑے زمیندار تھے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ سے بیعت تھے۔ اپنے شیخ طریقت سے بہت عقیدت تھی۔ فکرت کے خدمت گزار تھے۔

ملفوظات حیدری میں حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری قدس سرہ کی زبانی تحریر ہے۔

ہمارے حضرت صاحب (خواجہ شمس العارفین) رحمۃ اللہ علیہ کی جس قدر خدمت اس نے کی تھی، اتنی کم کسی نے کی ہوگی۔ سیال شریف میں بیٹھے بنوائے، عجیب باغ لگوا یا۔ ہر سال دس بارہ مانی غلہ فکرت شریف کی غز کر کیا کرتا تھا۔ سرائے کی عمارت شروع کرائی۔ خرچ کے لئے یہاں آیا۔ ساہوکار نے اسے قرض نہ دیا۔ سراسیمہ ہو کر دو روز ہماری مسجد میں پڑا رہا آخر یہی کے زیور ملت گروی رکھے اور روپے لے کر سرائے کی عمارت مکمل کرائی۔ (۱)

راجہ عبداللہ خان داراپوری مرحوم حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین سے شرف ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے خطا کردہ وظائف ادا کرتے تھے۔ مرآۃ العائنین میں ہے۔

حاجی عبداللہ خان داراپوری کی طرف روئے سخن کرتے ہوئے فرمایا۔ وظائف بھی پڑھتے ہو؟ اس نے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا تھا، پڑھتا ہوں لیکن قرآن کی منزل چھوٹ جاتی ہے۔ فرمایا۔ تنگ حاجی نہ بنو، قرآن پاک کی منزل بھی پڑھا کرو کیونکہ تم اشغال و اذکار کے بغیر محض حج کی بدولت منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکو گے۔ (۲)

حج سے فراغت کے بعد آپ استنبول شریف لے گئے تھے اور کفار روس سے جہاد کا سلطان ترکی سے پروانہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ مرآۃ العائنین میں ہے۔ سلطان روم کے جہاد کا ذکر چھڑا۔ اسی اثنا میں راجہ عبداللہ خان داراپوری حاضر ہوا، جو جنگ کے لئے استنبول گیا ہوا تھا

خولجہ شمس العارفین نے سلطان روم کے حالات دریافت کئے۔ رجبہ صاحب نے عرض کیا کہ سلطان روم کے قوانین سخت گیر تھے لیکن کچھ عرصے سے بعض سربراہان و دروہاء امراء نے روس کے بادشاہ سے سازش پیدا کی ہے، اسی وجہ سے سلطان روم کے قوانین کمزور پڑ گئے۔

آپ نے فرمایا۔ یہ عجیب مسلمان ہے کہ عیسائی قوم تو ہندوستان سے سلطان روم کی امداد کرتی ہے اس کے اپنے مسلمان امراء اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

بعد ازاں دریافت فرمایا کہ شہر استنبول کا طول و عرض کتنا ہے اور اس کے باشندے دینداری میں کیسے ہیں؟ رجبہ صاحب نے عرض کیا۔ شہر استنبول تقریباً بیس کوس لمبا اور پندرہ کوس چوڑا ہے اور وہاں کے مرد و عورتیں دن رات احکام شرعیہ کی بجا آوری میں مشغول ہیں اور اپنے بچوں کو جنگی تربیت دیتے ہیں تاکہ جنگ کے وقت کام آئیں اور جب جہاد کا وقت آئے تو غیر فوجی بھی اپنی اپنی ملازمت سے نام کنوا کر فی سبیل اللہ جہاد کریں۔ استنبول میں مسجدیں بھی بے شمار ہیں۔ جامع مسجد سب سے بڑی ہے۔ اس میں تقریباً ایک لاکھ آدمیوں کی بیک وقت منجاش ہے۔ اب سے کچھ وقت پہلے یہ مسجد عیسائیوں کی عبادت گاہ تھی، جب اس شہر پر مسلمانوں کا تسلط ہوا تو انھوں نے اسے جامع مسجد قرار دیا۔ (۳)

نجات الحبوب کا مولف قطر از ہے۔

استنبول کے بادشاہ کے عدل و انصاف کی بات ہو رہی تھی۔ عبد اللہ خان مرحوم وہاں گیا تھا۔ اس کی روایت کے مطابق حضرت محبوب سبحانی نے بیان فرمایا کہ بادشاہ کا قانون اس طرح ہے کہ جب جمعہ کے روز نماز جمعہ کے لئے باہر آتا ہے تو اس کی فوج تخت گاہ والے مکان سے لے کر جامع مسجد تک بادشاہ کے رستہ کی دونوں طرف صف بستہ کھڑی ہو جاتی ہے۔ ان صفوں کے پیچھے وادخواہوں کی قطاریں ہوتی ہیں جن کے ہاتھوں میں گھسی ہوئی عریاں ہوتی ہیں۔ ان کے پیچھے زیارت کرنے والوں کی قطاریں ہوتی ہیں الغرض زیارت کرنے والی اس قدر مخلوق ہوتی ہے کہ بادشاہ کے رستہ پر گھروں کی چھتیں اور گھنڈے ہوتے ہیں اور کھڑا ہونے کے لئے فی مردس دس روپیہ کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔ بادشاہ کے ہمراہ دو سوار دائیں بائیں ہوتے ہیں جن کے ہاتھ میں ایک ایک صندوق ہے ہوتا ہے اور دائیں بائیں سے عریاں لے کر صندوقوں میں ڈال لی جاتی ہیں۔

marfat.com

بادشاہ اپنے خاص مقام پر جا کر ان سے صندوقچے نے لیتا ہے اور اندر جا کر تمام عرضیاں خود پڑھتا ہے اور عدلی لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ مقررہ دن کو گواہوں کے ہمراہ حاضر ہوں جو مقدمہ شامی قاضیوں کی رائے کے مطابق اس قائل ہوتا ہے کہ اس کے لئے شریعت کا حکم حاصل کیا جائے تو مذکورہ بالا سواروں کے ہاتھ قاضی اسلام کے پاس بھیج دیا جاتا ہے اس مقدمہ کی منگوری یا منسوخی کا دار و مدار قاضی اسلام کے فیصلہ پر ہوتا ہے یعنی ہر معاملہ میں شریعت کا حکم غالب ہوتا ہے اگر عدل و انصاف کے سلسلہ میں بادشاہ سے قصور سرزد ہوتا ہے تو شریعت کے حکم کے مطابق تنزل کر دیا جاتا ہے اور ان میں سے کسی اور کو بادشاہ بنا دیا جاتا ہے۔ نئے بادشاہ کو بھی اسوہ شریعت کے متعلق تنبیہ کی جاتی ہے اور اس سے عہد لیا جاتا ہے کہ حکم شریعت کا ترک واقع ہوا تو تنزل لازمی ہوگا۔

حضرت محبوب سبحانی نے فرمایا کہ وہاں اسلام کی استقامت عزت ہے کہ بادشاہ کو بھی قصور کے کفارہ کے طور پر تنزل کر دیا جاتا ہے اور کفارہ لے کر اسے پھر شامی منصب دے دیا جاتا ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بادشاہ شریعت کا استقامت پابند ہے کہ ملک کو ملک خدا اور حکم صرف خدا کا حکم جانتا ہے۔

عبداللہ خان کی روایت کے مطابق آپ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ سات ہزار حاجیوں نے بادشاہ سے عرض کی کہ ہمیں اسلحہ دو، ہم اور کچھ نہیں چاہتے۔ ہم لشکر اسلام کی مدد کے لئے کفار روس سے غزاکریں گے۔

عبداللہ خان نے بتایا کہ وہ بھی ان حاجیوں میں شامل تھا۔ بادشاہ نے جواب دیا۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہزاروں غریب لوگوں کو ملک کے طمع میں قتل کرادوں۔ ملک خدا کا ہے، چاہے تو مجھے دے دے اور اگر چاہے تو روس کو دے دے۔ میں راضی ہوں۔ یہ جواب دے کر اس نے غازیوں کی درخواست مانگور کردی۔ بعض تو ادھر ادھر بکھر گئے اور بعض ہتھیاروں کے بغیر میدان جنگ میں چلے گئے۔

عبداللہ خان فوج کے افسر پاشا کے پاس گیا اور ہتھیار مانگے۔ اس کی بغل میں قرآن شریف اور خاکف دیکھ کر پاشا نے کہا کہ آپ مکان میں بیٹھ کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے

رہیں اور خداوند تعالیٰ سے اسلامی لشکر کی فتح اور نصرت کے لئے دعا مانگتے رہیں۔

عبداللہ خان نے بتایا کہ پاشادلوں وقت مجھے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھاتا تھا۔ میدان جنگِ استنبول سے شمال کی طرف دوسو کوس کے فاصلہ پر تھا۔ کچھ وقت تو عبداللہ خان وہاں رہا لیکن پھر اجازت لے کر واپس چلا آیا۔ (۴)

نجاتِ محبوب میں ہے۔

حضرت خواجہ شمس العارفین کے وصال کے بعد اسے سجادہ نشین صاحب کے ساتھ بڑا سوخ حاصل ہو گیا اور چھوٹے صاحبزادہ صاحب کے دل میں یہ غن پیدا ہوا کہ لازم ہمارے درمیان فتنہ کا سبب یہ شخص بنا ہے، اس لئے وہ اس سے بے زار ہو گئے۔ بڑا رویا چھا اور قہر سو روپے نذرانہ بھی پیش کیا لیکن ان کا شک زائل نہ ہوا، نو بہت یہاں تک پہنچی کہ چھوٹے صاحبزادہ صاحب اس کی طرف خط بھیجا کرتے تھے تو لکھی ہوئی سطروں پر لکیر کھینچ دیا کرتے تھے گویا دشمن کا اظہار کر دیا کرتے تھے۔ آخر اس شخص کی موت اس حال میں ہوئی کہ سفر میں مرا۔ چار آنے اسقاط کے نہ دیئے گئے، ویرانے میں دفن ہوا، کسی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کی قبر کہاں ہے تاکہ کوئی فاتحہ بھی پڑھ دے۔ (۵)

حضرت حاجی عبداللہ خان داراپوری رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کی لیکن عرصہ دراز تک اس کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔ آخر مائی بانو کی وساطت سے حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ سے اولاد کے لئے دعا کرائی اور اسی سال اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا و برکت سے فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ (۶)

حضرت الحاج رجبہ عبداللہ خان داراپوری کے حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلاپوری قدس سرہ سے بہت اچھے تعلقات تھے۔ آپ کی خدمت میں جلاپور شریف حاضر ہوتے تھے۔

آپ کے ایک بھائی ملک زمان مہدی خان مرحوم رئیس داراپور، جو آزیری مجسٹریٹ اور خان بہادر بھی تھے۔ اعتقادات میں نہایت راسخ، تعظیم و تکریم میں نہایت مستعد، رضائے شیخ

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کے طالب ، درباری کرسی نشین اور رشوت سے قدرت کرنے والے تھے، حضرت محبوب سبحانی جلاپوری قدس سرہ کے مخلص مرید تھے۔ ۳۵ درجب المرجب (۱۳۱ھ) کو فوت ہوئے۔ نواب غالب مہدی خان مرحوم ڈپٹی کمشنر آپ کے فرزند گرامی تھے۔ حضرت محبوب سبحانی جلاپوری قدس سرہ ملک زمان مہدی خان داراپوری کی تعریف کرتے تھے۔

ملفوظات حیدری میں لکھا ہے۔

حضرت محبوب سبحانی نے فرمایا کہ راجہ زمان مہدی بڑا جوان مرد تھا۔ انگریز نے اس سے اور اس سکھ سے اس فیصلہ کے متعلق رائے پوچھی جو اس کے ساتھ عدالت میں بیٹھا تھا۔ اس نے اس سکھ کے خلاف رائے لکھی حالانکہ سکھ مذکور ہر معاملہ میں اس سے متفق ہوتا تھا اور لحاظ کرتا تھا۔ اس سکھ نے کہا کہ کیا میرا لحاظ نہیں کرتے؟

راجہ زمان مہدی خان نے کہا۔ آپ کا لحاظ دنیاوی معاملات میں ہوتا ہے اور یہ اسلام کا معاملہ ہے، اس میں لحاظ نہیں کرتا۔

انگریز نے کہا۔ گائے کو ذبح کرنے کی جگہ مقرر ہونی چاہئے۔ ہم نے کہا کہ یہ حلیم نہ کرنا کہ کوئی خاص دکان مقرر ہو کیونکہ پھر پابند ہو جاؤ گے بلکہ اس بات کو عام رکھنا چاہئے۔ ہر طرف جو کوئی چاہئے، ذبح کرے۔ حضرت محبوب سبحانی نے فرمایا۔ اس روز سے ہندوؤں کا شور قدرے خفا ہوا گیا ہے ورنہ ہر وقت شرارت کرتے تھے۔ (۷)

ملک زمان مہدی خان داراپوری نے انگریز کے روپرو ہندوؤں کو گالیاں دیں۔ اس نے کہا۔ گائے کو ذبح کرنے کی ممانعت کہاں سے آئی ہے؟ انگریز نے کہا کوئی ممانعت نہیں جو چاہے ذبح کرے (۸)

حواشی

۱	ملفوظات حیدری، صفحہ ۸۶	۲	مرآۃ العاشقین، صفحہ ۹۰
۳	مرآۃ العاشقین، صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹	۴	ملفوظات حیدری، صفحہ ۱۸۷، ۱۸۸
۵	ایضاً، صفحہ ۸۶	۶	الوارقہ، صفحہ ۱۲۳
۷	ملفوظات حیدری، صفحہ ۱۶۲	۸	ایضاً، صفحہ ۱۶۲

﴿حضرت ملک شیر خان بند یال﴾

آپ بند یال کے بہت بڑے زمیندار تھے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے قلمس مرید تھے۔

حضرت ضیاء الامت جنس پیر محمد کرم شاہ الازہری مدظلہ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

ملک شیر خان مرحوم، بند یال کے رئیس اعظم تھے اور حضرت کے نیاز مند بھی۔ رؤساء کی طرح یہ بھی کتوں کے بہت شوقین تھے۔ اعلیٰ نسل کے کتے پال رکھے تھے اور سفر میں بھی انہیں اپنے ساتھ رکھا کرتے۔ ایک دفعہ اپنے مرشد کی زیارت کرنے سیال شریف حاضر ہوئے۔ کتوں کو حویلی میں باندھ دیا۔ شام کی اذان ہو گئی تھی۔ اس لئے نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں چلے آئے۔ ایک پستہ کتا چپکے چپکے آگیا۔ انہیں اس کی خبر نہ ہوئی۔ کتا جوتوں کی جگہ پر بیٹھ گیا۔ حضرت سیالوی رضی اللہ عنہ فرض پاجامات ادا کر کے مسجد سے اپنی عبادت گاہ کی طرف جانے لگے۔ ایک خادم ہمراہ تھا۔ جب باہر نکلے اور پستہ کتا بیٹھے ہوئے دیکھا۔ حضرت نے اپنے خادم کو حکم دیا۔ ملک شیر خان آیا ہے، یہ کتا اسی کا مظلوم ہوتا ہے۔ تم یہاں ٹھہرو، اس کی حفاظت کرو مبادا عبداللہ بزرگوش اسے مارے۔ ملک کو اپنے نکتے بڑے پیارے ہیں (عبداللہ ایک درویش تھا جو آستانہ عالیہ پر کسی کتے کو آنے نہیں دیتا تھا جو کتا اس کے ہتھے چڑھ جاتا تو اس کی خوب پٹائی کرتا) ملک شیر خان کہتا ہے کہ میں نے حضرت کا یہ ارشاد سنا تو مارے شرم کے پانی پانی ہو گیا۔ دوڑ کر آیا اور اس درویش سے کہا کہ تم حضرت کے ساتھ جاؤ میں اب اس کی رکھوالی کر لوں گا۔ ملک صاحب لوگوں کو اپنے مرشد کا یہ واقعہ سناتے اور آب دیدہ ہو جاتے۔ حضرت نے مجھے ڈانٹا نہیں، ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ میرے پاس خاطر کے لئے اس کی حفاظت کا اہتمام فرمایا۔ وہ کہا کرتے اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو آپ کو ضرور ملتی۔ اس کے بعد انہیں کتوں سے اس قدر نفرت ہو گئی کہ انہیں رکھنا ہی چھوڑ دیا۔ (۱)

حواشی: ۱ ماہنامہ ضیاء الحرم لاہور، جنوری ۱۹۸۰ء، صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿ سردارانِ ذلہ چکوال ﴾

سردارانِ ذلہ، چکوال حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے قلمس مرید تھے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱ سردار اللہ یار خان۔

۲ سردار فتح خان۔

۳ سردار غلام محمد خان۔

تینوں حقیقی برادر تھے۔

۴ سردار اللہ یار خان المعروف ڈھکی والے۔

سردار اللہ یار خان کے فرزند گرامی سردار محمد خان (عکلیا) کی زبانی ایک واقعہ صاحبزادہ سید منظور الحق شاہ ہمدانی مدظلہ علاوہ شریف نے سنا تھا، جو درج ذیل ہے۔

ایک واقعہ جو میں نے خود سردار اللہ یار خان کے لڑکے سردار محمد خان (عکلیا) کی زبانی سنا تھا تحریر کیا جاتا ہے۔

ایک دوسرے سردار اللہ یار خان ڈھکی والے بھی تھے۔ ان کی بیعت بھی حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ سے تھی۔ دونوں حضرات تہجد گزار اور صوم و صلوات کے سخت پابند تھے۔ ایک دفعہ سردار اللہ یار خان کی گھوڑی جو اصطبل میں بندھی ہوئی تھی، اسے جھڑی آگئی۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ نے سردار اللہ یار خان کو جو رات کو سویا ہوا تھا، آکر بیدار کیا اور فرمایا۔

سردار اللہ یار! تم سوئے ہوئے ہو اور تمہاری گھوڑی جھڑی کی جبہ سے تڑپ رہی ہے۔

سردار اللہ یار خان نے بیدار ہوتے ہی گھوڑی کو دیکھا اور واقعی وہ تڑپ رہی تھی۔ دوسرے سردار اللہ یار خان ڈھکی والوں کا بیان ہے کہ میں تہجد کے لئے مسجد میں آ رہا تھا کہ راستے

میں میں نے اچانک حضرت خواجہ شمس العارفین کو دیکھا۔ میں نے قدموں کی اور عرض کیا۔ حضور آپ اس وقت کیسے تشریف لائے؟

حضرت خواجہ سیالوی نے ارشاد فرمایا۔ اللہ یار خان کی گھوڑی کو چھڑی آئی ہوئی تھی، وہ نادان سو یا ہوا تھا، میں نے اسے بیدار کیا ہے۔

جب سردار اللہ یار خان حسب معمول تہجد کے لئے مسجد میں پہنچے تو سردار اللہ یار خان ڈھکی والے سے مخاطب ہو کر کہا کہ آج ایک نئی اور عجیب بات میں تمہیں بتاتا ہوں۔

سردار اللہ یار خان ڈھکی والوں نے کہا۔ حضور خواجہ شمس العارفین سیالوی مجھے ملے ہیں اور بتایا ہے کہ تمہاری گھوڑی کو چھڑی آئی ہوئی تھی، حضرت نے تمہیں بیدار کیا۔ (۱)

حواشی

مکتوب حضرت صاحبزادہ سید منظور الحق شاہ ہمدانی بنام مولف مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۹۵ء از منڈے ضلع چکوال

﴿ حضرت میاں محمد قریشی صابو وال ﴾

حضرت میاں محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ صابو وال ضلع سرگودھا کے باشندے تھے۔ ان کی بیت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ سے تھی۔ اپنے شیخ کریم کے عاشق صادق تھے۔

حضرت میاں محمد قریشی کے فرزند گرامی حضرت میاں محمد حیات قریشی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ثانی لاٹانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہ کے مخلص مرید تھے۔ لنگر شریف کے خدمت گار تھے۔ میاں محمد حیات قریشی مرتاض اور عبادت گزار تھے۔ صوم و صلوٰۃ، تہجد اور زخائف کے پابند تھے۔ اپنے مرشد خانہ کے انتہائی وفادار اور عاشق تھے۔ (۱)

میاں محمد شفیع (م۔ ش) اپنے کالم میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

اب جب سرگودھا کے قریشیوں کا ذکر آیا ہے تو یہ بھی سننے چلے کہ قریشیوں کے لیڈر نواب محمد حیات قریشی ایک بہت راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ ان کا پیر صاحب گلڑہ شریف سے خاص الحاح ملتا تھا۔ وہ باعمل مسلمان تھے۔ پابند صوم و صلوٰۃ تھے ایک بہت بڑی اسٹیٹ (راہمن) کے واحد مالک تھے۔ بہت مختار آدمی تھے۔

ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ انگریز کے حامی ہونے کے باوجود وہ مسلم لیگ کے اولین حامیوں میں سے تھے۔ اس کی وجہ سے ان کی ساری اولاد جو تین بیٹوں پر مشتمل تھی، دل و جان سے حامی تھی۔ (۲)

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ انگریز نو مسلم جلال الدین برٹن کئی ماہ تک نواب محمد حیات قریشی کے دولت خانے پر مقیم رہے۔ نواب محمد حیات قریشی یہ سمجھتے تھے کہ یہ ایک نو مسلم کی پذیرائی ہی نہیں بلکہ ایک انگریز حاکم کی عزت داری بھی ہے۔ (۳)

ماہنامہ شمس الاسلام، بحیرہ میں عرس مبارک سیال شریف کی ایک خبر چھپی، جس میں انگریز

نوسلم جلال الدین برٹمن نے حاضری دی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مورخہ ۲۸، ۲۹، ۳۰ جون ۱۹۳۳ء بمقام سیال شریف اعلیٰ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی نور اللہ مرقدہ کا عرس مبارک منعقد ہوا جس میں حسب معمول علماء و مشائخ و دیندار رؤساء و عوام الناس کا بے نظیر دینی اجتماع ہوا۔ مشہور نوسلم لارڈ سر جمیز آف برٹمن سر جلال الدین بھی حاضر ہوئے اور صداقت اسلام پر ان کی زبردست تقریر ہوئی۔ (۴)

نواب میاں محمد حیات قریشی رحمۃ اللہ علیہ حضور شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہ کے نہایت معتقد تھے۔

حضرت امیر حزب اللہ خواجہ سید محمد فضل شاہ جلاپوری قدس سرہ کی تحریک پر حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے عرس مبارک سیال شریف منعقدہ ۲۴ صفر المظفر ۱۳۶۷ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۴۸ء جمعہ الشان کا قیام عمل میں آیا تو آپ کو خازن چنا گیا۔ (۵)

روایت ہے کہ کسی نے حضرت گولڑی قدس سرہ سے سوال کیا تھا کہ حضور کو اپنے ارادندوں میں سے کون زیادہ عزیز ہے تو فرمایا کہ محمد حیات اچھا لگتا ہے۔ (۶)

صاحب مہر نیر لکھتے ہیں۔

دنیوی ترقی کے ساتھ ساتھ دینداری میں وہ مقام حاصل کیا کہ بقول شخصے خدائے تعالیٰ نے چاہا تو بروز شرا امرائے زمان میں سے بطور مثال پیش کئے جاسکتے ہیں۔ (۷)

میاں محمد شفیع (م۔ش) مرحوم و مغفور لکھتے ہیں۔

چنانچہ جب ۱۹۳۷ء کے عام انتخابات میں نواب محمد حیات قریشی اپنے مد مقابل نواب سر خدا بخش نوانہ سے بوجہ ہار گئے تو اس شکست کے باوجود نواب محمد حیات قریشی کو پبلک سروس کمیشن کا پنجاب کی نمائندگی کے لئے رکن نامزد کر دیا گیا۔ اس طرح اقتدار کی جنگ میں قریشیوں کی عزت رہ گئی۔ (۸)

حضرت الحاج صاحبزادہ محمد رب نواز سیالوی مدظلہ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا۔

۱۹۵۶ء میں حضرت صاحبزادہ محمد سعد اللہ خان سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے شانہ کے عہدہ کا آپریشن

میں ہسپتال لاہور میں ڈاکٹر امیر الدین مرچن نے کیا۔ ایک روز ڈاکٹر عبدالحمید ملک سکین سپیشلسٹ ساکن راجہ ضلع خوشاب حال مقیم گلبرگ لاہور عیادت کے لئے تشریف لائے۔ انھوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ جن ایام میں میں گورنمنٹ کالج لاہور میں زیر تعلیم تھا تو اکثر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ علامہ اقبال کی خدمت میں حاضری کا موقع ملتا رہتا تھا۔ تعارف کے دوران میں نے اپنا گھاؤں راجہ ضلع شاہ پور بتایا تو اس ضلع کے سیال شریف سے نسبت و تعلق کے باعث علامہ اقبال نے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف کی اور ان کی دینی و روحانی خدمات کو سراہا۔

حضرت الحاج صاحبزادہ محمد رب نواز سیالوی کا بیان ہے کہ میں نے اقبالیات میں جب

یہ شعر پڑھا

اے خوشا منعم کہ چوں درویش زیت
بچھیں عصرے خدا اندیش زیت

تو میں نے بہت خیال دوڑایا کہ موجودہ زمانہ میں اس شعر کا مصداق کون ہو سکتا ہے؟ کیونکہ اقبال مرحوم کی شاعری بھی مشاہداتی اور تجرباتی ہے۔ بہت سوچ بچار کے بعد ذہن میں نواب محمد حیات صاحب مرحوم کا نام آیا کیونکہ اس شعر کا صحیح مصداق نواب صاحب مرحوم ہی تھے، ان میں یہ خوبیاں پائی جاتی تھیں۔ آخر میں نے نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی مرحوم سے استفسار کیا تو انھوں نے کہا۔ جن دنوں والد ماجد ایم ایل اے تھے جب کبھی لاہور تشریف لے جاتے تھے تو علامہ اقبال مرحوم سے ضرور ملاقات کیا کرتے تھے۔

نواب میاں محمد حیات قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزند تھے۔

۱ نواب زادہ غلام محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ

۲ نواب زادہ میاں محمد ذاکر قریشی رحمۃ اللہ علیہ

۳ نواب زادہ میاں محمد سعید قریشی مرحوم

نواب زادہ غلام محمد قریشی جسے ان کے دوست اور ملنے والے جی ایم کے نام سے پکارتے

تھے، ایک انتہائی مخلص لیکن خاموش مسلم لیگی کارکن اس وقت تھا جب کہ مسلم لیگ کا نام لینے پر زبان کھلتی تھی۔ یہ وہ دور تھا کہ جبکہ سرگودھا کے قریبی نواب محمد حیات قریشی کی زیر قیادت مکمل طور پر مسلم لیگ کے پرچم بردار بن چکے تھے۔ بھیرہ کے پراچے اور جہان آباد کے ٹوانے ان کے حلیف بن کر کرل سرختر حیات خان کے خلاف میدان میں اتر چکے تھے۔ ۱۹۴۶ء کے تاریخی انتخابات میں ممتاز محمد خان ٹوانہ نے مسلم لیگ کے ٹکٹ پر اپنے کزن ملک سرختر حیات ٹوانہ کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ یہ کوئی معمولی فیصلہ نہیں تھا اور نہ یہ عام انتخابات کی بات تھی۔ (۹)

اس نازک دور میں سرگودھا کے شہریوں نے یونی ٹسٹ پارٹی کے خلاف اور مسلم لیگ کی حمایت میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ سیال شریف کے نہایت پاکیزہ سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مکمل کر مسلم لیگ کی حمایت کی۔ انھوں نے قتل کے گاؤں گاؤں پہنچ کر مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا۔ نوابزادہ غلام محمد جو اس وقت خوبصورت نوجوان تھا مسلم لیگ کی تحریک میں اپنی تمام طاقتوں اور رعنائیوں کے ساتھ شریک تھا۔ یہ نوجوان اسلامیہ کالج کے طالب علموں کا سرگودھا میں استقبال کرتا۔ ان کی رہائش و طعام کے جملہ انتظامات حسن و خوبی سے انجام دیتا اور انتخابی مہم کے سلسلے میں علاقے کے معزز لوگوں کے متعلق انھیں اطلاعات فراہم کرتا اور عملی طور پر ان کی ہر قسم کی مدد کے لئے ہمہ وقت مستعد رہتا۔ (۱۰)

نوابزادہ محمد ذاکر قریشی جو ایک پابند صوم و صلوة انسان تھے۔ وہ بزرگان دین کی قبروں پر باقاعدہ حاضری دیا کرتے تھے۔ وہ جب تک سیاست میں حصہ لیتے رہے انھوں نے مسلم لیگ کا کبھی ساتھ نہ چھوڑا۔ (۱۱)

الغرض اقوام کلیار، لالی، لائی، بمبئی، راجپوت، اھوان، تھوکہ، بھمر، ٹوانہ، کھوکھر، سپر، سیال، بلوچ، بھڑا، گوندل، سید قریشی اور پٹھان وغیرہم کے رؤساء اور امراء سیال شریف کے حلقہ ابرار میں داخل تھے۔ (۱۲)

حواشی

- ۱ راوی حضرت حاجی رب نواز سیالوی، سیال شریف ضلع سرگودھا
- ۲ روز نامہ نوائے وقت لاہور (جمعہ میگزین)، ۲۸ مئی ۱۹۹۳ء صفحہ ۷
- ۳ ایضاً، صفحہ ۷
- ۴ ماہنامہ شمس الاسلام، بھیرہ، جولائی ۱۹۹۳ء، صفحہ ۴۸
- ۵ امیر حزب اللہ مطلوبہ نقوش پریس، لاہور ۱۹۶۵ء، صفحہ ۴۳
- ۶ مہر خیر، صفحہ ۲۹۸
- ۷ ایضاً، صفحہ ۲۹۸
- ۸ روز نامہ نوائے وقت لاہور، ۲۸ مئی ۱۹۹۳ء، صفحہ ۷
- ۹ م۔ ش کی ڈائری مطلوبہ در روز نامہ نوائے وقت راولپنڈی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۹۰ء، صفحہ ۲
- ۱۰ ایضاً، صفحہ ۲
- ۱۱ روز نامہ نوائے وقت لاہور، ۲۸ مئی ۱۹۹۳ء، صفحہ ۷
- ۱۲ راوی حضرت حاجی رب نواز سیالوی مدظلہ العالی، سیال شریف

﴿ حضرت خواجہ سید محمد الف شاہ ہمدانی ﴾

ولادت

آپ موضع نارنگ ضلع پکوال، پنجاب میں ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء کو پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام ثانی حضرت خواجہ سید محمد حیات شاہ ہمدانی اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی امام بی المعروف مائی نقیرنی دختر حضرت سید بہادر شاہ تھا۔ آپ حضرت خواجہ سید محمد حیات شاہ ہمدانی کے فرزند نکلاں تھے۔ آپ کے برادر حضرت سید غلام حیدر شاہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اور اسی طرح آپ کی چھوٹی بہن سیدہ غلام فاطمہ بھی بچپن میں انتقال فرما گئی تھیں۔

جب آپ بچپن میں سخت بیمار ہو گئے تو حضرت خواجہ سید محمد حیات شاہ ہمدانی نے نذر مانی کہ اے اللہ! میرے بیٹے کو صحت کاملہ عطا فرما، میں تیرے نام پر مسجد تعمیر کراؤں گا اور حج بیت اللہ شریف بھی ادا کروں گا۔

چنانچہ حضرت سید محمد الف شاہ ہمدانی کی شفا یابی پر آپ نے مسجد تعمیر کروائی اور حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی۔ ایک سال مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور دوسرا حج ادا کر کے واپس تشریف لائے۔

فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے اٹکبار آنکھوں سے روضہ اقدس پر حاضری دی تو میں نے روضہ مقدسہ کے اندر اپنے شیخ کریم حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کو دیکھا۔ مدینہ طیبہ میں آپ کے ہاتھ پر کئی لوگوں نے بیعت کی۔ آپ کے وصال شریف کے بعد یہ عرب نارنگ پہنچے لیکن آپ اس وقت انتقال مکان کے ساتھ ساتھ انتقال زمان بھی فرما چکے تھے۔ (۱)

تعلیم

آپ نے قرآن مجید تاثرہ اور فارسی کی ابتدائی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ بعد ازاں صرف نحو، فقہ، تفسیر اور حدیث شریف کی کتب حضرت مولانا احمد الدین پکوالی رحمۃ اللہ

marfat.com

علیہ اور حضرت مولانا غلام نبی چاولی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ حضرت مولانا احمد الدین چکوالی نے چالیوالی مسجد چکوال اور حضرت مولانا غلام نبی چاولی نے کراہ شریف میں مسند تدریس بجا رکھی تھی۔ یہ دونوں بزرگ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے۔ کتب تصوف حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی قدس سرہ سے پڑھیں۔

بیعت

آپ نے اشرف الاولیاء ثانی لا ثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی۔ حضرت اشرف الاولیاء آپ پر بے حد مہربانی فرمایا کرتے تھے۔

بزرگ عالم دین حضرت مولانا محمد عثمان فنی چاولی لکھتے ہیں۔

خواجہ آبا شریف کے حضرت خواجہ سید محمد حیات شاہ ہمدانی کی پہلی شادی سے ایک صاحبزادے میر محمد الف شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جو حضور ثانی سیالوی سے بیعت تھے۔ (۲)

شیخ سے عقیدت

آپ کو اپنے شیخ کامل سے بہت پیار تھا۔ اپنے والد ماجد کے ہمراہ اپنے شیخ کریم کی خدمت میں حاضری معمول تھی۔

اخلاق

آپ عالم باعمل تھے۔ ام ذات کا دور و ہر وقت زبان پر جاری رہتا تھا۔ ام ذات میں اس قدر مستغرق ہو جاتے کہ ماسوا کی خبر تک نہ ہوتی۔ آپ عاجزی اور انکساری کا پیکر تھے۔ ایک دفعہ ایک محفل میں کسی نے کہا۔ حضرت، آپ تو دین و دنیا کے بادشاہ ہیں۔ آپ نے جواباً فارسی کا یہ شعر پڑھ کر اسے خاموش کر دیا۔

گر بزم با ایمان ہمسر من سلطان کس
ورنہ بہتر مگ ز من این سخن گویم راست بس

آپ ایک درویش صفت انسان تھے۔ سادگی و عجز و رویشی میں ہسری۔ آپ شریعت مطہرہ

کے سخت پابند تھے۔ اکثر اوقات اپنے خاندان کے افراد کو صوم و صلوٰۃ کی پابندی کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ مرض عکس کے باوجود تہجد باقاعدگی سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ بڑے مستجاب الدعوات اور ریاض تھے۔

لباس و خوراک

سادہ لباس اور سادہ خوراک آپ کی زندگی کا معمول رہا۔ آپ سر پر ٹاڑی ٹوپی اور محل کی دستار باندھا کرتے تھے۔ کھدر کا کرتا اور کھدر کی تہبند استعمال فرماتے تھے۔

حلیہ

شاہ سوار، جسم اور قد آ رہے۔ (۳)

آپ کا قد دراز تھا، جسم دلاکشادہ چٹا، بنی دراز، آنکھیں خوبصورت اور موٹی اور سڈول چہرہ تھا۔

شادی اور اولاد

حضرت خواجہ سید محمد الف شاہ ہمدانی قدس سرہ نے تین شادیاں کیں تھیں۔

پہلی شادی سونابی دختر داؤن شاہ سے ہوئی، جن کے بطن سے تین فرزند ہوئے۔

۱ حضرت سید غلام مصطفیٰ شاہ ہمدانی

۲ حضرت سید غلام حیدر شاہ ہمدانی

۳ حضرت سید زین العابدین شاہ ہمدانی

دوسری شادی دھوک لڑی نزد علاؤل سے تھامی دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعظم خواجہ

فقیر احمد میروی کی ہمشیرہ دنا بی بنت قائم دین سے ہوئی، جن کے بطن سے ایک لڑکا اور لڑکی

پیدا ہوئے۔

۱ حضرت سید غلام مرتضیٰ شاہ ہمدانی

marfat.com

۲ حضرت سیدہ زینب بی ہمدانی

تیسری شادی موہڑہ بچی لال تحصیل و ضلع راولپنڈی سے فرمان بی سے ہوئی، جن کے بطن سے ایک صاحبزادی صالح خاتون پیدا ہوئی۔

حضرت سید غلام مرتضیٰ شاہ ہمدانی کے فرزند ارجمند جناب صاحبزادہ سید منظور الحق شاہ ہمدانی مدظلہ عالم و فاضل ہیں۔ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف سے سند یافتہ ہیں۔ اخلاق عمدہ کے مالک ہیں۔ شیریں گفتار اور مہمان نواز ہیں۔ متشرع بزرگ ہیں۔ آجکل گورنمنٹ ہائی سکول منڈے، ضلع چکوال میں او۔ ٹی ٹیچر ہیں۔

وصال شریف

ایک دفعہ آپ نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی۔ اے اللہ! میرے یوم وصال کو حضرت خولبہ سید محمد حیات شاہ ہمدانی کے یوم وصال کے ساتھ ملا دے۔ دعا مستجاب ہوئی۔

چنانچہ ۲۸ محرم الحرام کو حضرت خولبہ سید محمد حیات شاہ ہمدانی قدس سرہ کے عرس پاک میں شامل ہوئے۔ بعد از دو پہر آپ کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی۔ رات سخت بخار ہوا۔ صبح صادق کے وقت ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۳ء بروز پنجشنبہ اپنی جان جاں آفرین کے سپرد کر کے کو اللہ تعالیٰ حسین کے زمرہ میں داخل ہو گئے۔ اللہ وانا الیہ راجعون ط

جنازہ

آپ نے اپنی زندگی میں ہی حضرت خولبہ احمد میر دی قدس سرہ کے خلیفہ صادق حضرت مولانا احمد نور چاولی رحمۃ اللہ علیہ سے وعدہ لیا تھا کہ اگر میرا انتقال ہو گیا تو میری نماز جنازہ آپ نے پڑھانا ہوگی۔ حضرت مولانا احمد نور چاولی نے فرمایا۔ شاہ صاحب، اگر میں پہلے چل بسا تو؟ آپ نے فرمایا کہ مولانا صاحب مجھے کچھ ایسا ہی نظر آ رہا ہے۔

چنانچہ سخت علالت کے باوجود حضرت مولانا احمد نور چاولی سوار ہو کر تشریف لائے اور آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت مولانا محمد عثمان غنی چاولی کا ارشاد گرامی ہے۔

حضرت سید الف شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ میرے چچا مولانا احمد نور چاولی خلیفہ مجاز خوبہ احمد میروی نے پڑھایا تھا۔ ان کی ایک ہمشیرہ طالع بی جو ناکتہ اور مجذوبہ تھیں، کا جنازہ فقیر نے پڑھایا تھا۔ (۴)

مدفن

آپ کا مزار شریف علاؤل شریف ضلع چکوال کے قدیمی قبرستان میں ہے۔

شاعری

آپ پنجابی اور فارسی میں اکثر شعر بھی کہتے تھے۔ آپ کے اشعار میں حمد باری تعالیٰ، نعتِ رسول مقبول ﷺ، مدح صحابہ کرام و اہل بیت اطہار اور منقبتِ اولیاء کرام کی جھلک نظر آتی ہے۔

خطاطی

فن خطاطی میں بھی آپ کا ایک اعلیٰ مقام تھا۔

کلمہ طیبہ کو خوشخط اور اس طریقہ سے تحریر فرمایا کرتے اگر اسے سامنے سے پڑھا جائے تو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نظر آتا ہے اور اگر اس کی سمت کو تبدیل کر دیا جائے تو علی ولی اللہ برائے ہر مرض دار الشفاء نظر آتا ہے۔

کلمہ طیبہ کو لکھتے وقت آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ (۵)

حواشی

۱ مکتوب حضرت صاحبزادہ سید منظور الحق شاہ ہمدانی بنام مولف مورخہ ۲۵ رجبی ۱۹۹۵ء از منڈے ضلع چکوال۔

۲ مکتوب علامہ محمد عثمان غنی بنام مولف مورخہ ۲۵ رجبی ۱۹۹۱ء از چکوال۔

marfat.com

۳ ایضاً۔ ۴ ایضاً۔
۵ انٹرویو حضرت صاحبزادہ سید محمد منظور الحق شاہ ہمدانی مورخہ ۲۵ جون ۱۹۹۵ء۔

﴿ حضرت مولانا میاں محمد شہاب الدین فیروز پوری ﴾

خاندان اور ولادت

حضرت مولانا میاں محمد شہاب الدین فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ مغل خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے پردادا حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ جید عالم اور کامل و اکمل درویش تھے۔ آپ کے دو بھائی بھی تھے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱ میاں بہاؤ الدین

۲ میاں سجاد

حضرت مولانا میاں محمد شہاب الدین فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ سب سے چھوٹے تھے۔ آپ کا نسب نامہ کچھ اس طرح ہے۔

میاں محمد شہاب الدین بن میاں مہتاب الدین بن بابا نقویں میاں محمد بخش۔ آپ صاحب جاکہ ادا تھے۔ آپ کی ولادت پنڈی بلوچاں ضلع فیروز پور، ریاست فرید کوٹ (اٹلیا) میں تخمیناً ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء کو ہوئی!

معظم آباد شریف حاضری اور بیعت

آپ کی معظم آباد شریف حاضری اور بیعت سے مشرف ہونے کا واقعہ صاحب ہوا معظم کی زبانی سماعت کیجئے۔

میاں صاحب مہالے کی حد تک پابند شرع تھے۔ فرائض اور واجبات کا مذکور ہی کیا، سب غیر مؤکدہ اور مستحب کو بھی فرائض کے برابر واجب اتمیل سمجھتے تھے۔ جس طرح آگ اور تلواریں کسی کا لحاظ نہیں کرتے، اسی طرح امور شرع میں میاں صاحب کی طبیعت کسی رو رعایت،

martat.com

نزی یا رخصت کی قائل نہ تھی۔ اسی وجہ سے ان کی ذات میں ہر کسی سے شک رہنے لگا تھا۔ شریعت کے معاملے میں وہ ہر کسی سے بدگمان رہتے تھے کہ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی خلاف شرع حرکت، بشری تقاضے یا سماجی مجبوریوں کے تحت ہوئی جائے گی۔ لہذا وہ ہر کسی کے ساتھ عقیدت و احترام تادیر نبھانہیں سکتے تھے۔ اس کے باوجود انہیں یہ تصفّی بھی محسوس ہوتی رہتی تھی کہ پیر طریقت کے بغیر انسان مکمل بھی نہیں بن سکتا۔

اب مسئلہ پیر کے انتخاب کا تھا۔ جس بزرگ کا چرچا سنتے۔ وہیں چلے جاتے لیکن مستحب، سنت غیر مؤکدہ وغیرہ کی محض قضاء دیکھ کر متعزّز ہو جاتے تھے۔ پیر کے ایک ایک لمحے پر نگرانی رکھتے تھے اور بد قسمتی سے کوئی نہ کوئی فرو گذاشت نظر آتی جاتی۔ لہذا بے عقیدہ ہو کر پلٹ جاتے تھے لیکن یہی میاں شہاب الدین اتنی شگّی طبیعت اور زود گر یز مزاج کے باوجود بالآخر حضرت معظم آبادی کے حضور پہنچ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مطمئن ہو کر پابند بیعت ہو گئے۔

من کہ دریچ مقامے نزد منیر عشق

پیش تو رخت بظلمد دسر بہادرم

حضرت خواجہ محمد معظم الدین رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر اولیاء اللہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کی ولایت اور قطبیت کی یہی ایک سند کافی ہے کہ میاں شہاب الدین صاحب نے آپ سے بیعت کر لی ہے اور میاں صاحب سے نباہ پل صراط پر چلنے سے کم نہیں! میاں صاحب کی شگّی طبیعت کی دور دور تک شہرت تھی اور مشائخ جب سنتے کہ وہ ارادہ بیعت سے ہمارے پاس آرہے ہیں تو گھبرا جاتے ۲

معظم آباد شریف مستقل قیام اور عطاءِ خلافت

شرف بہ بیعت ہونے کے بعد حضرت مولانا میاں محمد شہاب الدین فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ نے معظم آباد شریف میں مستقل اقامت اختیار کر لی اور اپنے شیخ کامل و اکمل کی حیات پاک میں شب و روز آپ کی معیت میں رہے اور ہر آئندہ لمحے پہلے سے زیادہ مطمئن ہوتے گئے۔ شیخ طریقت کی زیر نگرانی سلوک کی منازل طے کیں اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت کی وفات کے بعد پانچ سال تک مزار شریف کی خدمت کرتے رہے ۳

marfat.com

آپ نگر کی خدمت میں مشغول رہے اور روضہ شریف کی تعمیر میں بھی بھرپور حصہ لیا۔

مراجعة وطن

معظم آباد شریف سے آخریہ شیریشہ توحید و تجربہ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں اپنے آبائی گاؤں پنڈی بلوچاں تشریف لے گئے اور وہاں تعلیم و تدریس اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ میاں صاحب کو اپنے علاقہ میں بہت وقار اور مرتبہ حاصل تھا۔ وہ خود بیعت نہیں کرتے تھے یا اگر کرتے بھی تھے تو بہت کم۔ ان کی وجہ سے فیروز پور کے علاقہ میں خانقاہ معظمیہ کے متوسلین میں خاصا اضافہ ہوا۔ خواجہ آباد ٹوانہ میں آپ کے ایک مرید علی محمد شنبہ (دھوبی) کا علم ہوا۔

حلیہ اور لباس

آپ کا قد درمیانہ اور رنگ گورا تھا۔ چادر اور کرتا کھادی کا زیب تن کرتے تھے۔ سر پر دستار مع ٹوپی باندھتے تھے۔ کندھے پر رومال رکھتے تھے۔

آپ عابد شب زندہ دار تھے۔ طبیعت میں انتہاء درجے کی تیزی بھی تھی اور ایک بے مثل سکون اور ضبط و احتیاط بھی! کسی میں خلاف شرع ذرا سی بات بھی دیکھتے تو خدائی کو تو ال کی طرح فوراً تنبیہ کے تازیانے جست اور فریق ثانی کی طبیعت درست کر دیتے تھے لیکن معاملات طریقت میں اپنے احوال و مقامات کو ہمیشہ پوشیدہ رکھتے تھے۔ کسی کو کبھی اپنے قلب و ذہن کی گہرائیوں میں جھانکنے کا موقع نہ دیتے تھے۔ نوافل و وظائف بکثرت پڑھتے تھے اور خود کو ایک کہنی مقفل قلعے کی طرح دوسروں پر ہمیشہ بند رکھتے تھے۔ میاں صاحب مبالغے کی حد تک پابند شرع تھے۔ آپ ایک مرد کامل اور علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔

احباب

اشرف الشائخ حضرت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ مدفون لالہ موسیٰ کے حقیقی چچا حضرت میاں عبدالخالق فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ نیک اور صالح بزرگ تھے۔ ان سے حضرت مولانا محمد شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی دوستی تھی، جب کبھی معظم آباد شریف سے اپنے وطن

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تشریف لے جاتے تو ان کے ہاں کھائی میں قیام فرمایا کرتے تھے۔

فرید کوٹ ایک سکھ ریاست تھی وہاں قربانی کرنا سخت ممنوع تھا۔ حضرت مولانا غلام قادر اشرفی نے گائے کی قربانی کی تو ان پر ریاستی قوانین کی خلاف ورزی پر مقدمہ چلایا گیا۔ مقدمہ کے دوران حضرت مولانا میاں محمد شہاب الدین فیروز پوری نے ان کو حضرت سائیں کا تو ان دانی سرکار (سائی کرم الہی گجراتی) کی خدمت میں بھیجا۔ مولانا اشرفی سائیں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سائیں جی نے ان کی پشت پر تھکی دی اور فرمایا: ”ایک بار ہائی اور دوسری بار ریاست بدر کرنے کا حکم“ مولانا اشرفی واپس فرید کوٹ پہنچے اور مقدمہ خارج ہو گیا۔ دوسری مرتبہ عید قربان کے موقع پر قربانی کی تو ریاست سے نکل جانے کا حکم صادر ہوا چنانچہ قصور پہنچے اور کچھ وقت وہاں گزارا۔ ایک روز اخبار میں اشتہار نظر پڑا کہ اسلامیہ ہائی سکول الالموی میں ایک مدرس کی اسامی خالی ہے تو لالہ موسیٰ آئے۔ انہر ویو ہوا اور منتخب ہو گئے۔

بیدڑہ شریف تحصیل مانسہرہ کے حضرت مولانا محمد نعمان سے بہت انس تھا۔ اکثر بیدڑہ شریف آمدورفت رہتی تھی۔ حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین مرحوم ساکن درویش، ہری پور ہزارہ خاکسار مولف کے نام ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں:

فقیر اس وقت موضع بیدڑہ تحصیل مانسہرہ میں استاذ العلماء حضرت مولانا محمد نعمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھتا تھا۔ استاد محترم گا ہے بگا ہے غلی باغ شریف تشریف لے جایا کرتے تھے۔ خود مرید تو مولد شریف ضلع سرگودھا کے کسی بزرگ سے تھے۔ وہاں سے ایک بزرگ مولانا شہاب الدین صاحب ہر سال بیدڑہ تشریف لایا کرتے تھے۔ فقیر نے بھی ان کی زیارت کی ہے۔ ۹

وجد

حوالہ معظم کے فاضل مولف لکھتے ہیں۔

حضرت میاں عبدالحمید مکان شریف، کفری ضلع خوشاب نے بیان کیا کہ میاں شہاب الدین صاحب اپنے حجرے میں بیٹھے تھے۔ میں حاضر ہوا، آپ نے دروازہ بند کر دینے کو کہا۔ میں

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نے کنڑی لگادی۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی بات سناؤ میں نے یہ شعر پڑھا
اس شرط پہ کھیلوں گی بیا تھ سے میں بازی
جیتوں تو تجھے پاؤں ، ہاروں تو بیا تیری

میاں صاحب چار پائی پر بیٹھے تھے۔ غلبہ اشتیاق سے بلند ہوئے۔ حجرے کی چھت کے
قریب تک اچھل کر فرش پر گر پڑے، دیر تک تڑپتے رہے۔ رو ٹکٹے کھڑے ہو گئے۔ حواس پراگندہ
ہو گئے اور آپ کے قلب سے یابی یا قوم کی آواز زور زور سے آرہی تھی۔ دیر بعد ہوش میں آئے
تو کہنے لگے یہ احوال میری زندگی میں کسی کو مت بتانا۔

مزاراتِ مقدسہ پر حاضری

حضرت مولانا میاں محمد شہاب الدین کا امیر شریف اور پاک چمن شریف حاضری کا
ثبوت ملا ہے چنانچہ موجودہ سجادہ نشین معظم آباد شریف کا بیان ہے۔

میاں صاحب قدرے خشک مزاج زاہد تھے ایک روز درگہ حضرت خواجہ اجیری رحمۃ اللہ
علیہ میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے کہ ایک ملک صفت آدمی زور زور سے آواز لگاتا ہے کہ ”خواجہ حلوہ پوری
کھلا دے“۔ میاں صاحب کے مراقبہ میں ظلل آتا ہے۔ ان کی منت سماجت کی مگر وہ خواجہ غریب
نواز کا ملک تھا، اسے کیا پروا۔ آخر میاں صاحب تنگ آ کر اٹھے، بازار گئے، حلوہ پوری خرید کر لائے
اور ملک کے ہاتھ پر رکھا فرمایا کھاؤ۔

ملک نے کہا کہ واہ خواجہ حلوہ پوری کھلایا مگر کس موذی کے ہاتھ سے۔ میاں صاحب
کو ندامت ہوئی اور آئندہ کے لئے ایسے حضرات کے معاملات میں دخل اندازی سے توبہ کی!!
آپ کا پاک چمن شریف میں حضرت باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع
پر حاضری معمول تھا۔ ہاں پرانی رہائش تیار کروائی ہوئی تھی۔ حضرت امیر السالکین پیر امیر شاہ
بھیرودی قدس سرہ بھی آپ کے ساتھ قیام فرمایا کرتے تھے۔ ۱۲

حضرت میاں محمد شہاب الدین فیروز پوری کے بعض احوال و کوائف

حضرت میاں محمد شہاب الدین کے حلقہ درس میں جنات بھی شامل تھے۔ ایک جن

marfat.com

طالب علم عبدالرحیم نامی پڑھا کرتا تھا۔ ۱۳

۲ میاں صاحب اکثر اعلیٰ حضرت معظم آبادی کی خدمت میں سرکارِ ابد قرآن مجید کی زیارت کی خواہش کا اظہار کرتے تھے۔ ایک روز خواجہ معظم الدین رحمۃ اللہ علیہ نے میاں صاحب کو فرمایا کہ آج میں رات گھر گزاروں گا۔ آپ میری چارپائی پر لیٹ جانا۔ میاں صاحب نے بے ادبی کا عذر کیا مگر حضرت نے حکم دیا کہ آپ نے ہر حال میں میری چارپائی پر لیٹنا ہے۔ جو نبی آنکھ لگی سرکارِ ختم المرسلین ﷺ نے کرم فرمایا۔ استعدادِ کثرت و دہمی، مطالبہ زیادہ تھا۔ چارپائی سے اچھل کر نیچے گر گئے۔ کافی وقت تڑپتے رہے، کچھ دیر بعد آرام آیا۔ پھر پوری زندگی یہ مطالبہ نہ کیا۔ ۱۴

۳ قادیانی معرکہ لاہور میں معظم آباد شریف کے نمائندہ کی حیثیت سے حضرت جیسید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ نے شرکت فرمائی۔ ۱۵

شادی اور اولاد

آپ کے برادران آپ کو معظم آباد شریف سے اپنے وطن مالوٹ پنڈی بلوچاں ضلع فیروز پور لے گئے اور اپنی برادری میں ایک غنی عورت سے شادی کرائی اور ایک بچی کو تولد ہوئی۔ ۱۶

دورِ غرب وصال

آپ عمر شریف کے آخری دور میں اپنے گاؤں کے قبرستان میں رہنے لگے تھے۔ وہاں کا نمبردار ایک مرتبہ حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میرے والد صاحب بھی اسی قبرستان میں دفن ہیں اور وہ سامنے ان کا مزار ہے۔ آپ مہربانی فرما کر پتہ کر دیں کہ وہ کس حال میں ہے؟ میاں صاحب نے معذرت کی بلکہ صاف منکر ہی گئے کہ میرے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں، میں قبر کے احوال کیسے جان سکوں گا؟ نمبردار نے قرآن پاک آپ کی بھولی میں اور سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا اور اتنی منت سماجت کی کہ میاں صاحب نے تنگ آ کر کہا: کل آکر پتہ کر جانا۔

اگلے روز نمبردار آیا تو میاں صاحب نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص میرے احوال سے واقف ہو لیکن تم نے مجھے اتنا تنگ کیا کہ میں بے ماصولی پر مجبور ہو گیا۔ ساتھ ہی میں نے خدا سے موت

مانگ لی ہے کہ اب اس کے بعد زندہ رہنے کوئی نہیں چاہتا۔ پھر آپ نے فرمایا میں نے تمہارے والد سے ملاقات کی ہے، وہ کہتا ہے اور تو سب معاملہ ٹھیک ہے لیکن فلاں شہر کے فلاں زمیندار سے میں نے گھوڑی خریدی تھی، اس کے اتنے پیسے ادا کر دیئے تھے اور اتنے باقی رہ گئے تھے۔ اس بتائے کی وجہ سے پکڑ ہوتی رہتی ہے۔ اگر وہ رقم میرے وارث ادا کر کے معافی مانگ لیں تو عذاب سے بچ جاؤں گا۔

نمبردار اسی وقت اس شخص کے گھر گیا پتہ چلا کہ وہ خود فوت ہو چکا ہے اور اس کا لڑکا موجود ہے۔ نمبردار نے لڑکے سے واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ میرے باپ نے تمہارے باپ سے کیا کچھ لینا ہے؟ میں والدہ سے پوچھ کر بتاتا ہوں۔ والدہ نے کاغذ کا ایک ٹکڑا لڑکے کو دیا کہ اس پر بتایا لکھا ہوا ہے چنانچہ وہ رقم ٹھیک اتنی ہی تھی جتنی میاں صاحب نے بتائی تھی نمبردار نے بتایا ادا کر کے بہت معافی مانگی اور واپس چلا آیا۔

وصال شریف

اس واقعہ کے بعد ہی آپ نے وصال فرمایا، تاریخ وصال ۲۹ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۳۳ء بروز شنبہ ہے

شرمِ رسوائی سے جا بچھٹا نقاب خاک میں
ختم ہے الفت کی تجھ پر پردہ داری ہائے بائے

مدفن

آپ کا مرقہ انور پنڈی بلوچاں ضلع فیروز پور، انڈیا کے قبرستان میں مرجع خلافت ہے۔ حزار پر پختہ کمرہ بنا ہوا ہے۔ ۹۱ ایک سکہ آپ کی قبر شریف کا مجاور ہے۔ اس کا بیان ہے کہ صاحبِ مدد کال واکسل بزرگ ہیں۔

قطعہ تاریخ وصال

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی ایم۔ اے نے راقم الحروف کی فرمائش

marfat.com

پر تاریخ وفات لکھی ہے۔

ہند بہ جنت از جہان بے ثبات آل شہاب الدین مرد نیک ذات
سال وصلش جست چوں فیض الامیں ہاتھ حق گفت "فخر کائنات" ۱۲

عرس

قیام پاکستان سے قبل آپ کا عرس مبارک ۲۹ ر شوال المکرم نو منعقد ہوتا تھا۔ اب آپ کے بھائی میاں سجاد مرہوم کے پوتے مرزا میاں غلام حیدر صاحب بن میاں دلدار بیگ مرہوم دنو نیانوالی چک نمبر ۳۹ تحصیل صفدر آباد ضلع شیخوپورہ میں ۲۹ ر شوال المکرم کو سالانہ ختم دلاتے ہیں

جانشین

آپ کے جانشین حضرت مرزا میاں غلام حیدر صاحب معظم آباد شریف میں باقاعدہ حاضر ہوتے ہیں۔ راقم الحروف کی ان سے ملاقات ایک عرس مبارک پر حضرت صاحبزادہ محمد معظم الحق محمودی صاحب زید عنایت کی وساطت سے ہوئی۔

قطعات تاریخ وصال حضرت مولانا غلام قادر اشرفی

آپ کے وصال پر حضرت صاحبزادہ سید غلام نصیر الدین نصیر کوڑوی نے کلمہ

قلب خاصا، مطلع ماہ تمام قادر است عالمے سرمست و بے خود شوز جام قادر است
نقشبندی، سہروردی، قادری، چشتی برآں چار سو گسترہ خوان فیض عام قادر است
چچ کس را نیست پیش او مجال سرکشی گردن اہل طفلی زیر حسام قادر است
نیت کے قدرت بہ جہان قدیر برکلام قادراں قادر کلام قادر است
مرحت فرما، کرم گستر، ضیاء آنگن نصیر پیر حیراں عہد قادر بر غلام قادر است

حضرت شریف احمد شرافت نوشاہی سجادہ نشین ساہن پال ضلع گجرات نے یہ تاریخ کلمہ

زائد خوب مولوی زماں عاشق ذات صاحب لولاک
عالم و واعظ و خطیب لیب ہم مجاہد بشرع، بس چالاک

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

طالب خاص شبہ علی حسین ہم مرید ضیاء دین بے باک
سکہ زن شد بجست الفردوس بُرد تشریف ، زیں خطیرہ خاک
موت عالم چون عالم است از فراقش جہاں شدہ غمناک
چون شرافت ز سال رحلت جست گفت ہاتف غلام قادر پاک
۱۳۹۹ھ

ماخذ

- ۱ بیان حضرت میاں غلام حیدر جانشین حضرت میاں محمد شہاب الدین فیروز پوری
- ۲ پروفیسر صاحبزادہ غلام نظام الدین معظم آبادی، حوالہ معظم مطبوعہ مکتبہ جدیدہ پریس لاہور ۱۹۷۹ء، صفحہ ۲۲۱، ۲۲۲
- ۳ ایضاً، صفحہ ۲۲۲، ۲۲۵
- ۴ ایضاً، صفحہ ۲۲۲، ۲۲۵
- ۵ راوی حضرت میاں غلام حیدر، جانشین
- ۶ حوالہ معظم، صفحہ ۲۲۲، ۲۲۵
- ۷ راوی صاحبزادہ عطا الحسن اشرفی، اشرفی فوٹو اسٹوڈیو لالہ موسیٰ
- ۸ راوی ایضاً، حضرت حافظ غلام حسین سیالوی، لالہ موسیٰ
- ۹ مکتوب قاضی شمس الدین مرحوم بنام راقم الحروف مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۸۹ء
- ۱۰ حوالہ معظم، صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶
- ۱۱ مکتوب گرامی حضرت خواجہ غلام جمیل الدین احمد معظمی مدظلہ بنام راقم الحروف مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۹۹ء، از معظم آباد شریف ضلع سرگودھا
- ۱۲ صاحبزادہ عطا الحسن اشرفی، حافظ غلام حسین سیالوی
- ۱۳ ایضاً
- ۱۴ مکتوب گرامی حضرت سجادہ نشین معظم آباد شریف مرقومہ ۲۷ جولائی ۱۹۹۹ء
- ۱۵ مہر خیر، صفحہ ۲۳۸

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۱۶	راوی میاں غلام حیدر، جانشین
۱۷	ہوا المعظم، صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴
۱۸	راوی میاں غلام حیدر، جانشین، ہوا المعظم، صفحہ ۲۲۳، ۲۲۵
۱۹	ایضاً
۲۰	راوی صاحبزادہ عطا الحسن اشرفی، حافظ غلام حسین سیالوی
۲۱	مکتوب صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی بنام راقم الحروف مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۹۸ء از مونیال شریف ضلع گجرات

﴿امیر حزب اللہ حضرت خواجہ سید محمد فضل شاہ جلال پوری﴾

آپ کی ولادت باسعادت ۳/ جمادی الاول ۱۳۱۲ھ مطابق ۳/ نومبر ۱۸۹۳ء کو جلال پور شریف ضلع جہلم میں ہوئی۔ حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہ بڑے خوش ہوئے۔ بشارت نبی کی بنا پر محمد فضل شاہ نام تجویز ہوا۔

قرآن مجید حافظہ اللہ دین ساکن چک شیر محمد سے ختم کیا۔ بیماری کے باعث حفظ نہ کر سکے۔ حضرت مولانا عبدالرحیم (۱) ساکن کڑی شریف سے سکندر نامہ تک فارسی کتب صرف و نحو اور فقہ میں شرح و تالیف کا درس لیا۔ فلسفہ، ادب، عقائد، کلام اور علوم عقلیہ کی تحصیل آپ نے حضرت مولانا فیض الحسن ساکن بھیس ضلع چکوال سے کی۔ صحاح ستہ، فقہ اور باقی علوم نقلیہ دیگر اساتذہ سے پڑھے۔ اس طرح درس نظامی کی تکمیل آپ نے جلال پور شریف میں رہ کر کی۔

حضرت امیر حزب اللہ جلال پوری قدس سرہ کے جدِ اعلیٰ محبوب سبحانی حضرت خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ صرف ایک کرامت تحریر کی جاتی ہے۔

موضع نجدی ضلع چکوال کے رسالدار حیدر خان ولد محسن علی جو کہ حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ اس وقت گورنمنٹ برطانیہ کی فوج میں ملازم تھے، ان کے بھائی صوفی فضل احمد جو کہ اس وقت ٹڈل پاس کر کے پٹوار کا کورس کیا اور ملازمت اختیار نہ کی بلکہ یاد الہی اور اپنے مرشد کریم کی غلامی میں اپنی پوری عمر گزار دی۔ رسالدار حیدر خان جو کہ صوفی فضل احمد کے حقیقی برادر تھے، خدا ترس، غریب پرور اور سخی آدمی تھے چونکہ اس وقت معاشی تنگی تھی۔ ہر طرف غربت کا دور دورہ تھا۔ اپنے گاؤں اور مضافات کے لوگوں کو انہوں نے فوج میں بھرتی کرایا اور کچھ چیدہ چیدہ لوگ اب بھی گاؤں میں موجود ہیں اور رسالدار صاحب کو نیک دعاؤں سے یاد کرتے ہیں۔

ان کا ایک پڑوسی غریب تھا جس کے بچے کا نام فضل دین تھا۔ اس کا قد ساڑھے چار فٹ

martat.com

کے قریب تھا اور فوج میں بھرتی ہونے کا اہل نہ تھا۔ اس وقت رسالدار صاحب سیالکوٹ چھاؤنی میں نائب صوبیدار تھے۔ آپ نے اس کو فوج میں بھرتی کروادیا اور ساتھ ہی کہا کہ اگر بیمار ہو جاؤ تو ہسپتال علاج کے لئے نہ جانا۔ وہ بیمار ہو گیا اور ہسپتال چلا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے پوچھا کہ آپ کو کس نے بھرتی کروایا ہے۔ مذکور نے رسالدار حیدر خان کا نام لیا۔ ڈاکٹر آگے بگولا ہو گیا اور اس نے افسران بالائیک شکایات کیں جس کے نتیجے میں رسالدار صاحب کی جینی ضبط کر لی گئی اور مقدمہ شروع ہو گیا۔ آپ کے بھائی فضل احمد ہر جمعہ کو پیدل چل کر جلال پور شریف اپنے مرشد کریم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دعا کراتے کہ میرے بھائی پر مقدمہ چل رہا ہے، دعا فرمائیں کہ یہ مصیبت ٹل جائے۔ آپ اکثر فرماتے، صوفی صاحب فکر نہ کریں، آپ کے بھائی کو کچھ نہیں ہوگا اور یہ ریت کے رستے بنا رہے ہیں۔ نچھدی سے جلال پور شریف کا فاصلہ ۵۰ کلومیٹر کے قریب ہے۔

آپ صوفی صاحب سے فرماتے کہ آپ کا بھائی ان شاء اللہ تعالیٰ رسالدار بنے گا اور اس کو جاگیر بھی ملے گی۔ صوفی صاحب اکثر محفلوں میں ذکر کرتے کہ لوگ کہتے ہیں کہ تمہارا بھائی قید ہو جائے گا لیکن میرے مرشد کریم کا فرمان ہے کہ وہ رسالدار بھی بنے گا اور جاگیر بھی ملے گی اور حضرت محبوب سبحانی جلال پوری کی کرامت سے ایسا ہی ہوا۔ آپ کو مقدمہ سے باعزت بری کر دیا گیا اور ضلع ساسی وال میں چالیس ایکڑ زمین الاٹ ہوئی اور ایک ڈبل بیرل گن ہینچمن کی بنی ہوئی دی گئی جو تاحال رقبہ اور گن ان کی اولاد کے پاس موجود ہے۔

صوفی فضل احمد کو اپنے مرشد کریم سے بے پناہ محبت تھی بطور مثال صرف ایک واقعہ قلمبند کیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ موضع ساہج جو ڈیال کے نزدیک اور نچھدی سے تقریباً ۱۳ کلومیٹر شمال کی طرف واقع ہے۔ جلال پور شریف کی لنگر کی گانیں خادم لے کر آئے اور نچھدی میں صوفی فضل احمد کے پاس قیام کیا۔ ان کے والد ماجد میاں محسن علی چونکہ اس وقت اس علاقے کے پنواری تھے اور یہ گھرانہ خوشحال تھا۔ آپ کو اپنے مرشد کریم سے اس قدر عقیدت تھی کہ آپ نے گانیں کے لئے حلوہ تیار کرایا اور ان کے نیچے تلائیں بچھائیں اور اوپر رضائیاں ڈالیں۔ ساری رات ان کی

marfat.com

ناگوں کو دباتے رہے کہ یہ میرے مرشد کریم کا مال مویشی ہے۔

اس حرکت پر ان کی والدہ ماجدہ نے کہا کہ تم پاگل ہو گئے ہو، اس طرح کیوں کر رہے ہو؟ صوفی صاحب نے جواب دیا کہ یہ میرے مرشد کریم کی گائیں ہیں جو آج میرے گھر مہمان ہیں۔ ان کی مہمان نوازی میرے لئے بہت بڑی سعادت ہے کہ مجھے ان کے مال مویشی اور ان کے درویشوں کی خدمت کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

صبح جب روانگی ہوئی تو آپ الوداع کرنے ھکلو میٹر جو مقام (نور شاہ غازی) المعروف ”بیر کندھ“ ہے، تک ساتھ گئے اور بہت عاجزی سے معذرت چاہی اور عرض کی۔ میرے مرشد کریم کے حضور عرض کرنا کہ میری حقیری خدمت قبول فرمائیں۔

یہ ہے مقام عشق

صوفی نور عالم شمس پوری لکھتے ہیں۔

از مولوی محمد عبدالرحیم ساکن کڑی والدہ استاد صاحبزادگان سلیم الرحمن نقل دارم کہ گفتہ کہ من بارہایا ز مودم حضرت غریب نواز را علم لدنی بود چہ از ہر علمیکہ کسے سوال کردی جواب شانی و کافی شنیدی و با وجود آنکہ در ظاہر بجز علم نظم و فقہ و صرف از استاد نخواہد اند و جواب از ہر علم می داوند، معلوم کردیم کہ حضور را علم لدنی است۔

حضرت محبوب سبحانی جلال پوری کے وصال شریف پر ملک محمد شکیدار جہلم مرید خاص حضرت میاں محمد بخش جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کھڑی شریف نے درج ذیل مرثیہ رقم کیا

جانم بلب رسید و جہانم خراب شد	آں روئے ہچو ماہ بزر نقاب شد
آں ذوالفقار نیدر کزار مرتضیٰ	با آب و تاب ماند کہ با آب و تاب شد
آں عارف یگانہ و فرزند مصطفیٰ	آں مقتدائے مآثر پور تاب شد
تاریک شد جہاں چشم نظر دراں	پنہاں بزر خاک چو آں آفتاب شد
عمر عزیز خویش بشغل عزیز داد	دریاد حق بماند براہ ثواب شد
گزشتہ دے چہ مریدان باصفا	آہ ایں چہ سوز بود کہ دلہا کہاب شد

marfat.com

شاہزخت چو ماہ مپوشاں، ز بیدلاں
با داز حق مظفر شاہ جانشین تو
اے شہسوار ددائے عقبی آہستہ راں
اے تشنگان منزل فرقت چہ سرزیند
آہ ایں چہ ماتم است بحضرت جلال پور
درداد حسرتا و درینا ہزار حیف
ہر خادم و مطیع تو اندر رضائے حق
سُن بودیک ہزار و سہ صد بست و شش تمام
ہے ہے ملک چراندہ رسیدی بخدش
اے چشمنہ حیات سرا سرب شد
لخت جگر جناب رسالت آب شد
آں پیشوا و پیشرو ماشتاب شد
ہاں منکر جناب تو زیر عتاب شد
چوں رحلت جناب بعالی جناب شد
ایں وقت تک بود کہ ختم خواب شد

حضرت محبوب سبحانی جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کثیر الفیضان بزرگ تھے آپ کے خانقاہی مرکز سے بے شمار لوگوں نے روحانی تربیت پائی، جن میں شعراء، امراء، رؤساء، علماء، دانشور، ادبا اور روحانی لوگ شامل ہیں۔ آپ نے سلسلہ چشتیہ کی خوب اشاعت کی۔ آپ کے خلفاء کی تعداد بھی کافی ہے۔

ذحوک قاضیاں علاقہ تخت پڑی ضلع راولپنڈی میں آپ کے ایک نہایت مخلص اور عاشق مرید و خلیفہ حضرت قاضی احمد حسن چشتی المعروف قاضی احمد جی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے ہیں جو بیک وقت عالم و فاضل، شاعر، مصونی، باصفاء، مدرس اور معتمد تھے۔

حضرت قاضی احمد جی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی آپ کے فارسی ملفوظات و نجات الکھوب جلد اول شائع کرائے۔ کرامات الکھوب (فارسی) اور مقامات الکھوب (فارسی) آپ کے کتب خانہ میں قلمی صورت میں محفوظ ہیں۔

صاحب نجات الکھوب حضرت مولانا مصونی نور عالم شمس پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبد الرحیم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ساکن کڑی شریف ضلع جہلم سے نقل کرتے ہیں۔

پنوار میں سے جو بھائی آیا کرتے تھے، اُن میں سے حضرت محبوب سبحانی جلال پوری، قاضی احمد حسن صاحب ساکن تخت پڑی کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے اور ارشاد ہوتا یہ شخص

ولیر اور صاحب اعتقاد ہے اور امیر خسرو کی طرح اپنے پیار کے نام پر عاشق ہے۔ صاحب مروت ہے اور کتاب گزار حیدری جو قاضی صاحب نے طبع کرائی تھی۔ حضرت غریب نواز قدس سرہ العزیز کی نظر کیا اثر سے گزری تھی۔ قاضی صاحب کی ہمت اور ان کے اعتقاد سے بڑے خوش ہوئے اور دعائے خیر سے یاد فرمایا۔

آپ نے دھوک قاضیاں میں وفات پائی اور مدفن پاک مرجع خلافت ہے۔

حضرت محبوب سبحانی جلال پوری کے وصال شریف کے بعد حضرت خواجہ سید محمد مظفر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسند سجادگی کو رونق بخشی۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸۲ھ میں جلال پور شریف ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مولوی قطب الدین ہرنپوری سے حاصل کی پھر قاضی احمد شاہ پڑھیا لوی سکند پھنڈیال ضلع چکوال اور مولوی حید الدین سکند کدھچی (موبزہ شریف) ضلع چکوال سے علی التواتر درسی کتب پڑھیں۔ آپ علوم ظاہری کی پورے طور پر تکمیل نہ کر سکے تھے مگر جس شخص نے آپ کی زیارت کی ہے اور آپ کی قوت بیانی، مدلل طریق گفتگو اور برکت و با محاورہ فقرات کا استعمال کرنا سنا ہے وہ آپ کی علمی قابلیت کی داد دینے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ اعلیٰ ترین دماغی قابلیت کے فرد تھے اور فن عمارت اور انجینئرنگ میں آپ کو قدرتی طور پر حظ وافر حاصل تھا جس کا تین ثبوت انگریز شریف کی سر بفلک عمارات سے مل سکتا ہے جن کے نقشے آپ نے خود اپنے ہاتھ سے تیار کئے۔ آپ خدائی رعب و جلال کی زندہ تصویر تھے۔ طاقت جسمانی میں رستم ثانی، نہایت تنومند اور خوش جمال تھے۔ توکل و استقامت اور استغناء آپ کو درش میں ملا تھا۔

آپ کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ العزیز سے تھی۔ صرف مسند خلافت حضرت محبوب سبحانی جلال پوری قدس سرہ سے ملی تھی۔ حضرت خواجہ سیالوی کی آپ پر نظر خاص درجہ غایت تھی اور جب کبھی حاضر ہوتے، آپ نہایت محبت اور شفقت کا برتاؤ فرماتے۔ آپ اپنے اعتقادات میں نہایت مستحکم تھے اور صاف گوئی میں تو آپ کی مثال بالکل عفت تھی۔ سوائے ذات احکم الحاکمین کے کسی کا خوف یا ذرا آپ کے غیور اور چٹان کی طرح مضبوط طبیعت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ کی وفات، حسرت آیات ۲۹/ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ کو ہوئی۔ مزار شریف جلال پور شریف میں مرجع خلافت ہے۔

marfat.com

ماہنامہ صوفی پنڈی بہاء الدین کے مدیر شہیر ملک محمد الدین مرحوم نے آپ کے وصال پر درج ذیل تعزیتی ادارہ یہ قلمبند کیا۔

حضرت خواجہ محمد مظفر علی شاہ صاحب سجادہ نشین جلال پور شریف کا انتقال

آسمانِ راقی بود گر خوں بہ بارِ برز میں

بر وصالِ شاہ مظفر دیں امیر المؤمنین

یہ آفتاب کشور صدق و صفا آسمانِ ولایت و طریقت پر تیرہویں صدی ہجری کے آخری ربیع میں طلوع ہوا۔ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ غریب نواز سید غلام حیدر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ آپ کی پیدائش سے بہت پہلے سیال شریف کے شمس جہان تاب کی شعاعوں سے منور ہو چکے تھے گویا آپ کو اس نورِ عالمِ افروز کا حصہ قدرت نے پیدا کئی عطا فرمایا تھا۔ آپ کی پیدائش سے پہلے حضرت غریب نواز کی زندگی بڑی عسرت و تنگدستی سے بھری ہوئی تھی لیکن اس مولودِ مسعود کی ولادت کے ساتھ ہی مصیبت کے دن جاتے رہے اور آپ کی حیات کا وہ مبارک دور شروع ہو گیا جب سے فتوحاتِ دینی و دنیوی کی کمایت آپ کو حاصل ہوئی۔ آپ بڑے بااقبال، بانصیب اور طالع درختے۔ بچپن سے ہی خدا نے ایسی فہم و فراست عطا فرمائی کہ بڑے بڑے معرّ آپ کی باتوں کو حیرت و استعجاب سے سنتے تھے۔

بالائے سرش ز ہوشمندی

می تافت ستارہ بلندی

آپ کی تعلیم و تربیت حضرت قبلہ عالم نے اپنی نگرانی میں مختلف استادوں کی معرفت کرائی اور جلد ہی آپ نے فارسی و عربی کی درسی کتابوں پر عبور کر لیا۔ اس زمانہ میں بھی آپ کے زہد و تقویٰ کا وہ پایہ تھا کہ بڑے بڑے مرتاض بزرگوں کو کئی کئی سال کی محنت سے وہ مرتبہ نصیب نہیں ہوتا ہے۔ سچ ہے۔

آپ دریا ش تا بسینہ بود

بچہ بطا اگر شینہ بود

آپ نہایت وجہ اور شدہ زور تھے۔ اعلیٰ نسل کے گھوڑے رکھنے اور سواری کا آپ کو بہت

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شوق تھا، اسی شوق نے جوانی میں آپ کو اعلیٰ درجہ کا شہسوار بنا دیا۔ جب آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تو حضرت صاحب غریب نواز نے آپ کو سیال شریف بیعت کے لئے بھیجا۔ حضرت خواجہ شمس العارفین نے مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ یہ سید سپاہی مرد ہے، میں اس کے جلال سے ڈرتا ہوں پھر آپ نے بیعت فرمایا اور فیوض باطنی سے مالا مال کر دیا۔

حضرت قبلہ، عالم کے صحن حیات میں لنگر شریف کا انتظام، مہمانوں کی خدمت، خریدار ضیاء، تیاری مکانات آپ کی نگرانی میں ہوتی تھی۔ لنگر کا وسیع باغ، سر بفلک مہمان خانے، عالی شان بنگلے، قابل دید زندہ یادگاریں موجود ہیں جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ بڑے عرسوں پر ہزار ہا مخلوق کا اجتماع ہوتا تھا مگر آپ کے حسن انتظام کا ایک کرشمہ تھا کہ کسی شخص کو بھی شکایت کا موقع نہ ملتا تھا۔

۶/ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ ہجری المقدس کو حضرت قبلہ عالم سید حیدر علی شاہ کے وصال پر آپ سجادہ نشین ہوئے جس خوبی اور خوش اسلوبی سے آپ نے اس بارگراں کو اٹھایا اور آخر وقت تک نبھایا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ آپ بڑے فیاض، حلیم الطبع، پابند سنت، غیور اور خدا ترس تھے۔ صوم و صلوة و دیگر شعائر اسلامی کے سختی سے پابند تھے چنانچہ اب کے رمضان میں باوجودیکہ حکماء نے مرض ملحقہ میں روزے رکھنے سے قطعاً روک دیا تھا مگر جناب نے صوم کو افطار پر ترجیح دی۔ یوم وصال سے چند ایام پیشتر جناب اشد امراض کی وجہ سے نہایت نحیف ہو گئے تھے اور خود کو ٹ بھی نہ بدل سکتے تھے لیکن معمولی ورود و وظائف کی تلاوت نہ چھوڑی۔ وصال سے تین دن پہلے جب خود قرأت کی طاقت نہ رہی تو رجبہ عباس خان خادم خصوصی سے پڑھوا کر سن لیتے۔

وصال سے پندرہ بیس دن پہلے صاحبزادہ محمد مہر شاہ صاحب شکار کو تشریف لے جانے لگے۔ آپ اس وقت راضی تھے اور چل پھر سکتے تھے لیکن آپ نے ان کو یہ کہہ کر اجازت دینے سے انکار کر دیا کہ میرے انتقال کا وقت قریب ہے آخر ولی عہد سجادہ کی کمزور سفارش پر آپ کو اجازت تو مل گئی لیکن جلدی خاص آدمی بھیج کر واپس بلا لئے گئے۔ اس وقت کسی کو آپ کی ظاہری حالت سے ایسی اچانک موت کا وہم بھی نہ تھا۔

۲۹/ ربیع الثانی کو جمعرات کے دن بعد نماز ظہر آپ نے وصال فرمایا اور دوسرے دن بعد

marfat.com

از فراغت نماز جمعہ آپ کا جنازہ پڑھایا گیا۔ خلقت کا اس قدر ہجوم تھا کہ راقم نے اپنی زندگی میں اس قدر اثر دہاں کسی جنازہ پر پہلے نہیں دیکھا۔

حاجی فضل الدین صاحب ملک التجار ہرن پور جو ایک مخلص نرید ہیں اور اپنے کاروبار پر جلال پور شریف سے بہت دور گنجیال انشیشن پر تھے۔ ان کو گھر سے آپ کے وصال کی خبر دی تا رہی گئی۔ اس وقت گاڑی کا کوئی وقت نہ تھا اور آپ کا آخری زیارت کے لئے پہنچنا بالکل ناممکن تھا۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ تھوڑی دیر بعد ہزار لفظیٹ گورنر بہادر پنجاب کی سیکش نرین وہاں آنکلی۔ اس گاڑی پر پبلک کے کسی آدمی کو سوار ہونے کی اجازت نہیں ہوتی لیکن حضرت صاحب کی باطنی توجہ یہاں بھی کام کر گئی اور آپ بریک میں سوار کر لئے گئے۔ اب آپ کو یہ فکر تھی کہ گاڑی نے ملکوال سے پہلے کسی جگہ ٹھہرنا نہیں تھا اور ملکوال اتر کر تھوڑے فاصلے سے ازل کسی صورت پہنچ نہ سکتے تھے۔ خدا کی مہربانی سے دریائے جہلم کا ٹیل جو ہرن پور کے قریب ہے، وہ مرمت ہو رہا تھا۔ گاڑی کی رفتار وہاں بہت دھیمی کر دی گئی۔ آپ اتر پڑے اور ہرن پور سے خاص ٹانگہ پر جو پہلے ہی تیار کھڑا تھا، سوار ہو کر عین اس وقت پہنچے جبکہ صندوق بند ہو کر پیچہ زمین ہونے لگا تھا گو جنازہ پڑھا جا چکا تھا لیکن اپنے خلوص اور حضرت قبلہ کی توجہ سے آپ کو آخری دیدار سے محروم نہ رہنا پڑا۔ اٹھو اے

کشتے کہ عشق دارد مگذارت بد نیساں

بجنازہ گر نیائی ہزار خوانی آمد

اب آپ کے فرزند اکبر حضرت ابوالبرکات سید محمد فضل شاہ صاحب سلمہ ربہ جادہ نشین ہوئے ہیں۔ خدا آپ کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلائے اور آپ کے وجود ہا جو دے مسلمانوں کو عموماً اور برادران طریقت کو خصوصاً مستفیض ہونے کا موقع عطا فرمائے۔ (احقر محمد الدین الیڈیز صوفی)

صاحب مقامات المحبوب (فارسی) رقمطراز ہیں۔

صاحبزادہ مظفر شاہ صاحب دام برکاتہ کہ مجتہد باغت و حکیم دور گوش راستے خلوت نشین است و از وقت نابالغی بسبب فراست جبلت قوامی اوزار فکر و عمارات از سر حضرت محبوب سبحانی سبک

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کردند و در مشورہ امورات ظاہر مدار کا تمام بدیشان مغض شد و در پردہ امیرے سلوک راہ درویشے طے کردہ مستحق سجادہ پرے شدہ اند۔

آپ کے وصال پر بے شمار شعرا نے قطعات تاریخ وصال رقم کئے۔ چند تاریخ وقات درج ذیل ہیں۔

قطعة تاریخ

وصال حضرت خواجہ محمد مظفر علی شاہ صاحب قدس سرہ

(نتیجہ طبع محمود حسن صاحب محمود انہما زوی تلمیذ حضرت مفتومہ راسی)

جہاں سے گئے ابن حیدر علی شاہ طپاں مرغ دل ہے پریشان ہے خلقت
خدا کر کے محمود پائے فنا تو مظفر علی آہ! لکھ سال رحلت

۱۳۳۵ھ

تاریخ وقات

قطب الاقطاب جناب سید محمد مظفر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ سجادہ نشین جلاپور شریف
(از جناب سید عبدالقدوس صاحب قدسی، شقدار، نیکل، مالور، کولار)

آں مظفر علی شہ اعظم	جائیں جناب حیدر شاہ
بود شہزور و شہسوار اہم	صاحب بخت و صاحب دولت
تایع حکم خالق اکرم	بود پابند سنت نبوی
بود مہمان نواز اُد ہر دم	بود پشت و پناہ مسکیناں
محرم راز خالق عالم	کاحف سر معرفت بود
شد درخشاں چوں نیر اعظم	کرد بیعت ز شمس عارف چوں
شدرواں زود زود اُد عظیم	مژدہ وصل چوں زحق آمد
شد ز عالم پافاں از غم	چوں ز دنیا سوسے بنان رفت
مسجد و حوض و چاہ و گلشن ہم	نست مہمان سرائے عالیشان
یادگار مظفر اعظم	در میان جلال پور شریف

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بہر سال وصال اے قدسی
از برائے ہدایت ملکوت
گفت رضوان بمن بیاں کردم
شد مقامش بخت چنم

۱۳۳۵ھ

ایضاد دیگر

جناب مخزن عرفاں مظفر
ازیں دار فاسوئے جاناں شد
علی شاہ صاحب خلق و معظم
ولی اللہ شدہ زں دارِ غم
بصد افسوس قدسی گفت سالتش
بفرمان خداوندِ دو عالم

۱۳۳۵ھ

ایضاد دیگر

ازیں دنیا سوئے جنت سفر کردہ
برائے سال و صلش قدسیا اکتوں
مظفر شاہ عالی الفضل و اکرم
ولی شدہ داخلِ فردوس میگفتم

۱۳۳۵ھ

قطعات و وفات حضرت قبلہ مظفر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(از نتیجہ فکر خادم اشعراء حاجی مرزا سید محمد خاں میر خشی صدر راو پٹنڈی)

قطعهء اول

قضا ابن حیدر علی شاہ نے کی
لکھیں معجزہ میں یہ تاریخ حاجی
زمانہ ہوا مابلِ گریہ و آہ
چھپے ہم سے نے نے مظفر علی شاہ

۱۳۳۵ھ

قطعهء ثانی (بہ صنعت عجیبہ)

کہتی یہ نکلی شاہ مظفر علی کی روح
تاریخ پوچھی وقت نماز جنازہ جب
خالی ہوا جہاں فدائے روف سے
پیہم صدایہ کان میں آئی سفوف سے
مضروف کر کے دیکھے ہمسر حروف سے
پائے ملال و رنج ویکا اشک و آہ کو

۳۰ ۱ ۲۰ ۵

marfat.com

۱۳۳۵ھ جری المقدس

۳۰ ۳ ۱ ۲۰ ۵

۹۰۰ ۹ ۱ ۳۰۰ ۲۵

قطعہء تاریخ وصال حضرت خواجہ محمد مظفر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(از ماسٹر محمد عبداللہ محسن لاہوری)

پوں گلِ باغِ صفادر پرده خُده جتو میکرو پبلل کو بہ کو

نعرہ ہامیزو کہ پُرم از کدام عاشق مولیٰ ز دُنیا رفت کو

۱۳۳۵ھ جری المقدس

حضرت امیر حزب اللہ خواجہ سید محمد فضل شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی کی

الاتعداد شعراء نے تاریخیں تحریر کیں۔ بعض تاریخیں ہدیہء قارئین ہیں۔

تاریخ تہنیت سجادہ نشینی

قدوة السالکین زبدۃ العارفین مولانا ابوالبرکات حضرت سید محمد فضل شاہ صاحب جلال پور شریف

دام ظلہ

(از جناب سید عبدالقدوس صاحب قدسی۔ شہدار۔ ٹیکل۔ مالور۔ کولار)

آں محمد فضل شاہ باصفا سید ما پیشوائے اصفا

راز دان و واقف سز خدا قطب عالم رہنمائے صوفیا

عارف حق قطب الاقطاب زماں تابع فرمان حق جل و علا

حائے دین نبی از جان و دل مائی شرک است او صبح و مسا

لحظہ لحظہ روز شب شام و پگاہ ذکر حق از دل نشد ہرگز جدا

مختصر داں ذات پاک آنجناب مٹھت از نملہ اوصاف علا

باد وجود عز و دولت از پدر رتبہ الفقر فخری خُده عطا

در جلالی پور سجادہ نشین شد کنوں آں محرم سز خدا

مسبب شای فقیری یکدگر شد مزین از محمد فضل شاہ

ہر کہ آمد برد در فیضان تو می رود از خوش حصول مدعا

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یا الہی از طفیلِ فضل شاہ
سالِ اسِ سند نشی من رقم
حاجتِ دنیا و دینِ من روا
حاشین شد قطبِ وقتِ اے قدسا

۱۳۵۳۵

ایضا دیگر

بفضلِ خدا فضل شاہ قطبِ انتظام
محلِ گلشنِ باغِ حیدر علی شاہ
کہ اوست سرتاجِ بر شمع و ہر شاپ
چراغِ سرایِ مظفر علی شاہ
مہ آسمانِ سیادتِ درخشاں
منور ز نورِ حقیقتِ دلِ شاہ
چوں شد نوزدہ سالِ عمر ہمایوں
شدہ زائرِ بیتِ خلاقِ پیوں
کہ بعدِ محمد مظفر علی شاہ
خلافتِ بدو شد مقررِ دلِ آگاہ

مگو سالِ سند نشی زیاراں

شدہ حاشین قطبِ دس ہلِ عرفاں

۱۳۵۳۵

خاکسار مولف نے کسی دورِ سعید میں حضرت سید غلام مصطفیٰ شاہ خالد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے مشاہیر کے متعلق تاثراتی خاکے قلمبند کرائے تھے۔ حضرت امیر حزب اللہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کے تاثرات من و عن بدیہ و قارئین ہیں۔

آج سے چالیس سال پہلے کی بات ہے، میں ابھی نو جوان تھا، داڑھی مونچھ کا آغاز نہیں ہوا تھا لیکن بیعت ہونے کا جذبہ پورے جو بن پر تھا۔ فطرتاً اپنا صحیح پیرومرشد تلاش کرنے کی ہر لمحہ جستجوئی اور وسیلہ یا پیر نہ پکڑنے کو نہیں بہت بُری بات تصور کرتا تھا۔ میری برادری کا ایک عظیم انسان سید غلام مرتضیٰ شاہ صاحب تحصیل کہوٹہ کے بڑے مقبول عام، بردل عزیز، انصاف پسند تحصیلدار تھے۔ وہی مجھے ضلع راولپنڈی میں لانے کا باعث بنے۔ اُن کا اصل وطن ضلع سیالکوٹ کا ایک معروف گاؤں گھانوالہ تھا۔ میرا گاؤں بھی ان کے قریب ہی تھا۔ صرف ایک میل دور موضع دلا کے تحصیل سپروڈاک خانہ پھلورہ ضلع سیالکوٹ میں واقع تھا۔ یہ میں نے اس لئے رقم کر دیا ہے کیونکہ اول سے لے کر سال ۱۹۸۳ء تک میری تمام سیاسی زندگی راولپنڈی سے وابستہ

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تھی تاکہ قارئین کرام کو یہ جاننے میں آسانی ہو کہ میرا اصل وطن ضلع سیالکوٹ تھا۔ میں اُس زمانے میں پنواری حلقہ کوہستان تھا چونکہ میں فطرتاً ایک صحیح العقیدہ خفی المذہب مسلمان تھا، اس لئے میں اپنی چھوٹی عمر میں بیعت کرنے اور اصلی پیری تلاش میں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اور نوتے جاتے ہر لمحہ یہی پاکیزہ خیال میرے دل میں چکیاں لیتا تھا کہ خداوند تعالیٰ میری رہنمائی فرمائے اور میری قلبی خواہش پوری فرمائے۔

یوں تو میں مشائخ عظام اور علمائے کرام کا عقیدہ ادب و احترام کرتا تھا مگر اصل پیری تلاش کے جذبے نے مجھے دیوانہ بنا رکھا تھا اور میں ہر کسی سے یہ پوچھتا رہتا تھا کہ تمہاری بیعت کہاں ہے؟ تم کس پیر کے مرید ہو، تم نے اپنے پیری کون سی کرامت دیکھی تھی؟ جس کی وجہ سے تم حلقہ مریدی میں داخل ہوئے وغیرہ وغیرہ۔

ایک حسین خواب تھا جو میں نے دیکھا جب آنکھ کھلی تو پیر پکڑنے کا جذبہ پہلے سے سوا تھا۔ ایک رات میں مجھ کو خواب تھا، میں نے چشم خود دیکھا کہ ایک بزرگ شاداب گٹا جنگل ہے اور میں اس گھنے جنگل میں ٹانگ ٹوٹیاں مار رہا ہوں مگر گھنے جنگل میں پھنسنا ہوا ہوں، بچہ گھبراہٹا ہوا ہوں، پسینے میں شرابور ہوں اور خونخوار درندے دیکھ رہے ہیں مگر راستہ نہ ملنے کی وجہ سے بہت پریشان ہوں اور خدا تعالیٰ سے رہنمائی کی بھیک مانگ رہا ہوں۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خونخوار شیر میری طرف آ رہا ہے۔ جب میری نظر شیر پر پڑی تو میں نے جان لیا کہ اب میری زندگی مشکل ہے۔ شیر جو آ رہا ہے، یہ مجھے قہراً اجل بنالے گا اور کھا جائے گا۔ اس گھنے جنگل میں مجھے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ میری موت کا تماشا دیکھنے والا ابھی کوئی نظر نہیں آتا۔ اسی پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں شیر میرے قریب آ نکلا تو میرا خون منجمد ہو گیا، مجھے چلنے کی ہمت نہ تھی تو شیر میرے سامنے آ نکلا تو میری آنکھیں بند ہو گئیں اور مجھے ہانپنے یا کانپنے کی ہمت بھی نہ تھی۔ اس وقت میں یہ سوچ رہا تھا کہ خدا معلوم یہ بھوکا شیر میرے جسم کے کون سے حصے کو پہلے کھائے گا تو چند لمحات کے سکوت کے بعد جب مجھے آنکھیں کھولنے کی ہمت ہوئی تو میں نے چشم خود خواب میں دیکھا کہ وہ شیر میرے بوٹ چاٹ رہا ہے۔ مجھے اس سے قبل بوٹ چاٹنے کا منظر دیکھنے کا اس لئے احساس نہ ہوا۔ ایک تو میری آنکھیں بند تھیں دوسرے میرے پاؤں بوٹ کے اندر محفوظ تھے اس لئے چہ نہ

چلا۔

اس بھیا تک منظر کے دیکھنے کے بعد بھی مجھے یہ قطعی امید نہ تھی کہ شیر مجھے نہیں کھائے گا؟ مگر ہوائیوں کہ اپنی جان بچانے کے لئے مجھ میں ایسی جسارت پیدا ہوئی کہ میں نے شیر کے دونوں کان پکڑ لئے اور اس کی کمر پر سوار ہو گیا اور گھنے جنگل میں چل پڑا اور اس پر سہا ہوا بیٹھا ہوں۔ یہ سوچ رہا ہوں کہ خُدم معلوم کون سی جگہ لے جا کر یہ شیر مجھے لقمہ اجل بنا لے گا۔ اس لئے میں شیر کی کمر پر بیٹھا ہوں اور مضبوطی سے اُس کے کان پکڑ رکھے ہیں جس طرح اچھا سوار گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور مضبوطی سے لگام تھام رکھی ہوتی ہے۔ میری خاموشی اور عدم چھینچھاز کے بغیر شیر آہستہ آہستہ چل رہا ہے تو نئے سرے سے زندگی کی امید پیدا ہو گئی۔ شیر چلتے چلتے ایک منجبان آباد قصبے میں داخل ہوا اور گھٹیوں میں اوپر کی جانب شیر چڑھتا گیا۔ آبادی کو دیکھ کر میرا حوصلہ بلند ہوا، تو شیر روضہ انور کے وسیع محن میں داخل ہوا۔ میں نے پوچھا، یہ کون سی جگہ ہے تو ہجوم نے جواب دیا، یہ جلالپور شریف ہے جو پہلے جلالپور کیکناں کہلاتا تھا۔ سامنے ہجوم تھا، بہت سے لوگ بیٹھے تھے وہ شیر دوزانو ہو کر چند گز کے فاصلے پر بیٹھ گیا اور میں نے کان چھوڑ دیئے اور شیر کی کمر سے اُترتا تو دیکھا کہ سامنے ایک نورانی چہرہ والے بزرگ تشریف فرما ہیں۔ میں نے ہمت کر کے ہجوم سے پوچھا۔ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو انہوں نے بعد ادب و احترام جواب دیا۔ یہ قبلہ عالم پیر سید حیدر علی شاہ صاحب سجادہ نشین ہیں۔ جنہوں نے جلال پور شریف کے اطراف عالم میں دُرُود و تنک دین اسلام کی تبلیغ اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور سارے علاقے کو جہدہ نور بنا کر رکھ دیا ہے۔

اس کے بعد حضرت قبلہ عالم شیر کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اب تم جا سکتے ہو۔ یہ نوجوان جنگل میں تلاش پیر کے سلسلے میں بھٹک رہا تھا اور جنگل میں چاروں طرف کوئی رستہ نہیں تھا چنانچہ مجھے معلوم ہوا کہ ایک نوجوان سید زادہ میری بیعت کرنا چاہتا ہے اور کئی جگہوں کے چکر کاٹ چکا ہے مگر اصل پیر اسے نہیں ملا چونکہ یہ حقیقت کی تلاش میں سرگرداں تھا اور گھبرایا ہوا تھا، اس لئے میں نے ہی شیر کو بھیجا تھا جو اس کی صحیح راہنمائی کر کے جلالپور شریف لے آیا ہے۔ شیر نے اپنی دیوینی خوب دی ہے، اس لئے میں نے شیر کو جانے کی اجازت دے دی۔ اے نوجوان آگے

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بڑھو چنانچہ میں نے قبیل حکم کی۔

قبلہ عالم پیر سید حیدر علی شاہ صاحب نے اُس وقت دوپٹی سفید رنگ کی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ ایک دوپٹہ سفید رنگ کا تھا، جس کا ایک سر اچھے تھما دیا اور دوسرا سراقبلہء عالم کے دست مبارک میں تھا۔ حضور نے مجھے بیعت کیا تو میری آنکھ کھل گئی تو اس واضح راہنمائی کے بعد جلال پور شریف حاضری کا جذبہ بھڑک اُٹھا۔ صبح اُنٹھ کر میں نے اپنے خطیب مسجد راجہ بوٹا خان مرحوم سے خواب کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا۔ میری بیعت حضرت خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہ سے ہے۔ ہمارے گرد اور چوہدری اکبر علی صاحب تھے، انہوں نے فرمایا۔ میری بیعت بھی جلال پور شریف ہے۔ غرض کہوٹہ سے لے کر راولپنڈی اور گوجرانہ تحصیل کے اکثر معروف شخصیتوں نے جلال پور شریف ہی بتایا چنانچہ ہم پچاس عقیدت مندوں کا قافلہ لے کر جب جلال پور شریف پہنچے تو وہی منظر تھا جو میں نے شیر کی سواری پر خواب میں دیکھا تھا۔ صرف اتنا عرصہ گزر چکا تھا کہ جب ہم جلال پور شریف پہنچے تو سجادہ نشین امیر حزب اللہ سید محمد فضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہی درویشانہ لباس تھا، وہی دوپٹی سفید ٹوپی تھی، اُسی طرح ہجوم تھا۔ عقیدت مندوں کی بھیڑ تھی۔ اسی طرزِ سبق سے میں نے امیر حزب اللہ سید محمد فضل شاہ صاحب کی بیعت کی اور اپنا خواب بھی سنایا تو اعلیٰ حضرت نے اطمینان و سکون کے ساتھ مجھے وظیفہ بتایا جو ساری عمر میری زبان پر جاری و ساری ہے اور تازہ زندگی جاری رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ میری بیعت کا قصہ ہے، جس میں رانی بھر مبالغہ نہیں ہے۔

امیر حزب اللہ حضرت قدوة السالکین زبدۃ العارفین پیر سید محمد فضل شاہ صاحب جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ بڑی خوبیوں کے مالک تھے، ضلع جہلم کی مردم خیز زمین اُن پر فخر و ناز کر سکتی ہے۔ آنحضور مشائخ عظام میں بڑے بلند پایہ عالم و ادیب تسلیم کئے جاتے تھے۔ جلال پور شریف در ضلع جہلم کے سجادہ نشین تھے۔ مشائخ عظام میں اتنا جاوید بیان مقرر شاید ہی کوئی ہوا ہے۔ روحانی اعتبار سے آپ کا درجہ بھی بڑا بلند تھا۔ علم و ادب کے بحرِ بیکراں تھے۔ آپ کے اکھوں میں پاک و بلند کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حق گوئی آپ کا شیوہ تھا۔ خدمتِ خلق آپ کی زندگی

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کامحبوب مشغلہ تھا۔ صوم و صلوٰۃ کے بڑے پابند تھے۔

غرض جلال پور شریف کی گمدی دین و دنیا کا مخزن و منبع ہے۔ جلال پور شریف کی چشتی گمدی کے مورث اعلیٰ حضرت قبلہ، عالم پیر سید غلام حیدر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ سنا ہے کہ آپ پیدل اپنے پیر و مرشد کے پاس سیال شریف ضلع سرگودہ ہاجا یا کرتے تھے۔

دوسرے مشائخ عظام و علمائے کرام میں علم و عمل کا ممتاز نمونہ حضرت قبلہ سید مہر علی شاہ صاحب گوڑوی رحمۃ اللہ علیہ تھے، جن کی نسبت دیعت بھی سیال شریف تھی۔ نہیں تو باعتبار عقیدہ مشائخ عظام و علمائے کرام سے غیر فانی عقیدت و محبت رکھتا ہوں۔ میں نے حضرت امیر حزب اللہ و سجادہ نشین جلال پور شریف حضرت پیر سید محمد فضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو میرے بھی پیر و مرشد تھے، تقریر کرتے دیکھا ہے۔ جب آپ تقریر فرماتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ کوئی فاضل اجل اور علامہ علم و ادب سے موتی بکھیر رہا ہے۔ جلسہ میں لاکھوں حاضرین خاموش باادب آپ کی تقریر دلپذیر سننا کرتے تھے۔

میں صرف دو مثالیں پیش کروں گا جو حقیقت پر مبنی ہیں، جن میں کوئی مبالغہ آمیزی نہیں ہے۔ ایک مثال دنیا سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری مثال روحانیت کی علمبردار ہے اور مجھے اپنے پیر و مرشد پر ناز ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت آپ کو خرید نہیں سکتی ہے، نہ گمراہی کی طرف دھکیل سکتی تھی۔ نہ آپ قبلہ نے حق و صداقت اور عدل و انصاف کا دامن کبھی چھوڑا تھا، نہ صراطِ مستقیم سے آپ کبھی ہٹکے تھے۔ یہ درست ہے کہ قبلہ، عالم جلاپوری کے گرد و پیش سرکاری قسم کا ماحول تھا اور قبلہ، عالم کا سارا خاندان بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز تھا اور آج بھی ہے مگر قبلہ، عالم برگزہ ہرگز اس سرکاری ماحول سے متاثر نہیں تھے۔

سب سے اوّل میں دو دنیاوی حقیقت بیان کرتا ہوں جب سرفیروز خان نون گورنمنٹ کو یہ معلوم ہوا کہ مغربی پاکستان پنجاب آبلی کا ممتاز و پختہ سیاسی کردار سید غلام مصطفیٰ شاہ خالد گیلانی مسلم لیگ نہیں چھوڑ رہا حالانکہ ضلع راولپنڈی میں اس کے تمام رفقاء کار ممبران اسمبلی مسلم لیگ چھوڑ کر سندھ مرزا کی بنائی ہوئی ری پبلکن پارٹی میں شریک ہو چکے ہیں، صرف ان میں سے کپتان شیر جنگ مرحوم آف تافیاں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی بھی دے دے خالد گیلانی

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اسبلی شروع تھی۔ ہم چپقلز کلب چوک کرشن نگر میں سرکاری طور پر مقیم تھے۔ میرا اور پکتان شیر جنگ کا ایک ہی کمرہ تھا کہ اچانک نواب سر محمد مہر شاہ صاحب جلال پوری جو خود بھی اسبلی کے ممبر تھے، تشریف لائے اور قبلہ امیر حزب اللہ سید محمد فضل شاہ صاحب جلال پور شریف جو چپقلز کلب کے درمیانی کمرہ میں مقیم تھے۔ وہ کمرہ نواب سر محمد مہر شاہ صاحب کا تھا اور وہ حضرت صاحب قبلہ کے بھائی تھے۔

انہوں نے فرمایا کہ آج رات حضرت صاحب نے ایک مخصوص دعوت کا اہتمام کیا ہے جس میں آپ اور پکتان شیر جنگ کی شرکت ضروری ہے۔ ہمارے اور پکتان شیر جنگ خان کے انتخابات کی کامیابی حضرت صاحب قبلہ جلال پوری کی عملی ہمدردی کی مرہون منت تھی۔ ہم نے جانا، اب خیر نہیں ہے۔ گورنمنٹ سکندر مرزا اور فیروز خان کو بڑی دیر سے پتہ چلا ہے کہ میں خواہ مخواہ مرکز اور صوبے کی گورنمنٹوں سے ٹکرا کر مصائب و آلام کے پہاڑوں سے سر پھنول کر رہا ہوں اگر میں مسلم لیگ چھوڑ کر ری پبلکن پارٹی میں آ جاؤں تو منہ مانگا انعام پاؤں اور حضرت صاحب قبلہ جلال پوری کو بڑا کریڈٹ ملتا تھا جن کا سارا خاندان گورنمنٹ کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھا چنانچہ ہم نے حاضری دعوت کا اقرار کر لیا چنانچہ گورنمنٹ کو یقین ہو گیا کہ اب تو خالد گیلانی کو مسلم لیگ چھوڑنے پر مجبور کر لیا جائے گا۔ جب رات گئے حضرت امیر حزب اللہ جلال پوری کی پر تکلف دعوت سے فارغ ہوئے تو یہ بحث چھڑ گئی کہ اب تمام مصائب سے گھوڑا صی کے لئے خالد گیلانی کو مسلم لیگ چھوڑ کر ری پبلکن پارٹی میں آ جانا چاہئے۔ کیوں پکتان صاحب؟ پکتان سے فرمایا۔ ہمارے تمام ساتھی ری پبلکن پارٹی میں جا چکے ہیں اور مسلم لیگ چھوڑنے اور ری پبلکن پارٹی جانے کرنے کا صلہ بھی پا چکے ہیں مگر ہم سب گونگے ہیں، ان کو ہماری آٹھ کی ضرورت نہیں ہے، صرف دلیرانہ تقریر کرنے والے خالد گیلانی کی ضرورت ہے۔ اس پر نواب سر محمد مہر شاہ صاحب مرحوم نے فرمایا کہ خالد گیلانی صاحب تو ربار جلال پور شریف کی اس پر نواب سر محمد مہر شاہ صاحب مرحوم نے فرمایا کہ خالد گیلانی صاحب تو ربار جلال پور شریف کے معتقد فرید ہیں۔ وہ حضرت صاحب قبلہ کے فرمانے پر پھول چڑھائیں گے۔

گورنمنٹ عقل کی اندھی ہے۔ انہیں دیر سے پتہ چلا ہے اور مسلم لیگ چھوڑ کر ری پبلکن

marfat.com

پارٹی میں آنے سے خالد گیلانی صاحب کے تمام مصائب و آلام بھی چھٹ جائیں گے۔ گیلانی صاحب کا بھلا بھی اسی میں ہے کہ وہ مسلم لیگ چھوڑ کر ری پبلکن پارٹی میں آجائیں۔ اس سے چیز اور مزید دونوں کی عزت ہوگی۔ اس کے جواب میں خالد گیلانی نے عرض کیا۔ جناب نواب صاحب ٹھیک فرماتے ہیں۔ میں نے جواباً عرض کیا۔ ٹھیک ہے۔ میرا حلف و عہد تو حضرت قائد اعظم مرحوم کے ساتھ تھا اور تازہ زندگی مسلم لیگی رہنے کا عہد کیا ہوا ہے مگر میں تو امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ صاحب جلال پوری کا مخلص نرید ہوں اگر قبلہ عالم مجھے۔ بے ایمان بنانا چاہتے ہیں اور حکم دیں تو میں مسلم لیگ چھوڑ دوں گا۔ میرے سیاسی پیر قائد اعظم ہیں۔ اس پر دو گھنٹے کی بحث و تمحیص کے بعد قبلہ عالم نے فرمایا کہ میں کسی قسم کی سودے بازی کو پسند نہیں کرتا۔ میں خالد گیلانی پر فخر دنا کرتا ہوں۔ میں خود بھی مسلم لیگی ہوں اور حصول پاکستان میری زندگی کا محبوب مشغلہ ہے۔ میں اپنے اس ایماندار اور صاحب کردار سیاسی کارکن کو کیسے کہہ سکتا ہوں کہ مسلم لیگ چھوڑ کر ری پبلکن پارٹی میں آجائے۔ میرے سیاسی نقطہ نگاہ سے تنظیم مسلم لیگ پاکستان کی خالق ہے اور ڈیزے کروڑ مہاجرین کو صرف دو سال میں آباد کرنے کی علمبردار ہے۔ قوم مسلم لیگ کا احسان عظیم قیامت تک نہیں بھلا سکتی؟

حضرت قائد اعظم اللہ کریم نے ہم سے چھین لئے۔ دوسرے سال شہید ملت گولی کا نشانہ بن گئے اور پھر نشتر صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اس کے بعد سکندر مرزا، ایوب خان، یحییٰ خان اور بھٹو خان کے سیاسی اعمال و کردار کو مسلم لیگ کے کھاتے میں شمار کرنا جہالت ہے، خود فریبی ہے۔ سیاسی بصیرت سے نا آشنائی کا نتیجہ ہے۔ ان حالات میں خالد گیلانی صاحب جلیل القدر مسلم لیگی کو اپنے سیاسی عزائم پر قائم دائم رہنے کا مشورہ دوں گا۔ ان شاء اللہ مصائب و آلام کے تمام پہاڑ چھٹ جائیں گے۔ قبلہ عالم کے اس تاریخی فیصلہ کے بعد مرکزی اور صوبائی گورنمنٹیں اس نئے ڈرامہ رچانے سے بھی ناکام ہو گئیں۔ حق و صداقت کا بول بالا ہوا۔ بے اختیار میرے منہ سے نکلا کہ قبلہ عالم امیر حزب اللہ جلال پوری زندہ باد، تنظیم مسلم لیگ و پاکستان پائندہ باد۔

دوسرا واقعہ روحانی ہے۔ ایک پیر صاحب نے مجھے خلافت عطا فرمانے کا لباس طلب کیا اور میں نے اپنے مرشد امیر حزب اللہ جلال پوری کو یاد کیا اور دعا مانگی کہ میں آپ کا نرید ہوں،

marfat.com

ہر جانی نہیں ہوں۔ میں کسی دوسرے دنیا دار پیر کی خلعت و خلافت کیسے قبول کر سکتا ہوں۔ میرے اصلی پیر نے مجھے اس نئے ڈرامہ سے بھی بچالیا اور خلعت تیار کرنے والے درزی نے یہ کہہ دیا کہ جتنے خلیوں کو خلعت یا کفنی پہنائی گئی ہے، اُس کا کپڑا ختم ہو چکا ہے پھر کسی تقریب میں سہی۔ بہر کیف یہ میرے پیر و مرشد کا روحانی اعلیٰ مقام ہے۔ میں نے دعا مانگی، وہ میری امداد کو پہنچے اور مجھے ایک جعلی پیر کے چنگل سے بچالیا۔ اُس کے بعد میں پھر کبھی اس قسم کی روحانی دلدل میں نہیں پھنسا۔ اُس جعلی پیر کی مجھے تو بین مقصود نہیں، اس لئے نام ظاہر نہیں کیا۔ اُن کا غلط اقدام بیان کیا ہے۔ اندریں حالات میں اصلی مشائخ عظام اور اصلی علمائے کرام کا غلام ہوں اور اُن کی خدمات ملکی و ملی کا بچہ سپاس گزار ہوں لیکن اس بات کا فخر یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں ایک صحیح العقیدہ مسلمان ہوں اور جملہ مشائخ کرام اور علمائے کرام کو تبلیغ دین اسلام کا خزن و منبع تصور کرتا ہوں اور میرا یہ ایمان ہے کہ انہی بزرگان کرام کی وجہ سے کفرستان ہند میں اسلام پھیلا ہے اور آئندہ بھی انہی عناصر کی خصوصی توجہ اور روحانی اعمال و کردار کے باعث تبلیغ اسلام کا قابلِ تقلید کام قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پاکستان زندہ باد۔ دین اسلام پائندہ باد۔

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک انٹرویو میں بیان کرتے ہیں۔

بنارس سنی کانفرنس نے قائد اعظم اور مسلم لیگ کی حمایت کر دی۔ اس کا پیغام ہمارے علاقہ میں بھی پہنچا۔ اس وقت جہلم کے اس علاقہ میں ایک بڑے روحانی پیشوا حضرت امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین جلال پور شریف موجود تھے۔ بڑے نیک، پرہیزگار، قومی سوچ اور درد سے بھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس علاقہ میں ایک تنظیم حزب اللہ کے نام سے بنائی ہوئی تھی۔ کہا جاتا تھا کہ اس کے کارکنوں کی تعداد دو لاکھ ہے۔ وہ اپنے کارکنوں کو پریڈ وغیرہ بھی کرواتے تھے، فوجی تربیت دیتے تھے مگر بعد میں پریڈ پر تو حکومت نے پابندی لگا دی تھی لیکن حضرت پیر سید محمد فضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سنی کانفرنس کی قراردادوں کو عوام میں مقبول بنانے کے لئے بڑی جدوجہد کی۔ میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا اور کانفرنس کا پیغام

martat.com

حضرت مولانا محمد اشرف چشتی ممتاز آباد، ملتان حضرت امیر حزب اللہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنے مشاہدات قلمبند کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

آج سے تقریباً چالیس سال پہلے کی بات ہے۔ ہمارے گاؤں مارٹک تحصیل پھالیہ سے کئی میل دور پھالیہ کے قریب ایک گاؤں ڈھولہ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف دار رہے تھے۔ ہمارے علاقہ کے لوگ جا رہے تھے۔ میں نے والدہ صاحبہ مرحومہ سے اجازت مانگی تو وہ فرماتے لگیں مجھے بھی لے چلو، عرصہ ہو گیا ہے زیارت کئے، کیونکہ والدہ صاحبہ مرحومہ کو والد صاحب میاں سلطان احمد بھٹی (پنواری محکمہ مال) مرحوم نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کروایا تھا۔ غرضیکہ میں والدہ صاحبہ مرحومہ کو لے کر ڈھولہ لے گیا۔ جس غلام کے ہاں حضرت صاحب تشریف لائے تھے، اُن کے گھر والدہ صاحبہ کو چھوڑ کر میں جلسہ گاہ میں پہنچا۔ سبحان اللہ حضرت امیر حزب اللہ رحمۃ اللہ علیہ دوروں پر جن علاقوں جن علاقوں میں تشریف لاتے، پروانوں کی طرح لوٹ کھنچے آتے جو مقبولیت بارگاہِ خداوندی سے مخلوق خدا میں آپ کو حاصل تھی، میرے، دیکھنے میں اُس کی مثال اور کہیں کم ہی ملتی ہے۔ ظاہری و باطنی حسن و جمال ایک عظیم پیکر علم و عمل کے مرقع اور جلال و جمال کی تصویر کو گزرتے ایک جھلک دیکھنے کے لئے دروید دست بستہ جب دنیا کھڑی ہوتی تو زائرین پر عجیب کیف و مستی چھا جاتی۔

بلا مبالغہ مصر میں حسن یوسف کے جھلک دیکھنے والوں کی یاد تازہ ہو جاتی اور پھر جب نیم عسکری تنظیم حزب اللہ کے مجاہد اور منتظمین بیزروں سے راستوں اور جلسہ گاہوں کو سجا کر منظم طریقے سے کھواریں لانا عیاں لئے ہوئے عوام کے ٹھانسیں مارتے ہوئے سمندر میں شریک ہوتے عجیب سا بندہ جاتا اور پھر جب امیر حزب اللہ زندہ باد خدائی فوج زندہ باد کے فلک شکاف نغروں سے آپ کا استقبال ہوتا اور پھر حسن سیرت و صورت کے ساتھ سیادت و امارت کا تاج پہنے ظاہری و باطنی علوم کا جامع علم شریعت و تصوف کا تاجدار سچ کو زینت بخشا تو مشتاق آنکھیں جھپکنے کا نام نہ لیتیں اور جس احیا و کلمۃ اللہ کی خاطر مسلمانوں کے اقبال رفتہ کو واپس لانے کے لئے اور پستی کے عمیق گڑھے سے نکالنے، اُن کو اتحاد و اتفاق کے لئے اور جذبہ جہاد کو اجاگر کرنے۔

استحکام پاکستان، عالم اسلام کی ترقی اور اصلاح معاشرہ کے لئے دعوت اتحاد و اعتصام مکمل اللہ کا درس دیتے ہوئے امیر حزب اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنا جامع پروگرام پیش فرماتے تو حاضرین و سامعین میں ایک انقلابی جذبہ اور جوش و خروش اپنے عروج پر ہوتا اور بیان کے ختم ہوتے ہی پروانہ وار لوگ آگے بڑھتے اور قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر حلفاً حضور امیر حزب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کرتے اور ان الفاظ سے عہد کرتے کہ میں اپنے امیر کے حکم پر اپنی جان، مال اور سب کچھ اسلام کے لئے قربان کر دوں گا۔ یہ منظر دیدنی ہوتا اور پھر فردا حضور کی نصیحتیں اور اجتماعی نعرہ ایک بنو اور نیک بنو اور مریدوں، عقیدت مندوں کی اصلاح و تربیت ایسے فرماتے کہ

سبق پڑھ پھر صداقت کا شجاعت کا عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دُنیا کی امامت کا

ہاں تو نہیں جب دھنولے کے دُورے پر آپ کے خطاب کے بعد ہزاروں کے اجتماع میں حضور کے سامنے آیا چونکہ تہیمی اور بے کسی کا دور تھا لیکن قربان جاؤں، اُن کی بندہ پروری پر، نگاہ شفقت پڑی تو بڑی محبت سے قریب کر لیا۔ سر پر دستِ کرم پھیرا اور فرمایا۔ تم میاں سلطان احمد پٹواری کے بیٹے ہو، خصوصی دعاؤں اور شفقتوں سے نوازا۔ اپنے خواص میں جگہ دی اور جب تک دھنولے میں قیام فرمایا، اپنے ساتھ رکھا، کھانا بھی اپنے ساتھ کھلایا اور روانگی سے قتل فرمایا۔ بیٹا ہم چاہتے تھے تم ہمارے پاس رہتے اور تم کو والدین کی جگہ نہیں چھوڑنی چاہئے چونکہ میرے بڑے بھائی دونوں ایک گولڑہ شریف اور دوسرے سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ کے گدی نشین حضرت حبیب سلطان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید ہو گئے تھے غالباً اس طرف اشارہ فرمایا۔ ساتھ رہنے کے بارے میں عرض کیا، حضور مجھے تو اعتراض نہیں، والدہ صاحبہ کی خدمت میں ہی کرتا ہوں۔ اُن کی اجازت لوں گا۔ جب یہ سنا تو فرمایا، نہیں ابھی والدہ کے پاس ہی رہو۔ والدہ صاحبہ کی بات آئی تو اُن کی خیریت دریافت فرمائی۔ جب میں نے عرض کیا کہ وہ بھی میرے ساتھ آئی ہوئی ہیں تو اُن کو بھی شرفِ باریابی بخشا اور پھر مجھے والدہ کی خدمت کی تلقین فرمائی۔ جب میں نے بیعت کے لئے عرض کیا تو فرمایا۔ یہاں نہیں، جب تم جلال پور شریف آؤ گے، پھر کریں گے۔

یوں میری بلا واسطہ یہ پہلی ملاقات تھی، جس میں زیارت کے ساتھ آپ کے اخلاق
کریمانہ اور نصائح اور حسنِ مجسم کے جلووں سے مستفید ہوا۔ ان ناقابلِ فراموش مناظر اور یادوں
کو آج بھی تصور میں لئے ہوں۔ دعا ہے کہ خالق کائنات قیامت کو بھی اُن کی رفاقت نصیب
فرمائے۔ آمین!

بالآخر ۱/ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ صبح ہسپتال لاہور
میں دارِ آخرت کا سفر اختیار فرمایا اور اگلے روز جلال پور شریف میں روضہ مبارک کے اندر اپنے کریم
حبیبہ اعلیٰ کے مغرب میں تدفین ہوئی۔ انا لله وانا الیہ راجعون

حضرت صابر براری صاحب نے قطعہ تاریخ وفات کہا ۔
وہ حزب اللہ نامی جماعت کے بانی
نہیں آج اس دہرِ گلستان میں
وہ عالم وہ فاضل وہ صوفی وہ عارف
تھے مشہور لیکن وہ سارے جہاں میں
مھے جگہ کشمیر میں جب مجاہد
رہے سب سے آگے وہ اس کارواں میں
یہ تاریخِ رحلت کہی نہیں نے صابر
فضل شاہ کامل ہیں قصرِ جاناں میں

۱۹۶۶ء

جناب راجہ محمد انور پسر لکھنیت راجہ عدالت خان نبردار چک نمبر E.B/227 تحصیل
بورہوالہ ضلع دہاڑی نے بیان کیا۔

لیکھنیت راجہ عدالت خان اور راجہ امان مہدی ولد فقیر محمد قوم لکھنودونوں حقیقی بھائی تھے
اور ان کے آباؤ اجداد امرال ضلع جہلم کے رہائشی تھے۔ آری گرانٹ سے راجہ عدالت خان
کو اڑھائی مربع چک نمبر E.B/227 میں اور ایک مربع اراضی سندیلیانوالی میں الاٹ
ہوئی۔ راجہ عدالت خان کا ایک لڑکا محمد اکرم اور ایک لڑکی تھی کچھ عرصہ بعد لڑکا اور بیوی فوت

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہو گئے۔ احباب اور اقرباء کے اصرار پر آپ نے دوسری شادی بھر ۷۰ سال کی اور دو لڑکیاں تولد ہوئیں۔ نزینہ اولاد سے محرومی کے باعث سخت تشویش ہوئی کہ اتنی جائیداد کا مالک ہوں، اسے سنبھالنے والا کوئی نہیں ہے۔ اسی تشویش کے عالم میں اپنے شیخ طریقت امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت معطلی میں حاضر ہو کر اپنی روئے ادبیان کی اور ساتھ ہی دعوت کے لئے عرض کیا جو آپ نے منظور فرمائی۔ امیر حزب اللہ گلگو منڈی روٹی افروز ہوئے اور وہاں سے راجا عدالت خان کے چک میں تشریف لائے۔ مریدین کا کثیر اجتماع پہلے سے جمع ہو چکا تھا۔ راجا صاحب نے نزینہ اولاد کے لئے عرض کیا۔ آپ نے جملہ برادران طریقت سے فرمایا کہ دعا کریں، اللہ تعالیٰ راجا صاحب کو نزینہ اولاد عطا کرے۔

بعد از دعا فرمایا۔ راجا صاحب کو اللہ تعالیٰ فرزند عطا کرے گا اور نام محمد انور تجویز فرمایا چنانچہ ۱۹۵۵ء میں محمد انور کی ولادت ہوئی۔ جب راجا محمد انور کی عمر ڈیڑھ برس ہوئی تو حضرت امیر حزب اللہ کی مذکورہ چک میں ایک شاندار دعوت کی گئی اور چک کے چوک میں ایک بہت بڑی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ راجا محمد انور صاحب مذکورہ چک میں مقیم ہیں اور ساڑھے تین مربوہ اراضی کے مالک ہیں اور ان کے بچے اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں۔

یہ کرامت محمد عباس سیالوی ولد رسالدار حیدر خان مقیم چک نمبر E.B/229 کی وساطت سے ملی۔ محمد عباس سیالوی صاحب حضور شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہ سے بیعت ہیں۔ البتہ ان کے آباؤ اجداد حضرات جلال پور شریف سے بیعت ہیں۔

حواشی

(۱) آپ بڑے عالم، مدرس اور صوفی منش انسان تھے۔ حضرت محبوب سبحانی جلال پوری آپ کو بہت پسند کرتے تھے۔ جلال پور شریف مسند مدرس پر فائز رہے۔ حضرت پیر صاحب کہہ بوند شریف تحصیل ہنگو ضلع کوہاٹ کے خلیفہ تھے۔

خاکسار مولف ہفتا ہ معطلی کڑی شریف ضلع جہلم میں جناب مولانا حافظ نذر حسین شاد فاروقی، جناب راشد عزیز داری اور جناب ڈاکٹر تنویر وارث داری صاحبان کی رفاقت میں حاضری سے شرف ہو چکا ہے۔ حاضری کے دوران بہت سرور اور راحت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ علی

ماخذ

- ۱ عبد الغنی، ڈاکٹر: مجمع البحرین، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء
- ۲ مکتوب خادم القوم سید غلام مصطفیٰ شاہ خالد گیلانی مدظلہ بنام محمد مرید احمد چشتی مورخہ ۵/ جولائی ۱۹۸۳ء از راوی پٹنڈی شہر
- ۳ مکتوب خادم القوم سید غلام مصطفیٰ شاہ خالد گیلانی مدظلہ بنام محمد مرید احمد چشتی مورخہ ۳۰/ جولائی ۱۹۸۳ء از راوی پٹنڈی شہر
- ۴ مکتوب مولانا محمد اشرف چشتی بنام محمد مرید احمد چشتی مورخہ ۲۰/ دسمبر ۱۹۸۶ء از ممتاز آباد، ملتان شریف
- ۵ صابر براری: تاریخ رنگاں (حصہ سوم) مطبوعہ کراچی
- ۶ قاری زوہار بہادر ایم۔ اے: پندرہ روزہ ندائے اہل سنت لاہور، ۲۹ تا ۱۶/ فروری ۱۹۹۲ء، جلد نمبر ۳، شمارہ نمبر ۱۸، تحریر و ترتیب حضرت علامہ شبیر احمد ہاشمی مدظلہ
- ۷ مکتوب صوفی محمد عباس سیالوی بنام مولف مورخہ ۲۶/ مارچ ۱۹۹۲ء از ٹھنڈی ضلع چکوال
- ۸ ماہنامہ صوفی پٹنڈی بہاؤ الدین بابت ماہ دسمبر ۱۹۹۲ء، فروری، مارچ، جولائی اکتوبر ۱۹۹۱ء
- ۹ ملک محمد الدین: ذکر حبیب مطبوعہ اسلامیہ سنیم پریس، لاہور ۱۳۳۲ھ
- ۱۰ صوفی نور عالم شمس پوری، مقامات الحبوب (فارسی) تلمی، صفحہ ۳۳۲

﴿ حضرت خواجہ سید محمد قائم الدین شاہ جلاپوری ﴾

ولادت باسعادت

آپ کی پیدائش ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء کو جلاپور شریف ضلع جہلم میں ہوئی۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ نے نام تجویز فرمایا۔ (۱)

تعلیم و تربیت

حضرت محبوب سبحانی جلاپوری قدس سرہ صاحبزادگان والا تبار کی تعلیم کو بے حد اہمیت دیتے تھے۔ لنگر شریف کا وسیع کتب خانہ اس بات کا شاہد عادل ہے۔ وہاں صرف ونحو کی ایک ایسی قلمی کتاب موجود ہے، جس پر حضرت صاحبزادہ سید بدیع الزمان شاہ، حضرت صاحبزادہ سید مظفر علی شاہ اور حضرت سید محمد قائم الدین شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ایام طالب علمی کے علیحدہ علیحدہ دستخط موجود ہیں۔ صاحبزادگان کی تعلیم کے لئے ہمیشہ بڑے فاضل اور نیک سیرت علماء مامور ہوا کرتے تھے۔ (۲)

حضرت خواجہ سید محمد قائم الدین شاہ نے فقہ، صرف ونحو کی تعلیم حضرت مولانا مولوی حافظ نور عالم چشتی ساکن کڑی شریف ضلع جہلم سے حاصل کی۔
نعمات الحبوب میں ہے۔

مولوی صاحب نور عالم مرحوم عرصہ چند میں سال در خدمت حضرت محبوب سبحانی ماندہ بودند و بتعلیم حضرت قائم الدین شاہ مرحوم مشغول بودند و چند کتب فقہ و صرف ونحو صاحبزادہ صاحب مرحوم را تعلیم دادہ بودند۔ (۳)
صاحب مرآة السالکین کا بیان ہے۔

حضرت شاہ صاحب ادام اللہ برکاتہم کو اس ہونہار صاحبزادہ کی تعلیم اور تربیت کا کمال خیال ہے اور بفضل تعالیٰ شانہ صاحبزادہ سید محمد قائم الدین شاہ صاحب بھی علوم ظاہری کی تعلیم

martat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

میں اپنا تمام وقت خرچ کرتے ہیں اور باوجود خورد سالی کے وظائف خواجگانِ چشت بھی ادا کرتے ہیں۔ (۴)

بیعت

آپ کو حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی قدس سرہ سے شرفِ بیعت حاصل ہوا اور حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ سے بھی فیض پایا تھا۔ (۵)

شیخ طریقت کی نظر میں

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ آپ پر انتہائی مہربان تھے اور آپ کو بہت چاہتے تھے۔

ملفوظات حیدری میں ہے۔

حضرت سجادہ نشین صاحب تونسوی ادام اللہ برکاتہم اس زمانے میں دنیا میں بے مثال ہیں۔ جب قائم الدین شاہ مرحوم بڑی ارادت مندی سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت سجادہ نشین مذکور نے انتہائی لطف و محبت کے ساتھ انھیں قبول فرمایا اور کہا کہ شاہ جی، میری زندگی میں دنیا کے ہر قسم کے اہل کمال ہمارے پاس آئے ہیں، ہم نے کسی کی پروا نہیں کی لیکن آپ کی کشش اور محبت نے دل میں گھر کر لیا ہے۔

حضرت محبوب سبحانی نے فرمایا کہ اگرچہ ان کی عمر کوتاہ تھی، پھر بھی حضرت مذکور نے اپنے پاس بٹھایا اور لطف و محبت کی جتنی باتیں ان سے کہیں اور کسی سے نہ ہوتی تھیں؟ استقدر مقبول ہوئے۔ (۶)

حلیہ اور شادی

حضرت خواجہ سید محمد قائم الدین شاہ کم عمری کے باوجود بڑے کمالات کے مالک تھے۔ ان کے اوصاف حمیدہ کو دیکھ کر تمام لوگ ان کے بچہ گردیدہ تھے۔ بڑے دوست پرور، سخاوت پیش اور غریب پرور تھے۔ ان کا دوسرا باوجود تھا۔ صاحب جمال بھی تھے یعنی فی الحقیقت حسن صورت

marfat.com

اور حسن سیرت کے اعتبار سے یوسف ثانی تھے۔

۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۶ء میں حضرت محبوب سبحانی نے ان کی شادی آلومہار شریف حضرت سید چمن شاہ کے یہاں بڑی دھوم دھام سے رچائی تھی (۷) جو خاندان نقشبندیہ کے مشہور خلیفہ تھے۔ (۸)

اخلاق و اطوار

آپ بلند اخلاق کے مالک تھے۔ آپ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ قبیح سنت تھے اور اتباع سنت میں کمال درجہ کا عمل تھا۔ صبر و رضا، خوش اخلاقی، تعلق پروری، وفا، غیرت اور اغیار سے پرہیز، شریعت کی راہ پر ثابت قدمی، غنا اور استقامت طبع، محال چھپانا، گفتگو میں لطافت اور بلاغت، فطری فراست اور جبلی سخاوت غرضیکہ آپ کی ذات تمام صفات عالیہ کے لحاظ سے منتخب تھی۔

زمانہ طفولیت میں اتنے کمالات کا ہونا صرف روحانی کمال ہی کی وجہ سے ممکن ہے کیونکہ اہل جہان میں سے تمام ادنیٰ اور اعلیٰ کے درمیان مقبول ہو جانا ازلی بلند مدارج اور عالی مراتب کے بغیر ناممکن ہے۔ یہ بات عالم ارواح سے متعلق ہوتی ہے اور کوئی اس سے متصف نہیں ہوتا۔

آپ کے صبر و رضا کی یہ حالت تھی کہ آنکھوں کی بیماری ہمیشہ لاحق رہی لیکن کبھی آہ تک نہیں کی۔ جب کبھی علاج کے لئے امر تر جاتے تھے تو آنکھوں میں تلخ دوائی ڈالی جاتی تھی لیکن اف تک نہیں کہتے تھے حالانکہ طویل القامت مذہبی سکھ اس دوائی سے چلا اٹھتے تھے اور آپ بکیہ لگا کر تلخ دوا کو خاموشی سے برداشت کر لیتے تھے جو کوئی حال پوچھتا، بلکہ خبر کے بغیر زبان سے کچھ نہ نکالتے تھے۔

آپ کے نیک اخلاق، محبت اور وفا کا یہ عالم تھا کہ ہمدرد رجبہ رحمہ اللہ خان دارالپوری کو دوستی کی وجہ سے وقتاً فوقتاً چھ سو روپے دیئے، جب ان دونوں باپ بیٹوں نے دشمنی کی راہ اختیار کی اور آپ کی زمین پر قبضہ کرنا چاہا۔ اس وقت بھی ان کے متعلق کوئی سخت لفظ یا پرہیز کا کلمہ زبان پر نہ لائے اور یہ اس لئے تھا کہ انھیں اپنا دوست کہہ سکتے تھے۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آپ کی غیرت کا یہ عالم تھا اور غیر لوگوں سے اس طرح دوری اختیار کرتے تھے کہ کسی کا کوئی برافضل یا بری حالت دیکھ لیتے تو پھر ان سے پرہیز کرتے تھے۔ اسی وجہ سے حافظہ اللہ دین درویش سے بات نہ کرتے تھے کہ حافظہ فقیرانہ لباس پہن کر لنگر شریف میں رہتا تھا چونکہ اس کا ظاہر اور باطن یکساں نہیں تھا، اس سے بول چال بند تھی، اس کے باوجود اس کے ساتھ دشمنی نہیں تھی کیونکہ ان کی غیرت استحکام شریعت کے لئے تھی۔ اسی بنا پر اپنے حقیقی بھائی کے لئے اپنے گھر میں آنے کو بھی غلط قرار دیتے تھے کیونکہ خدا اور رسول ﷺ کے حکم کے مطابق بھائیوں اور غیروں سے پردہ کرنا یکساں فرض ہے۔ رشتہ داری کا لحاظ اور صلہ رحمی کے آداب حقوق اللہ کے مقابلے میں ساقط ہو جاتے ہیں۔

آپ کے غنا اور استقامت کی یہ حالت تھی کہ جب سوار ہو کر شہر سے باہر جاتے تو ہندو عورتیں سنہری زیور اور فاخرانہ لباس پہن کر راستے پر کھڑی ہو جاتی تھیں اور انھیں زعم ہوتا تھا کہ ان کے حسن پر نظر ڈالیں گے لیکن گوشہ چشم سے کبھی بھی ان پر نگاہ نہیں ڈالتے تھے۔ سخاوت پوشیدہ طور پر کیا کرتے تھے اور محتاجوں اور مسکینوں کی حاجت روائی کے لئے کوشش مبلغ کیا کرتے تھے۔ ایک بار ایک مسکین عورت کو راہ میں دیکھا۔ اس کا حال دیکھ کر انفسوس کرنے لگے اور چشم پر آب سے کہا اگر حق تعالیٰ مجھے بہت بڑا خزانہ عطا فرمائیں تو کسی مسکین کو مسکین نہ رہنے دیں۔

آپ کی حیا کی یہ صورت تھی کہ جب راہ پر جا رہے ہوتے تھے تو ہندو عورتیں چائنتی تھیں کہ ان کی طرف التفات کریں لیکن آپ کبھی بھی ان کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتے تھے۔ (۹)

وصال شریف اور مدفن

۲۱ رجب المرجب ۱۳۱۶ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۸۹۹ء بروز شنبہ بوقت عشاء آپ کی روح پر فتوح رفیع اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔ آپ کی وفات حسرت آیات کا ہر دوست دشمن کو غم تھا۔ لاقعد اولوگوں کے تعزیت نامے موصول ہوئے۔ حضرت خواجہ سید محمد قائم الدین شاہ کی قبر خود ان کے زیرِ تعمیر جنگلے میں بنائی گئی اور پھر حضرت محبوب سبحانی کے زیرِ اہتمام اس کی تکمیل ہوئی جس پر تین چار ہزار روپیہ صرف ہوا۔ سنگ مرمر کا مقبرہ ہوا کہ اس پر مٹلا اور مذہب نقش و نگار سے

marfat.com

گلکاری کی مگنی۔

فریضہ مغرب، نوافل اور ختم خواجگان کے بعد حضرت محبوب سبحانی کا یہ معمول تھا کہ آپ کی قبر پر دیر تک بیٹھ کر مراقبہ فرمایا کرتے تھے۔ (۱۰)

کوائف وصال

آپ کی وفات کے بعد آپ کی نیکی اور احسان کی باتیں لوگوں سے سنی گئیں۔ ہر شخص ان کا فریقت تھا چنانچہ ہندو اور مسلمان روتے ہوئے جمع ہو گئے اور ہندو لڑکیاں روتی ہوئی ان کی میت کے پاس آگئیں باوجودیکہ ان کے مذہب کے مطابق میت کے پاس آنے سے غسل کرنا اور کپڑے دھونا ضروری ہو جاتا ہے۔ (۱۱)

آپ کی وفات سے حضرت محبوب سبحانی جلال پوری قدس سرہ کے قلب مبارک پر بہت اثر ہوا لیکن اس پر درود واقعہ پر کمال مبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ (۱۲)

قطعہ تاریخ وصال

آپ کی وفات حسرت آیات پر شعر اُور اعلیٰ قلم نے تواریخ وفات تصنیف کیں، مرثیے کہے۔ مولوی عبداللہ میر پوری مرحوم کی تاریخ ”منظور حق“ بڑی مختصر اور موزوں ہے۔

۱۳۱۶ھ

حضرت مولانا سلام اللہ شائق رحمۃ اللہ علیہ ساکن چک عمر ضلع گجرات کا یہ قطعہ بہت خوب ہے۔

چوں جناب شاہ قائم حاتم ہند و عرب
شد بفر دس بریں بست و یکم ماہ رجب
گفت تاریخ و سائش شائق مسکین حزیں
خوارگاہ شاہ قائم سید والانسیب

۱۳۱۶ھ

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آپ کا مزار شریف مرجعِ خلافت ہے۔ (۱۲)

حواشی

- ۱ ذکر حبیب، مطبوعہ اسلامیہ سنیم پریس، لاہور ۱۳۴۲ھ، صفحہ ۱۲۱
- ۲ امیر حزب اللہ، صفحہ ۹۰۸
- ۳ نعیمات الخوب، صفحہ ۱۸۰
- ۴ مرآۃ السالکین، صفحہ ۱۶
- ۵ ذکر حبیب، صفحہ ۱۲۱
- ۶ ملفوظات حیدری، صفحہ ۲۹۴
- ۷ امیر حزب اللہ، صفحہ ۶
- ۸ ذکر حبیب، صفحہ ۱۲۱
- ☆ صوبیدار راجہ رحیم اللہ خان دارالپوری انگریزی دور میں صوبیدار کے عہدہ پر فائز تھے ان کے والد راجہ پنڈا خان جو کہ صوبائی درباری تھے۔ بنگال لائبریری میں ملازم رہے۔ انھوں نے اپنے والد کی موت کے بعد ریٹائرمنٹ لے لی۔ ان کے چچا ملک زمان مہدی خان نے اپنے قبیلے کا نظام انتہائی محنت اور ایمانداری سے چلایا۔ انھوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کا ساتھ دیا اور خاص طور پر ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو مفید معلومات فراہم کیں۔ زمان مہدی خان نے حریت پسندوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو پکڑ کر جنگی انتظامیہ کے حوالے کیا جو کشتیوں کے ذریعے دریامیں ڈال دیا گیا۔ انگریزوں کے خلاف مضبوط منصوبہ بندی کرنے والے تھے نیز انھوں نے دوسری افغان جنگ میں بھی ان کی مالی اور افرادی قوت کے ساتھ مدد کی۔ ۱۸۸۹ء میں انھیں وائسرائے کے ہاتھوں تو صلی سندھی مہدی، جس میں ان کی وفاداری اور عملی تعاون کا ذکر کیا گیا تھا اور انھیں صوبائی درباری کی نشست الاٹ کی گئی۔ ۱۸۹۱ء میں انھیں خان بہادر کا خطاب دیا گیا۔ ۱۸۹۳ء میں ان کی موت کے بعد ان کے بڑے بیٹے طالب مہدی خان نے سول سروس سے اپنے کیریئر کا آغاز

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کیا۔ انھیں مستقل ایکسٹرا اسٹنٹ کمشنر کے عہدے پر تعینات کیا گیا۔ ایک وقت میں وہ ممدوٹ ٹیٹ کے فیئر بھی مقرر ہوئے اور بہاول پور ریاست کے ریونیو ممبر بھی رہے ہیں۔ علاوہ ازیں صوبائی درباری بھی تھے۔ ان کے کئی چچا بھی انگریزوں کے طرفدار رہے ہیں۔

ان کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔

صوبیدار راجہ رحیم اللہ خان دارا پوری بن خان بہادر راجہ پیندا خان، راجہ عبداللہ خان، راجہ شاکر مہدی خان، خان بہادر ملک زمان مہدی بن ملک خیر مہدی خان بن ملک ہشت مہدی خان بن ملک غلام مہدی خان۔ (سیاست کے فرعون)

صوبیدار راجہ رحیم اللہ خان دارا پوری کے حقیقی چچا ملک زمان مہدی خان دارا پوری مرحوم ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ مطابق یکم فروری ۱۸۹۴ء کو فوت ہوئے۔ حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہ کے مخلص مرید تھے۔

ملک زمان مہدی خان دارا پوری کی وفات پر شیخ محمد عبداللہ گجراتی نے تاریخ وفات لکھی تاریخ راجہ زمان مہدی خان صاحب رئیس اعظم دارا پور

یکم فروری ۱۸۹۴ء مطابق ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ

فادخل فی الجیز طیباً راجہ زمان مہدی خان مرحوم

۱۳۱۱ھ

۱۳۱۱ھ

آہ ازکار چرخ سرگردان و آو فریاد وحسرت و نغان
خند دار قبابہ دار بقا راجہ صاحب زمان مہدی خان
در بہشت بریں گرفت قرار شد مصاحب بہ مجلس رضوان
قبلہ ش راجہ خیر علی الدین در رہ مکہ دادہ بود چو جان
جان خلف رشید درہی او تاکہ واصل شود باد بجان
نسلش از راجگان جنجوعہ پشت بر پشت شیر مرد جوان
در شجاعت بہادر از امثال نعمت مکان اقران

ایں روایت شنیده ام زلفات تاکہ بالغ شد او بہ ہوش و توان
ماند محفوظ از زنا و ریا بلکہ از جملہ فعلہای بدان
در جوانی چنانکہ میدانی پارسائی کرامت ہست عیان
ذکر جود و سخاوت و تلک و ذکر توقیر و عزت مہمان
ذکر خوش خلقی و تواضع و حلم محض ذکر عبث بہ پیش کسان
زانکہ این پیشہ ش موردیست ہست روشن چوخور بجلہ جہان
آزیری مجسرت چو شد در عدالت شدہ ہست شہرہ آن
در غنی و فقیر فرق نہ کرد اجنبی و قریب را یکساں
شیر و بزرگ و پیش را یکجا پاسبانی نمود ہچو شاہاں
در کجبری بدانش و تقوی کرد فیصل مقدمات روان
زود کردی بصلح در نصمین تا شرارت ہمہ رود زمین
بود جود و سخاوتش ز آبا یک صوفی صاف کشت همان
با جماعت بہ شیخ وقت نماز حاضر اندر نماز گاہ اذان
ہچو اشراق بر خنی قائم بل تجہد قضا نگشت اذان
جملہ اوراد چشتیہ بہ بغل ہم حامل شریف زیب میان
در حضر در سفر نہ کرد قضا با تکالیف روزہ رمضان
اتقائش ازین توان دریافت با وضو بود وقت نزع روان
بر رعایانی نمود ستم نصف حاصل بشرع جائز دان
آخرین بر کسی کہ زیست کو ذکر خیر است و رحمت از یاران
این دو بیت از کتاب تاریخی خواندہ ام ہم شنیدم از اخوان
یاد داری کہ وقت زادن تو ہم خندان بر بند تو گریان
آنچنان زی کہ وقت مردن تو ہم گریان شوند و تو خندان
صبر بہتر ہام لا چاری در درگاہ است در دلی درمان
شیخ جہان

جوش نمودہ است حق نمک مرثیہ گفتہ شد بصد بیان
۱ سال تاریخ انتقال شریف ”گل جنت زمان مہدی خان“

۱۳۱۱ھ

خانہ انش ہمیشہ پایندہ طالب خیر و مصدر احسان
از طفیل شد حبیب اللہ و ز طفیل خواجگان زمان
یا الہی مقام دارا پور بقیامت زشور و شرابان
۲ یکم فردری و پنجشنبہ در لحد روز جمعہ گشت نہان
۳ شہر معراج سرور عالم بست و پنجم مہ رجب برخوان

(پہ غربت خانہ خود پہ ۵ شعبان تحریر نمود حضرت ناظم راقم عاصم علیہ سجال الرحمۃ المستراکم)

(نشان شیخ (قلمی) صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱)

۹ ملفوظات حیدری، صفحہ ۲۹۳، ۲۹۵، ۲۹۶، ۳۳۶

۱۰ ذکر حبیب، صفحہ ۸۹ ۱۱ ملفوظات حیدری، صفحہ ۲۹۶

۱۲ مزید حالات و واقعات کے لئے نغمات الحبوب (قاری) ملفوظات حیدری، ذکر حبیب

۱۰، امیر حزب اللہ اور مجمع البحرین کا مطالعہ کریں۔ مولف

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿ حضرت قاضی احمد حسن المعروف قاضی احمد جی چشتی نقای حیدری ﴾

خاندان:

آپ خاندان مغلیہ کے چشم و چراغ داراشکوہ کی اولاد میں سے ہیں۔ داراشکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ المعروف سلیمان عالم جوانپانی بلند پایہ عالم فاضل تھے، نے اپنے والد کے قتل کے بعد بھاگ کر جان بچائی اور گنگھڑوں کے ہاں پناہ لی۔ انہوں نے روایت اور تخت پڑی کے علاقہ میں سلیمان شکوہ کو قاضی القضاۃ مقرر کر دیا۔ سلیمان شکوہ کے پسر قاضی فتح محمد اپنے دور میں قاضی القضاۃ اور مقرب خان کے استاد رہے۔ قاضی فتح محمد کی اولاد میں ایک بزرگ حضرت قاضی ہدایت اللہ بڑے عالم اور صوفی ہوئے۔ ان کے سینہ پر پیدلوشی لا الہ الا اللہ نقش تھا۔ یہ بھی اپنے دور میں منصب قضاۃ ہر فائز رہے۔ آپ کی مہر کا جمع ”کلمہ لا الہ الا اللہ نقش بر سینہ قاضی ہدایت اللہ“ تھا۔

قاضی محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ (المعروف چراغ پنجاب) سلسلہ قادریہ میں مجاز تھے۔ حضرت قاضی احمد جی کے والد گرامی حضرت قاضی غلام محی الدین عالم اور ولی کامل تھے۔ بقول حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی جو خود بھی کامل اولیاء اللہ میں سے تھے۔ قاضی غلام محی الدین علاقائی اعتبار سے روحانیت کے میدان میں ایک بہت بڑی ہستی تھے۔ اپنے وقت کے صاحب ولایت اور قطب الاقطاب تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت خواجہ احمد میروی، میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف، امیر حزب اللہ حضرت سید محمد فضل شاہ صاحب جلال پوری اور حضرت حاجی نور الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسی عظیم ہستیاں آپ کے حلقہ احباب میں تھیں۔ ان کی ذات عالی اس قدر جامع الصفات ہے کہ ان کے تذکرہ کیلئے یہ چند سطور نا کافی ہیں بلکہ ایک الگ تاریخ رقم کی جاسکتی ہے۔ آپ کا وصال ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۲۸ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو ہوا۔ نماز جنازہ امیر حزب اللہ حضرت سید محمد فضل شاہ صاحب جلال پوری نے پڑھائی۔ آپ کا مزار مبارک ڈھوک قاضیاں شریف (تخت پڑی۔ راولپنڈی) میں مرجع خلافت ہے۔

حضرت قاضی احمد جی کا نسب نامہ اس طرح ہے:-

قاضی احمد جی بن غلام محی الدین بن قاضی محمد حسن بن قاضی غیاث الدین بن

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قاضی محمد حفیظ بن قاضی ہدایت اللہ بن قاضی عبدالحق بن قاضی نور محمد بن قاضی فتح محمد بن سلیمان شکوہ بن داراشکوہ۔

ولادت:

حضرت قاضی احمد حسن المعروف قاضی احمد جی چشتی نظامی حیدریؒ ڈھوک قاضیاں (تحت پڑی ضلع راولپنڈی) میں ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ والدہ ماجدہ فیض بی بی دختر حضرت قاضی احمد قادریؒ خلیفہ مجاز حضرت اخوند عبدالغفورؒ (سوات) پاکہاز اور متقیہ خاتون تھیں۔ نیز حضرت قاضی احمد قادریؒ حضرت قاضی محمد احسنؒ کے حقیقی برادر تھے۔ قاضی احمد جیؒ والدین کے اکلوتے فرزند تھے۔ آپ کی دو بہنیں تھیں۔

تعلیم و تربیت:

حضرت قاضی احمد جیؒ نے قرآن مجید اپنے والد گرامی حضرت قاضی غلام محی الدینؒ سے پڑھا۔ دیگر علوم و فنون مروجہ بھی اپنے والد ماجد سے حاصل کیے۔ بعض مقامات پر حضرت قاضی احمد جیؒ نے حضرت مولانا حافظ شرف الدین میانویؒ ساکن میانی خورد علاقہ بھیرہ کو اپنا استاد لکھا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ نے ان سے کب، کہاں، اور کس قسم کی تعلیم حاصل کی۔

جلال پور شریف کی اولین حاضری اور بیعت:

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کی روایت کے مطابق جب قاضی احمد جی جوان ہوئے تو ایک روز قاضی غلام محی الدینؒ نے انھیں اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ بیٹا اب کسی جگہ بیعت بھی کرلو۔ قاضی صاحب نے عرض کیا۔

حضور آپ کی ذات کو چھوڑ کر کہاں بیعت کروں؟

آپ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے آپ کو بیعت کرنے کی اجازت نہیں۔ جواباً عرض کیا کہ آپ جہاں ارشاد فرمائیں۔

حضرت قاضی غلام محی الدینؒ نے ارشاد فرمایا۔

بیٹا استخارہ کریں اور جو بات سامنے آئے اس پر عمل کرنا۔

چنانچہ پہلے ہی روز استخارہ میں آپ کو حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی کے پاس

marfat.com

حاضری اور ان سے مشورہ کا اشارہ ہوا۔ پس آپ کھڑی شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب سے ملاقات کی اور وہاں ہی شبِ باشی کی۔ جب میاں صاحب سے مدعا بیان کیا تو ارشاد ہوا کہ آپ خود عالم فاضل اور آپ کے والد ماجد بھی کامل و اکمل ہیں لہذا میں آپ کو بیعت نہیں کر سکتا۔ بعد ازاں میاں صاحب نے جلال پور شریف محبوب سبحانی حضرت خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ کی خدمت معطلی میں حاضر ہونے ارشاد فرمایا۔ جب حضرت قاضی احمد جی جلال پور شریف پہنچے تو حضرت محبوب سبحانی جلالپوری اپنے مصلیٰ سے اٹھ کر آپ کے استقبال کے لئے انتظار میں کھڑے تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی حضرت محبوب سبحانی نے ارشاد فرمایا۔ ”احمد جی ہم تمہارے ہی انتظار میں کھڑے تھے۔“ قاضی صاحب نے آگے بڑھ کر آپ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور آپ کی معیت میں آستان پاک تشریف لے گئے۔ ننگر خانہ سے مسور کی دال کی اور تندوری روٹی خادم لایا، آپ نے ننگر تناول فرمایا۔ نماز مغرب کے بعد مشرف بہ بیعت ہوئے اور چند اور ادو و وظائف اور سلسلہ شریف کی اجازت حاصل ہوئی۔ حضرت مولانا محمد عبدالحق ہزاروی سقیم سسرال ضلع جہلم مقامات المحبوب کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں۔

”بیعت ایشان در شب شنبہ ۱۳۱۵ھ بعد نماز مغرب بردست سند الوقت شیخ المشائخ حضرت خواجہ خواجگان سید غلام حیدر علی شاہ صاحب چشتی جلال پوری شد“

قاضی احمد جی جب گھر واپس آئے تو والد ماجد حضرت قاضی غلام محی الدین نے آپ کا شجرہ طریقت دیکھا تو بے ساختہ آپ کی چشمان مبارک نناک ہو گئیں۔ ارشاد ہوا۔ بیٹے! آپ بڑے خوش بخت ہیں کہ جس ذات والا صفات کی طریقت میں آپ داخل ہوئے ہیں۔ اس دور میں یہ ذات بے مثل ہے کہ جنہیں ہر سیال سے بے پناہ فیض ملا ہے۔ اگر تم ہمت و حوصلہ سے کام لو گے تو فیض یاب ہو گے۔ واقعی حضرت قاضی احمد جی کی تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے حضرت محبوب سبحانی جلال پوری سے وافر فیض پایا جسے زمانہ نے تسلیم کیا۔

شیخ سے محبت:

حضرت قاضی احمد جی ہمیشہ جلال پور شریف کا سفر سعادت پایادہ کرتے بقول حضرت الحاج فقیر عزت شاہ دارائی ایک سوئی آپ کے دستِ اقدس میں ہوتی۔ چشمان مبارک پر چشمہ ہوتا

اور آپ نگے پاؤں جلال پور شریف کے سفر پر رواں دواں ہوتے۔۔۔ رات اکثر و بیشتر ہمارے ہاں گھمونی میں قیام فرماتے پھر یہاں سے مولوی صاحب کڑی شریف والوں کو ساتھ لے کر جلال پور شریف جاتے۔ قاضی احمد جی کی جلال پور شریف سے عقیدت و محبت کا عالم یہ تھا کہ جب آپ جلال پور شریف کی حاضری کا ارادہ فرماتے تو اپنے جوتے ڈھوک کاغذیاں میں ہی اتار دیتے اور پیادہ پا چل پڑتے۔ بعد از بیعت تقریباً بارہ سال آپ مسلسل نگے پاؤں پیدل ہی تشریف لے جاتے رہے، راستے میں اشد ضرورت کے بغیر پاؤں نہ دھوتے تھے۔ کہ راہ محبوب کی خاک پاؤں سے اترنے نہ پائے۔ اکثر و بیشتر آپ میرا شریف (راوالپنڈی) یا پھر خانقاہِ معلیٰ کڑی شریف (علاقہ گھمونی) سے ہو کر جلال پور شریف حاضر ہوتے۔

نوازشاتِ شیخ:

حضرت محبوب سبحانی جلال پوری کی آپ پر بے پناہ نوازشات تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت قاضی احمد جی جلال پور شریف حاضر ہوئے تو آپ کے پاؤں کے آبلے اور خستہ حال دیکھ کر حضرت محبوب سبحانی جلال پوری نے اپنے پاپوش مبارک آپ کو حطا فرمائے آپ نے قبول فرما کر انہیں چوہا، سر پر رکھا اور اس نعمتِ عظمیٰ کو سینے سے لگائے برہنہ پاواہیں چلے گئے۔ اگلی دفعہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ کو برہنہ پا دیکھ کر حضرت محبوب سبحانی نے دریافت فرمایا۔ احمد جی جوتے کہاں ہیں۔ معروض ہوئے۔ حضوران کا جو مقام تھا انہیں وہیں رکھا ہے۔ بھلا درمرد کریم کی دھول سے اپنے پاؤں کو کیسے محروم رکھ سکتا ہوں؟ حضرت محبوب سبحانی نے تبسم فرمایا۔ اپنے نقشِ دوز کو بلوا کر احمد جی کے واسطے پاپوش تیار کروائے۔ واپسی پر آپ نے حکماً فرمایا کہ آئندہ برہنہ پا نہ آنا۔ بعد ازاں قاضی احمد جی نے تازیست دیکھی جوتے استعمال فرمائے۔

صاحبِ نجات المحبوب حضرت مولانا محمد عبد الرحیم (کڑی شریف) کی زبانی رقمطراز ہیں۔ نقل از مولوی محمد عبد الرحیم صاحب کڑی علاقہ گھمونی استاد صاحبزادگان دربار جلال پور شریف کہ از برادرانِ طریقت کہ از پٹواری آمدند حضرت محبوب سبحانی، قاضی احمد حسن صاحب ساکن تختِ پڑی زابسیار پسندی فرمودند کہ کہ اس فیضِ دیراست و صاحبِ اعتقاد و عاشقِ برنامِ بیخود پھو امیر خسرو صاحبِ مروت و کتاب گلزارِ حیدری کہ قاضی صاحب طبع کنانیدہ از نظر کیا اثر حضرت

marfat.com

غریب نواز اقدس سرہ العزیز گذشتہ بودا زہمت قاضی صاحب و اعتقاد ایشان بسیار خوش شدن و بدعا خیر یا دفرمودند۔

ترجمہ: مولوی عبدالرحیم صاحب ساکن کڑی علاقہ سنگھو کی استاد صاحبزادگان دربار جلال پور شریف سے نقل ہے۔ کہ پٹوار میں سے جو ہیر بھائی آیا کرتے تھے۔ ان میں سے حضرت محبوب سبحانی قاضی احمد حسن ساکن تخت پڑی کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے اور ارشاد ہوتا یہ شخص دلیر اور صاحب اعتقاد ہے۔ اور امیر خسرو کی طرح اپنے حق کے نام پر عاشق ہے۔ صاحب مروت ہے اور کتاب گلزار حیدری جو قاضی صاحب نے طبع فرمائی تھی۔ حضرت غریب نواز اقدس سرہ العزیز کی نظر کیسا اثر سے گزری تھی۔ قاضی صاحب کی ہمت اور ان کی اعتقاد سے بڑے خوش ہوئے۔ اور دعائے خیر سے یاد فرمایا۔

خلافت:

حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری نے حضرت قاضی احمد جی کو ایک سال بعد از بیعت خلافت و اجازت بیعت سے شرف فرمایا۔ لیکن حضرت قاضی احمد جی نے اپنی خلافت کو پوشیدہ رکھا تا کہ بیعت کے لئے خلافت کا جہوم نہ ہو سکے۔ کیونکہ مرشد کریم کا ادب ملحوظ خاطر تھا اور بوجہ عجز و انکساری اپنے آپ کو اس کے لائق خیال نہ فرماتے تھے۔ کہ کسی کی بیعت لیں لہذا جو غرض مند آتا اسے بارگاہ مرشد کریم میں پیش کر دیتے۔ حضرت محبوب سبحانی جلالپوری کی حیات ظاہری میں کسی کو بیعت نہ فرمایا۔ آپ کے وصال شریف کے بعد بیعت کا سلسلہ جاری کیا۔ آپ کو اپنے والد گرامی سے قادری سلسلہ میں بھی خلافت حاصل تھی۔

حلیہ اور لباس و خوراک:

آپ کا جسم قدرے بھاری اور خوب توانا تھا۔ قد و قامت خوبصورت، بلند، یارعب، رنگت صاف اور سرخ و سفید تھی۔ خوبصورت جوان مردانہ وجاہت کا حسین شاہکار تھے۔ جسم استقدر سخت تھا کہ بعض اوقات دبانے کی کوشش کی جاتی تو یوں محسوس ہوتا جیسے فولاد ہے۔ آپ کے جسم اقدس پر چار پائی کے نشانات پڑے رہتے تھے۔ آپ کھدر کا خرٹہ یعنی کھلا فرغل اور کھدری کی ٹوٹی زیب سرفرماتے۔ چڑے کی دیسی جوتی اور بان پٹھے کی سادہ چار پائی پر آرام فرماتے تھے۔ اگر کسی نے چار پائی پر چادر، درری یا حلائی بچھا دی تو آپ سب سے پہلے اسے اٹھواتے پھر

اس پر آرام فرماتے در نہ نہیں۔ آپ کی غذا بالکل سادہ تھی۔ ایک روٹی دال یا ساگ کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔
معمولات:

آپ تہجد کے لئے باقاعدگی سے بیدار ہوتے۔ نماز فجر مسجد میں باجماعت ادا فرماتے تہجد اور فجر کے درمیانی وقفہ میں ذکر بالجہر کرتے۔ نماز فجر کے بعد اشراق تک وہیں بیٹھتے۔ بعد از اشراق حضرت شاہ حق تک قرب و جوار کے تمام حضرات مقدسہ پر حاضری دیتے اور فاتحہ پڑھتے تقریباً نو ساڑھے نو بجے واپس تشریف لاتے۔ تازہ وضو سے چاشت ادا فرما کر گیارہ بجے تک حاجت مندوں کی عرض معروض سنتے اور دعا اور دم درود کرتے۔ لوگ خوش خوش اور مطمئن ہو کر واپس جاتے۔ شام کے بعد وظائف، ادا بین، حفظ الایمان ادا فرماتے بہت کم نیند کرتے تھے۔ بقول حضرت الحاج فقیر عزت شاہ واریؒ دونوں باپ بیٹے قاضی احمد جی، قاضی غلام محی الدین کو کبھی سوتے نہیں دیکھا۔ پانچ پارے کی تلاوت روزانہ کا معمول تھا۔ حزب البحر، دلائل الخیرات، درود کبریت احمر، اسبوع شریف، درود مستغاث اور سلسلہ شریف باقاعدگی سے پڑھتے تھے۔ مرید بہت کم لوگوں کو کیا کرتے تھے۔ آغاز خلافت میں قطعاً نہ کرتے تھے۔ اپنی خلافت کو پوشیدہ رکھا۔ بیعت کی غرض سے آنے والوں کو اپنے ساتھ جلال پور شریف لے جاتے یا بھجوا دیتے تھے۔ آخری دور میں صرف مصفا قاتی لوگوں کو بیعت کیا۔ ذکر اذکار اور پابندی صوم و صلوة کی انتہا تھی۔ پرہیز گاری اس درجہ کی تھی کہ حضرت فقیر عزت شاہ واریؒ نے زندگی بھر اس درجہ پر کسی کو نہیں دیکھا۔ ہندو اور سکھ بھی معتقد تھے۔ وہ بھی حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے۔ آپ سے دم درود کراتے اور آپ کے کنویں کا پانی باعث شفا خیال کرتے اور لے جاتے۔ آپ بھی ان سے بے پناہ رواداری سے پیش آتے۔ وہ عموماً سلام دعا کر کے ایک طرف بیٹھ جاتے اور مقصد عرض کرتے اور مستفید ہوتے۔ اگر کوئی ہندو یا سکھ مصافحہ کرتا تو ان کے جانے کے بعد ہاتھ دھو لیتے۔
درس تدریس:

آپ زندگی بھر اپنے گھر کے وسیع محن میں ہی درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ جس میں آپ کے بزرگوں کے دور سے ہی علاقائی طلباء کے علاوہ سرحدی قبائلی علاقہ جات، مری، جموں کشمیر کے طلباء پڑھتے تھے۔ متعدد طلباء وہیں آپ کے پاس قیام فرماتے تھے۔

اور حسب سابق طعام کی تمام تر ذمہ داری آپ پر تھی۔ اس درس کی بنیاد آپ کے نانا جان حضرت قاضی احمد قادری نے رکھی تھی۔ بعد ازاں حضرت قاضی غلام محی الدین قادری اسے چلاتے رہے۔ آپ نے اس آبائی مدرسہ کو تاحیات جاری و ساری رکھا۔ حضرت قاضی احمد جی کے وصال کے بعد چونکہ آپ کے تمام صاحبزادگان ملازمت کے سلسلہ میں مصروف اور باہر رہے لہذا وہ سلسلہ اس انداز سے نہ چل سکا البتہ قاضی صاحبان کے گھروں میں ناظرہ قرآن اور بچوں کی دینی تربیت کا سلسلہ ضرور چلا رہا۔ قاضی صاحب کے وصال کے تقریباً چالیس سال بعد قاضی احمد جی کے نواسے اور حضرت صوبیدار حکیم قاضی محمد یوسف مرحوم کے بیٹے حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ آپ نے اس درس گاہ کے احیاء کے لئے حضرت قاضی غلام محی الدین قادری اور حضرت قاضی احمد جی چشتی نظامی حیدری کے حضرات سے ملحق ایک وسیع قطعہ اراضی میں ایک عالی شان درس گاہ تعمیر کرا کر بچوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم و تربیت کا بندوبست فرمایا اور اسے ایک وقف ادارہ قرار دے دیا جسے اب حکومت پاکستان سے رجسٹرڈ وارثیہ ٹرسٹ چلا رہا ہے۔

تلازمہ:

قاضی احمد جی کے لاتعداد تلازمہ میں سے چند ایک کاہلی ذکر نام درج ذیل ہیں:-

۱۔ حاجی مرزا سلطان محمد

۲۔ سلام الدین

۳۔ شادمان خان

۴۔ میاں فضل الہی

۵۔ صوفی محمد سلمان

۶۔ سائیں روڈے شاہ

۷۔ مولوی محمد شفیع ساکن پونچھ

۸۔ حکیم قاضی زاہد حسین وارثی

۹۔ الحاج فقیر عزت شاہ وارثی

۱۰۔ تمام اولاد (بیٹے، بیٹیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں اور دیگر عزیز واقارب)

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جنات بھی آپ کے شاگرد اور مرید تھے۔ ان کے لئے جداگانہ انتظام تھا۔ متعدد صاحبان کو اس کا مشاہدہ ہوا خصوصاً ان کی ملاوت کو بے شمار لوگوں نے سنا۔ کوئی بظاہر پڑھنے والا نظر نہ آتا۔ جب آپ سے پوچھا جاتا تو فرماتے کہ یہ جنات ہیں۔ ان کے حلق کئی محیرِ احول واقعات بھی سامنے آئے لیکن قاضی صاحب ان کے تذکرے اور مزید تحقیق و تحقیق سے منع فرماتے آپ اسباق کے علاوہ شاگردوں اور مریدین و معتقدین کو بٹھا کر بڑے بڑے انداز میں آرام سکون اور تحمل کے ساتھ پند و نصائح فرماتے۔ حضرت الحاج فقیر عزت شاہ دارائی کا ارشاد گرامی ہے میرا ابتدائی دور حضرت قاضی غلام محی الدین قادری اور حضرت قاضی احمد علی کی خدمت میں گزرا۔ قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم میں نے آپ ہی سے پائی۔ نماز ظہر آپ مسجد میں ادا فرماتے۔ میری ڈیوٹی ہوتی تھی کہ آپ کے ساتھ مسجد میں جانا۔ نماز ظہر کے بعد آپ مسجد میں ہی رونق افروز ہوتے اور دو حدیث مبارکہ کا درس دیا کرتے۔ نماز عصر تک وہیں قیام فرماتے تھے۔ میں نے آپ کا بھی معمول تازیت ملاحظہ کیا۔

کتاب خانہ:

آپ کا کتب خانہ کافی وسیع تھا جس میں قرآن و حدیث، فقہ اور تصوف وغیرہ پر بے شمار کتب تھیں۔ ایک خاصی تعداد قلمی کتب کی تھی۔ صرف قرآن پاک پر تقریباً دو سو تراجم و تفاسیر اور کتب موجود تھیں کل کتب کی تعداد دو ہزار سے اوپر تھی۔ بھول حضرت الحاج فقیر عزت شاہ دارائی ہماری ڈیوٹی ہوتی تھی کہ ہم ہفتہ میں ایک دن ان تمام کتب کی جھاڑ پھونک کرتے اور ایک ایک کر کے قاضی صاحب کو دیتے جاتے۔ آپ ایک ایک کتاب پر نظر ڈالتے۔ ہم کتب کو دھوپ لگوا کر شام کو واپس ان کی جگہ طاقتوں میں رکھ دیتے۔ تصوف کی کتب میں ایک خاص بات یہ تھی کہ تقریباً ہر سلسلہ کا تذکرہ موجود تھا۔ صرف و نحو پر بھی کافی کتب موجود تھیں۔ اب یہ کتب خانہ حضرت قاضی رئیس احمد قادری، پروفیسر مسعود الحسن برلاس، جناب شبیر احمد شبیر اور ٹرسٹ آستانہ عالیہ دارشیدہ چمبر شریف کے پاس محفوظ ہے۔

تصانیف:

حضرت قاضی احمد علی اردو، فارسی، پنجابی اور پشواوری زبان کے قادر الکلام اور نفیز گو شاعر تھے۔ ان زبانوں میں آپ نے سی حرفیاں لکھیں۔ آپ کی دو کتب کا علم ہوسکا ہے۔ تفصیل

marfat.com

درج ذیل ہے۔

۱۔ تذکرہ چشتیہ: اس کتاب میں مہار شریف سے لے کر سیال شریف تک کا تذکرہ تھا۔

۲۔ دوسری کتاب محبوب سبحانی جلالپوروی کی شان میں تھی۔ اس میں آپ کے مرشد کریم کا تذکرہ تھا۔

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ دارٹی نے یہ دونوں قلمی کتب جلالپور شریف کی لائبریری میں حضرت نواب سر محمد مہر شاہ جلالپوروی کے پاس دیکھی تھیں علاوہ ازیں آپ نے کافی کتب کی طباعت کرائی چند کتب یہ ہیں۔

۱۔ نجات الکھوب: (فارسی): آپ نے یہ کتاب اپنے خرچ سے ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء میں کارخانہ جلالی شمیم پریس ساڈھورہ (انبالہ) سے طبع کروائی۔

۲۔ مقامات الکھوب (فارسی) اور کرامات الکھوب (فارسی) کی طباعت کا بھی پروگرام تھا۔ مقامات الکھوب (فارسی) کا کس راشد عزیز دارٹی سلمہ کی لائبریری میں موجود محفوظ ہے۔

حضرت مولانا محمد سلام اللہ شائق ساکن چک عمر ضلع گجرات نے مذکورہ بالا تینوں کتب کی تاریخ طباعت نکالی۔

چو قاضی احمد ز تخت پڑی	کہ ہم نیک نام است وہم نیک ذات
بہ فرمود تعریف زیبا کتب	کہ ہر لفظ اوست آب حیات
مہانی او خوش فصاحت نشان	معانی دلکش چو معری نبات
عبارات او دل پسند جہان	اشارات او پائے بند ثقات
قلم از نوشتن شود عیشگر	شود طہلہ ملک خوشبو دوات
بوصف شہنشاہ عالیجناب	کہ فرخندہ نامت و فرخ صفات
ندیمان او زندہ دل با خدا	مریدان او غوث و قطب جہات
مقاش زجہیل او پے جلال	حریم سرائش معین سات
ظفر مند خلش بجاہ و جلال	نمائند شب و روز حل مشکلات
غلام جناب شہ محی الدین	نمود از دیالی چو فرمائشات
کہ تا سالہ تعریف سازم رقم	مگر یاد ماند پس عہد وفات
نوشت از سر ہوش شائق بسال	مقامات محبوب عالی صفات

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۱۳۲۷ھ
ایضاً (کرامات المحبوب)

چہ عالی نسب قاضی پاک زاد کہ فرخندہ نام است و فرخ سرشت
کتاب . پسندیدہ تصنیف کرد کہ ہر باب اوہست باب بہشت
تاریخ او ملک شائق چیں کرامات محبوب بہتر نوشت

۱۳۲۷ھ
ایضاً (نجات المحبوب)

چہ قاضی احمد پسندیدہ کیش نوشت از سر صدق زیبا کتاب
گویم کتابے کہ عقد درر بحالات سید جلالت مآب
پی امر قاضی محمد شریف کہ خلف رشید است بہر جناب
تاریخ او گفت شائق بسال کہ نجات محبوب کار ثواب

۱۳۲۷ھ

مقامات المحبوب قاری کاظمی نسفہ عزیزی راشد عزیز وارثی نے تلاش بسیار کے بعد
بمشکل تمام حضرت قاضی احمد جی چشتی حیدری کے کتب خانہ (مملوکہ جناب قاضی رئیس احمد
قادری) سے دریافت کیا اور اس کا عکس تیار کرایا۔ کرامات المحبوب کا نسخہ ہنوز دستیاب نہیں ہو سکا۔
تلاش جاری ہے۔

حضرت مولانا غلام حسن ساکن پٹکیان متصل کلیام شریف نے درج ذیل تاریخ

نکالی:

مبارک صد مبارک باد چیم درین ایام فرخ شفقنام
کتاب مستطابے مشت مطبوع ز چلیب برادر نور عالم
کلید حنج عرفان کنز توحید زرے از قلم اسرار اعظم
گل خوشبوئے گلزار معانی نسیم کوئے دلدار کرم
دل و جان خلافت شد معطر زہے نجات محبوب معظم
شدہ مطبوع در مطبع بلالی ہر صنف مال احمد جی جسم

marfat.com

جو حرز و حفظ عالم ہست کفعم ز سال طبع او تعویذ عالم

۱۳۲۷ھ

مجمعات المکتاب کے آخری پانچ بیچ سے ”اطلاعی“ نامی اشتہار سے پتہ چلتا ہے کہ ہر ۳ جلدات بڑی کوشش سے بمصر زر کثیر زیور طبع سے آراستہ ہوئی تھیں یہ اشتہار حضرت قاضی احمد جی چشتی نظامی حیدری مقام تخت پڑی ضلع راو پٹنڈی کی جانب سے شتمہر ہوا تھا۔

مولوی محمد حسین قریشی ساکن منیر کسوال تحصیل گوجران خان ضلع راو پٹنڈی کی تصانیف گزرا حیدری، انتقال حیدری، فراق حیدری و مذاق حیدری مع کرامت نامہ، وصال حیدری اور مناقب حیدری کو زیور طباعت سے آراستہ فرمایا۔ مجمعات المکتاب (قاری) کے صفحہ ۲۶۲ پر رقم ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب مصنف گزرا حیدری و انتقال حیدری و مناقب حیدری جن کا کلام خود حضور انور علیہ الرحمۃ و الخلفاء ان نے پرتا شہر پسند فرمایا جو گزرا حیدری کی چند ابیات جناب قاضی محمد عالم صاحب حکیم مرحوم ساکن چک ناٹن نے پیش کئے حضور انور قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ شوق عجب چیز ہے۔ پھر دعائے خیر فرمائی۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

تحدہ قادر یہ تصنیف فشی الہی بخش مرحوم احوال و آثار حضرت دیوان حضورؐ کی یہ کتاب آپ نے غلام احمد خان بریاں کے مسلم پریس دہلی سے طبع کرائی۔ مولانا غلام احمد خان بریاں مرحوم کے بارے میں پروفیسر خلیق احمد نظامی مرحوم لکھتے ہیں۔ خواجہ اللہ بخش تونسوی کے مریدین میں مولانا غلام احمد بریاں خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ان کو تصوف سے بے حد دلچسپی تھی۔ بزرگوں کے حالات اور ملفوظات کی اشاعت میں جو کوشش انہوں نے کی، اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ ”ملفوظات خواجگانِ چشت“ فوائد الفوائد، خیر الجالس، مشکوٰۃ، اخبار الاخیار، اصول السماع وغیرہ کتابوں کو انہوں نے ترجمہ کرا کر اپنے مطبع مسلم پریس دہلی سے شائع کیا اور اس طرح بہت سی ایسی کتابوں کو محفوظ کر دیا جو اگر اس وقت طبع نہ ہوتیں تو ضائع ہو جاتیں۔

اخلاق اطوار:

حضرت قاضی احمد جی چشتی حیدری انتہائی متقی، دیندار، سادہ مزاج اور سخی تھے۔ آپ ظاہری و باطنی علوم سے مالا مال تھے۔ آپ اپنے دور کے صاحبِ عزم و خدمت ولی کامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے خدمتِ معلیٰ میں حاضر ہوتے اور مشکلات بیان کرتے اللہ تعالیٰ کامیابی عطا کرتا

marfat.com

آپ کی زبان مبارک سے جو بھی فرمان صادر ہوتا اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دیتا کیونکہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم تھا۔ حضرت قاضی احمد جی صوم و صلوٰۃ اور اود و وظائف کے سختی سے پابند تھے اور تقویٰ و طہارت میں اسلاف کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ اہل اللہ بالخصوص حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کی عقیدت و محبت آپ کے رگ و ریشہ میں رچی بسی ہوئی تھی۔ کھڑے حق کی ادائیگی میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔ آپ بستی کی مسجد میں امامت خود ہی کراتے تھے۔ حضرت قاضی احمد جی قرب و جوار کے دیہات میں کسی کی وفات کی صورت میں تشریف لے جاتے اور نماز جنازہ پڑھاتے، آپ نے اپنے اکابر کی طرح درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ طلباء سے شفقت و محبت سے پیش آتے۔ اپنے شیخ کامل کی طرح آپ نے بھی فکر کا سلسلہ جاری رکھا جہاں سے ہر صادر و وارد کو بغیر کسی امتیاز کے کھانا فراہم کیا جاتا تھا۔ آپ نے دم اور تعویذات وغیرہ کی روایات کو حسب سابق جاری رکھا۔ مختلف علاقوں سے مریض آتے یا ان کے متعلقین آتے اللہ تعالیٰ آپ کے صدقے انہیں شفاء کی خیرات سے نوازتا جو لوگ الجھنیں لے کر آتے، آپ انہیں رہنمائی فرماتے۔ مصیبت زدہ لوگوں کو تسلی دیتے اور صبر کی تلقین فرماتے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے ساتھ محبت و عقیدت کا یہ عالم تھا کہ آپ زندگی بھر گیارہ اور سترہ ریح الٹانی کو حضرت غوث الاعظمؒ کی یاد میں وسیع پیمانے پر فکر کا اہتمام کرتے رہے اور فکر سے امیر و غریب کے امتیاز کے بغیر ہر کسی کو ان مواقع پر کھانا فراہم کرتے رہے۔ حضرت قاضی احمد جی ادب میں بھی منفرد مقام کے مالک تھے۔ حاجی سلطان محمد ساکن کوٹلہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ رفع حاجت کے لئے گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے ہمراہ تھا ابھی راستے میں ہی تھے کہ واپس آگئے۔ جیب سے تسبیح نکال کر گھر رکھ دی پھر چل پڑے۔ میرے استفسار پر فرمایا ”راستے میں مجھے اچانک خیال آیا کہ تسبیح جیب میں ہے۔ تسبیح چونکہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا وسیلہ ہے لہذا میں نے خلاف ادب سمجھا کہ تسبیح کے جیب میں ہوتے ہوئے رفع حاجت کروں۔“

علامت اور وصال شریف:

آپ کو چند روز بخار ہوا اور کافی علاج معالجہ کرایا۔ لیکن پانچ یوم بخار میں مبتلا رہ کر چھٹے روز صبح کاذب کے وقت اچانک آپ کا وصال ہو گیا۔ آخر وقت تک ہا ہوش اور چلے پھرتے

martat.com

رہے۔ معمولات بدستور جاری رہے۔ آپ نے جشن گوئی فرمادی تھی کہ اب میرا وقت قریب آ گیا ہے۔ ۱۱ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۹ء تاریخ وصال ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
مؤلف کتاب ہذا محمد نرید احمد چشتی کو عزیز القدر راشد عزیز وارثی کی رفاقت میں آپ کے عالی شان روضہ کی زیارت کا موقع ملا بوقت حاضری قلبی راحت نصیب ہوئی۔ آپ کی خانقاہ معنی کے ملحق دینی مدرسہ کاراؤنڈ کیا۔ یہ مقام انتہائی پر فضا اور دلکش ہے۔

الہی تابود خورشید و ماہی
چراغ چشتیاں را روشنائی

اولاد امجاو:

حضرت قاضی احمد جی نے دو عقد کئے۔ پہلی زوجہ سے درج ذیل اولاد تولد ہوئی:-

۱۔ قاضی محمد شریف شائق صدیقی

۲۔ والدہ قاضی محمد افضل

۳۔ قاضی محمد رفیق

دوسری زوجہ سے اولاد کی تفصیل درج ذیل ہے:-

۱۔ والدہ قاضی زاہد حسین

۲۔ قاضی محمد حسن

۳۔ مجرودہ دختر

۴۔ قاضی محمد سلمان

۵۔ والدہ پروفیسر مسعود الحسن برلاس

حضرت قاضی احمد جی نے تمام اولاد کی تعلیم و تربیت خود فرمائی۔ خصوصاً بچوں کی اس نچ پر کہ قرآن و حدیث اور فقہ سے مزین کیا۔ مسائل، تاریخ اسلام اور روحانی حکایات از بر تھیں۔ واقعات اور نصائح کو درس و تدریس میں استعمال کرتیں۔ تمام دختران کی بیعت جلال پور شریف تھی۔

احباب:

حضرت قاضی احمد جی چشتی حیدری کے جن معاصر علماء و مشائخ سے دوستانہ روابط تھے ان کے اسامہ گرامی درج ذیل ہیں:-

marfat.com

۱۔ حضرت خواجہ سید غلام علی شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، میرا شریف خلع راو پٹنڈی

۲۔ حضرت صوفی نور عالم شمس پوری رحمۃ اللہ علیہ، شمس پورہ خلع جہلم

۳۔ حضرت مولانا محمد عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ، کڑی شریف تحصیل خلع جہلم

۴۔ حضرت مولانا حافظ محمد عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ، کڑی شریف تحصیل خلع جہلم

۵۔ حضرت مولانا محمد حسین قریشی رحمۃ اللہ علیہ، معصفت گلزاری حیدری، ہمبر کسوال تحصیل گوجر

۶۔ حضرت مولانا محمد سلام اللہ شائق رحمۃ اللہ علیہ، چک عمر خلع گجرات

۷۔ حضرت مولانا محمد حسین قریشی رحمۃ اللہ علیہ، معصفت گلزاری حیدری، ہمبر کسوال تحصیل گوجر

خان خلع راو پٹنڈی

۸۔ حضرت مولانا غلام حسن بیگمان تحصیل کلیاں شریف خلع راو پٹنڈی

۹۔ حضرت خواجہ سید نیک عالم شاہ کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت محبوب سبحانی جلالپوری قدس

سرہ العزیز، ساکن کوٹلی شہانی۔ تحصیل خلع جہلم

کرامات:

حضرت قاضی احمد جی چشتی حیدری کی لاتعداد کرامات میں سے چند ایک کا ذکر قارئین

کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی راوی ہیں۔ ہمارے چک

نمبر ۲۲۹ مای بی، حکومتی ضلع وہاڑی کے چوہدری نیک محمد کافی عرصہ سے بے اولاد تھے۔ ان

کے ہمارے والد گرامی حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف قادری سروری کے ساتھ بہت عمدہ تعلقات

تھے۔ اور ان کے بچہ معتقد تھے۔ ایک دفعہ قاضی احمد جی پاک تین شریف حاضری کے لئے گئے تو

والد ماجد چک میں ان کو اپنے ساتھ لے گئے۔ والد ماجد نے چوہدری نیک محمد کو کہا کہ یہ قاضی

صاحب بہت اللہ والے ہیں۔ اور صاحب نظر ہیں۔ ایک تو ان کے بیعت ہو جاؤ اور دوسرا ان سے

اولاد کے لئے دعا کراؤ چنانچہ قاضی صاحب چک میں پہنچے تو چوہدری نیک محمد حاضر خدمت ہوا اور

بیعت و دعا کے لئے گزارش کی۔ آپ نے بیعت تو فرمایا لیکن دعا کے متعلق فرمایا کہ کل دیوان

marfat.com

صاحبؒ چاولی مشائخ کی چوکھٹ پر ہوگی۔ دوسرے روز یہ تمام صاحبان گھوڑیوں پر سوار چک سے دیوان صاحبؒ حاضر ہوئے اور قاضی احمد جی نے وہاں دعا فرمائی چنانچہ بعد ازاں اللہ کریم نے انہیں دوڑ کے محمد اسلم اور محمد اکرم سے نوازا۔

ڈھوک قاضیاں (تخت پڑی) کے مضافاتی گاؤں پنڈ جھالہ کار ہاشی مبارک علی خان والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اسے چھ ماہ کی عمر میں والدین کے علاوہ صوبیدار صاحبؒ نے بھی علاج کیا لیکن صحت نہ ہوئی۔ صوبیدار صاحبؒ نے انہیں کہا کہ آپ قاضی احمد جی سے دعا کرائیں۔ بچے کے والدین اسے قاضی صاحب کے پاس لے گئے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کنوئیں سے پانی لاؤ۔ پانی لایا گیا۔ آپ نے فرمایا اسے ہمارے سامنے پانی پلاؤ اور صوبیدار صاحب کو کہا کہ دس منٹ کے بعد بخار ٹوٹ جائے گا۔ صوبیدار صاحب حیران و پریشان کہ اتنی دوائیوں سے بخار نہ ٹوٹا۔ قاضی صاحب نے صرف پانی پلا کر کہہ دیا۔ چلیں دیکھتے ہیں چنانچہ انہوں نے جیسی گھڑی نکالی اور وقت دیکھنا شروع کر دیا۔ ٹھیک دس منٹ بعد واقعی بچے کا بخار اتر چکا تھا۔ یہ شفا پانی میں حضرت قاضی جی کی نگاہِ کرم اور سیفِ لسانی سے آئی۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گر چہ از قلم عبد اللہ بود

مندرجہ بالا سطور میں قاضی احمد جی نے جس کنوئیں سے پانی لانے کا فرمایا تھا۔ اس کنوئیں میں پانی کافی کھدائی اور تنگ دود کے باوجود نہ آ رہا تھا چنانچہ آپ کے وفد گرامی حضرت قاضی غلام محی الدین قادریؒ کی دعاؤں سے اس میں پانی آیا۔ لوگ دور دراز سے اب بھی اس کنوئیں کا پانی برائے شفاء لے جاتے ہیں۔

ڈھوک قاضیاں (تخت پڑی) کے مضافاتی گاؤں موہڑہ گولڑہ کی رہائشی مائی بڑھیا سماء مائی بھی کے فرزند کے ہاں اولاد نہ تھی۔ حضرت قاضی غلام محی الدین قادریؒ سے دعا کرائی گئی جب مائی بھی کا بیٹا فضل اللہ صاحب اولاد ہو گیا۔ تو وہ کچھ غمگین رہا لے کر اپنے ننھے پوتے کو اٹھائے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حویلی میں داخل ہوتے ہی اس کا سامنا قاضی احمد جی سے ہو گیا۔ مائی بھی نے سلام عرض کیا۔ قاضی صاحبؒ نے دریافت کیا۔ مائی بیکہے کیسے آئی ہو۔ مائی نے عرض کی۔ حضور بیٹے کے گھر اللہ کریم نے عرصہ بعد رونق دی ہے۔ پوتے کو سلام کرانے آئی ہوں قاضی احمد جی فرمانے لگے۔ یہ لڑکا کب ہے پتہ تو لڑکی ہے۔ مائی کہنے لگی نہ حضور یہ تو لڑکا ہے۔

marfat.com

فرمایا ذرا غور سے دیکھو یہ لڑکی ہے مائی نے جب توجہ دی تو وہ حیران و پریشان کہ واقعی لڑکی ہے۔ قاضی احمد جی یہ کہہ کر ایک طرف ہو گئے اور مائی بھی اسی پریشانی کے عالم میں چند قدم آگے چبوترے پر بیٹھے حلاوت میں مصروف قاضی غلام محی الدین کے پاس جا پہنچی اور سلام عرض کیا۔ حضرت نے سلام کا جواب دے کر پوچھا۔ مائی پریشان کیوں ہو؟ عرض کیا۔ یہ پوتا ہوا تھا۔ آپ کو سلام کرانے لائی تھی اب قاضی احمد جی فرماتے ہیں کہ یہ لڑکی ہے جبکہ پہلے تو یہ لڑکا تھا حضرت صاحب خُس پڑے اور اپنی چادر مبارک اپنے منہ پر رکھ کر فرمانے لگے کہ پریشان نہ ہو یہ لڑکا ہی ہے اب مائی نے دوبارہ دیکھا تو وہ لڑکا ہی تھا۔ حضرت نے فرمایا سلام دعا ہو چکی۔ اب اس طرف نہ جانا جلدی سے اس ڈیوڑھی سے واپس چلی جاؤ۔

قاضی حسن دین (قاضی احمد جی کے داماد اور راشد عزیز واری کے نانا جان اور قاضی عمیر احمد کے دادا جان) محکمہ تعلیم میں ملازم تھے۔ ان کی ٹرانسفر ورات سے مری کے علاقے میں ہو گئی وہ بہت پریشان تھے کیونکہ انہیں پتہ چلا کہ اس طرف ٹریک کا خاطر خواہ انتظام نہیں۔ جنگل میں سے پیدل بھی سفر کرنا پڑتا ہے راستے میں شیر اور چیتے تک ہیں۔ قاضی حسن دین وہاں جانے سے قبل ڈھوک قاضیاں پہنچے اور قاضی غلام محی الدین قادری سے ملے اور بتایا کہ میرا تبادلہ مری کے دور دراز پہاڑی علاقے میں ہو گیا ہے۔ اور راستے کی کیفیت بیان کر کے بتایا کہ اس وجہ سے میں وہاں نہیں جانا چاہتا۔ حضرت قاضی غلام محی الدین فرمانے لگے۔ حسن دین پریشان نہ ہو احمد جی کے پاس چلے جاؤ۔ انہیں عرض کر دو۔ وہ اس کا کوئی خاطر خواہ بندوبست کر دیں گے۔ چنانچہ جب قاضی حسن دین نے قاضی احمد جی کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا حسن دین پریشان نہ ہو جب کوئی مشکل وقت پیش آیا تو مجھے یاد کر لینا فکر نہ کرنا میں پہنچ جاؤں گا بے فکر رہو تمہیں کچھ نہیں ہوگا قاضی حسن دین کا بیان ہے کہ میں وہاں جانے کے لئے لکھا تو بس نے مجھے راستے میں ہی کافی لیٹ کر دیا اور شام کا اندھیرا چھا گیا۔ جہاں بس نے مجھے اتارا۔ وہاں سے آگے چند میل کا فاصلہ بالکل جنگل اور پہاڑ تھے۔ میں بہت ڈرا اور گھبرایا کیونکہ کبھی شیر بولتا کبھی کوئی پیتا اور کبھی کوئی درندہ۔ ایک دفعہ جب بہت ہی قریب سے شیر کی آواز آئی تو میں بہت گھبرایا اور سوچا کہ قاضی احمد جی نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی مشکل پیش آئے تو مجھے یاد کر لینا لہذا اب اس مشکل وقت اور کیا ہوگا؟

اب کسی بھی وقت کوئی چیز آئے گی اور مجھے کھا جائے گی۔ لہذا مہربانی فرمائیں اور دھگیری فرمائیں۔ ابھی ایک لمحہ بھی نہیں گزرا ہو گا کہ مجھے گھوڑے کے دوڑنے کی آواز آئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش گھوڑے پر سوار آیا اور میرے پاس سے گزر گیا۔ اسی طرح ایک دوسرا اور پھر تیسرا سوار آیا اور میرے پاس سے گزر گیا۔ جب چوتھا سوار آیا تو اس نے میرے پاس رک کر مجھے کہا کہ مجھے اپنا ہاتھ پکڑاؤ اور میرے پیچھے بیٹھ جاؤ چنانچہ میں بیٹھ گیا۔ ابھی چند لمحے بھی نہ گزرے تھے کہ اس نے گھوڑا روکا اور کہنے لگا۔ لو تمہارا سکول آگیا۔ دیکھ لو یہی ہے ماں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ یوں گھوڑا سوار مجھے وہاں پہنچا کر فوراً نقاب ہو گیا۔

چند یوم کے بعد جب قاضی حسن دین گھر واپس آئے اور دوبارہ حضرت قاضی غلام محی الدین قادری سے ملے تو حضرت صاحب فرمانے لگے سناؤ بھی حسن دین تمہارا کیا حال ہے؟ وہاں تمہارے راسخے میں جگل تو بہت ہے۔ وہاں شیر بھی ہیں، گیدڑ بھی ہیں اور ہاں جگل تو کہتے ہی اس کو ہیں کہ جس میں شیر بھی ہوں اور چیتے بھی اور گیدڑ بھی جس میں ہر چیز ہو لیکن تمہیں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے تمہیں کسی چیز نے کیا کہا ہے؟ قاضی حسن دین عرض کرنے لگے حضرت آپ نے دھگیری فرمائی ہے تو کام چل رہا ہے ورنہ میرا تو کوئی حال نہ تھا پھر وہ تمام معرعیان کیا کہ ایک سوار گزرا پھر دوسرا، پھر تیسرا اور پھر چوتھے سوار نے مجھے اٹھایا۔ حضرت فرمانے لگے اسی لئے چوتھے سوار کے پاس ہی تو بیٹھا تھا کہ جاؤ اس سے بات کرلو۔ (وہ چوتھے سوار قاضی احمد تھے)

جانشین:

حضرت قاضی احمد جی چشتی حیدرآبی کے وصال شریف کے بعد آپ کی مجردہ دختر نے آپ کے مشن کو کامیابی سے رواں دواں رکھا۔ بعد ازاں حضرت قاضی محمد حسن قادری (م ۱۹۹۳ء) جانشین ہوئے۔ آجکل جناب قاضی محمد رئیس احمد قادری آپ کے مشن کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

ماخذ و مراجع

- ۱۔ صوفی نور عالم شمس پوری: بحیات المصوب مطبوعہ کارخانہ بلائی سٹیم پریس ساڈھوہ ۱۳۷۷ھ
- ۲۔ پروفیسر خلیق احمد نقوی: تاریخ مشائخ چشت مطبوعہ مدرت پرنٹرز لاہور

marfat.com

- ۳۔ مخطوطات حیدری مطبوعہ لاہور (بار اول) ۱۳۹۴ھ
- ۴۔ محمد نریہ احمد چشتی: فوز القال فی خلفاء ہر سیال جلد سوم مطبوعہ لاہور ۲۰۰۵ء
- ۵۔ صوفی نور عالم شمس پوری: مقامات الحبوب (فارسی)
- ۶۔ افتخار احمد حافظ قادری: اولیائے دعوک قاضیاں شریف و تہذیب قادریہ (منظوم) مطبوعہ ۱۳۲۳ھ
- ۷۔ قاضی فقیر محمد چشتی: مگدستہ دیوانہ (قلمی)
- ۹۔ انٹرویو: الحاج فقیر عزت شاہ واری انٹرویو کنندہ محمد نریہ احمد چشتی
- ۱۰۔ انٹرویو: جناب قاضی محمد بشیر الدین، قاضی محمد رئیس احمد قادری، پروفیسر مسعود الحسن برلاس: انٹرویو کنندہ جناب راشد عزیز واری سلمہ
- ۱۱۔ نوٹ: انٹرویو اور مضمون کی تیاری میں عزیز القدر راشد عزیز واری سلمہ، نے خصوصی معاونت فرمائی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

﴿حضرت مولانا غلام محی الدین طوروی﴾

حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب انیسویں صدی کے اوائل میں جہلم کے گاؤں طور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولوی فتح اللہ تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد نے ہندی بہاؤ الدین سے ہجرت کر کے اس گاؤں میں سکونت اختیار فرمائی تھی۔ آپ کا خاندان تو جنجوعہ راجپوت تھا لیکن علمی و ادبی اور دینی و روحانی خدمات کی بناء پر تظہیر مینا نے کہا جاتا۔ چونکہ آپ کے والدین خود ہی بڑے صاحب علم و فضل تھے لہذا انہوں نے آپ کی تعلیم و تربیت بھی خود ہی فرمائی۔ آپ کی حیثیت اس علاقہ میں قاضی القضاۃ کی تھی۔ علاوہ ازیں امامت و خطابت، فتویٰ نویسی اور علوم قرآنی کی درس و تدریس بھی فرماتے۔

آپ کی نیابت طریقت محبوب سبحانی حضرت سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہ العزیز سے تھی۔ آپ ایک عالم دین تو تھے ہی لیکن آپ کے مرشد کامل کی نگاہ کرم نے آپ کو ایک عارف کامل بھی بنادیا۔ جس کے آثار آپ کی اولاد کی دینی و روحانی خدمات اور تصانیف کی صورت میں سامنے آئے۔

آپ کی اولاد میں دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔ صاحبزادے مولانا محمد عارف اور مولانا محمد فاضل، بہترین کاتب، انتہائی زیرک عالم و فاضل اور صاحب تصنیف ادیب اور قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن پاک کا قلمی نسخہ آج بھی ان کی اولاد کے پاس محفوظ ہے۔ دیگر قلمی کتب جو حدیث مبارکہ، تصوف اور پنجابی صوفیانہ کلام پر مشتمل تھیں، اور ایک عرصہ دراز ان کے پسماندگان کے پاس محفوظ رہیں وہ کافی حد تک ۱۹۹۲ء کے سیلاب میں بردہ ہو گئیں۔ مولانا عبدالسلام چشتی چوٹالوی اور مولانا عبدالرحمان جانی جیسے اعلیٰ پائے کے صاحبان علم و ادب اور واقعہ اسرار و رموز شریعت و طریقت ان تصانیف کو دیکھ کر مولانا غلام محی الدین، مولانا محمد عارف اور مولانا محمد فاضل کے مقام و مرتبہ کے معترف ہیں۔

آپ کی اولاد میں سے آپ کی صاحبزادی سجادہ ایت بی بی روحانی اعتبار سے آپ کی اولاد میں سب سے زیادہ عالم، فاضل، زاہد، عابدہ اور متقیہ تھیں۔ نماز، روزہ، اوراد و وظائف

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تدریس ان کا مشن تھا۔ مرکزی جامع مسجد طور سے ملحق آج بھی ان کا مزار مبارک مرجعِ خلافت ہے۔

مولانا غلام محی الدین صاحب کا وصال مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ بمطابق ۱۰ دسمبر ۱۸۸۸ء بروز پیر موضع طور میں ہوا۔ مرقہ انور طور کے مرکزی قبرستان میں اپنے آپاؤ اجداد اور اولاد کی قبور کے درمیان مرجعِ خلافت ہے۔ آپ کے وصال پُر ملال پر دسمبر ۱۸۸۸ء کے ”سراج الاخبار“ (جہلم) میں مولوی غلام غوث کھوڑوی مرحوم ابنِ فاضل اجل مولوی محمد عالم ربیک کھوڑوی ضلعِ گجرات نے ان الفاظ میں منکوم تاریخ وصال رقم فرمائی:

بنوٹ رفت اشارت ز حضرت ہاتف

پاک دوحہ بالا غلام محی الدین

۱۳۰۶ھ

ماخذ و مصادر:

۱۔ سراج الاخبار۔ جہلم (دسمبر ۱۸۸۸ء)

۲۔ انٹرویوز: علامہ حافظ عبدالرحمان جامی۔ رانا محمد سعید۔ رانا محمد نسیم۔

چوہدری شہزاد احمد ساقی۔ پروفیسر زاہد حسین ساقی۔

خصوصی مساعی: راشد عزیز وارثی

﴿حضرت حکیم علی محمد خان دہلوی﴾

شفاء الہند حکیم ملک علی محمد خان سابق صدر الملتاء صوبہ بمبئی (انڈیا) سابق صدر الملتاء ضلع سرگودھا (پاکستان) کے آباؤ اجداد اودھ کی سون کے موضع مردوال کے باشندہ تھے۔ حکیم صاحب موصوف کے والد ماجد حضرت حافظ ہادی بخش ولد حافظ خیر محمد نے اپنی حیات میں اپنے پیر خانہ سیال شریف کے قریبی گاؤں دھیر ووال میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ کی پیدائش اسی دھیر ووال گاؤں میں ۱۸۹۱ء کو ہوئی۔

چار پانچ سال کی عمر میں شفقت پوری سے محروم ہو گئے اور دینی علوم کی تحصیل کے سلسلہ میں معظم آباؤ شریف (ضلع سرگودھا) مقیم رہے۔ آپ کی پہلی بیعت اشرف الاولیاء ثانی لاٹانی حضرت خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ بعد ازاں حضرت ثالث خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ثانی کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد شیخ الاسلام خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ کے دور مبارک میں حکیم صاحب نے سہ بارہ بیعت کی التجا کی تو حضور شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ پہلے والی بیعت ہی کافی ہے۔ حضور کے وصال شریف کے بعد حضور امیر شریعت خواجہ حافظ محمد حمید الدین سیالوی مدظلہ العالی کے دور ہمایوں میں حضرت حکیم ملک علی محمد خان نے وفات پائی گویا اس طرح حکیم صاحب آستانہ عالیہ سیال شریف کی چار پشتوں کے ادوار مبارک سے مستفیض ہوئے اور یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے جو بہت ہی کم حضرات کے حصہ میں آیا۔

حضرت ثالث سیالوی، حکیم علی محمد خان کو مختصر کہہ کر یاد فرماتے تھے۔ اس لئے حکیم صاحب موصوف نے اپنی اردو، پنجابی شاعری میں لفظ مختصر کو ہی اپنا تخلص قرار دیا۔ حضرت ثالث کے زمانہ میں تحریک خلافت کے دوران میں اڑھائی سال قید و بند کی اذیتیں برداشت کیں۔ الخبائ ۱۹۲۲ء کا واقعہ ہے کہ گرفتار ہوئے۔ گرفتاری کا عمل بھیرہ سے ہوا جہاں حضرت ثالث کی صدارت میں جلسہ کا انعقاد ہونا تھا مگر حکومت انگریز نے جلسہ کا انعقاد نہ ہونے دیا۔ حکیم علی محمد خان مختلف

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جیلوں میں رہے۔ جیل میں انتہائی سختی کا سلوک روا رکھا گیا کیونکہ یہ لوگ حکومتِ انگریزی کی مخالفت کے باعث جیل گئے تھے۔ رہائی کے بعد حصولِ علم کے لئے پھر متوجہ ہوئے اور حضرت ثالثِ غریب نواز کی اجازت سے اغلباً ۱۹۲۶ء میں دہلی تشریف لے گئے اور مختلف حکماء سے فیض حاصل کیا اور اپنی طبی تعلیم مکمل کی۔ حکیم صاحب کے اساتذہ میں حکیم عبدالرحمن پرنسپل طبیہ کالج دہلی اور حضرت حکیم محمد اجمل خان دہلوی قابل ذکر ہیں۔

حکیم محمد اجمل خان دہلوی نے دہلی میں غرباء کے لئے شفاخانہ قائم کیا تو شفاخانہ کے طبیب کی تقرری کے لئے آپ سے فرمایا کہ آپ شفاخانہ کے طبیب کا چارج سنبھال لیں، آپ کو ماہوار تنخواہ بھی ملتی رہے گی، خدمتِ خلق بھی ہے اور اس میں آپ کا گزارہ بھی، جواباً آپ نے فرمایا کہ آپ کا جو حکم ہو سر آنکھوں پر اور جو خدمت آپ فرمائیں میں انجام دینے کے لئے تیار ہوں مگر میں ملازمت نہیں کروں گا۔ حکیم محمد اجمل خان اس جواب سے بے انتہا خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ لڑکا خاندانی لگتا ہے۔

فرائضِ تعلیم کے بعد حکیم علی محمد خان نے دہلی میں مجربات آفس کے نام سے اپنا ذاتی دواخانہ قائم کیا۔ یہ دواخانہ ۱۹۳۹ء میں قائم تھا، اس سن کی تصدیق اس بات سے ہوتی ہے کہ حضرت ثالثِ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲/ محرم ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۹ء) کے وصال کی اطلاع حضرت مولانا محمد ذاکر رحمۃ اللہ علیہ (محمدی شریف) نے اسی مجربات آفس دہلی کے پتہ پر بذریعہ کارڈ آپ کو روانہ کی۔

قیامِ دہلی کے دوران بمبئی سے بعض مریضانِ حکیم محمد اجمل خان کے پاس بغرضِ علاج آئے، ساتھ ہی انہوں نے اس غرض کا اظہار بھی کیا کہ بمبئی سے دہلی بغرضِ علاج آنا جانا مشکل رہتا ہے آپ براہِ کرم اپنا کوئی نائب بمبئی کے لئے تجویز فرمادیں تاکہ ہمیں اور دیگر ہالیانِ بمبئی کو علاجِ معالجہ کی سہولت حاصل ہو سکے۔ اس پر حکیم محمد اجمل خان نے آپ کا نام نامی تجویز فرمایا اور اس طرح حکیم علی محمد خان کا قیام بمبئی ممکن ہوا۔

حکیم علی محمد خان نے بمبئی جا کر اجمل میڈیکل ہال کے نام سے اپنا مطب شروع کیا۔ اس کے علاوہ بمبئی کے تین دیگر مقامات پر بھی اپنے مطب کا اجراء فرمایا اور اس طرح ہر مطب کے لئے

دو، دو گھنٹے کا ناٹم تجویز و تشخیص کے لئے مقرر تھا۔ بقیہ اوقات میں دیگر ملازم اطباء کام سرانجام دیتے تھے۔ قیام بمبئی کے دوران حکیم علی محمد خان نے ایک ماہوار طبی رسالہ "اجمل میگزین" کے نام سے جاری کیا، اس کے علاوہ ہفتہ وار رسالہ "شباب" نیز یومیہ اخبار "آفتاب" اور ایک شام کو شائع ہونے والا اخبار "نشاط" جاری کیا اور یہ اخبار و رسائل کافی عرصہ تک جاری رہے۔ "اجمل میگزین" کی فائل حکیم محمد ذاکر صاحب مدظلہ جو ہر آباد ضلع خوشاب کے پاس موجود ہے۔

حضرت حکیم علی محمد خان صوبہ بمبئی کی طبی ایسوسی ایشن کے صدر بھی مقرر ہوئے اور ایک اہم کارنامہ بمبئی میں اجمل فری فارمیسی کا قیام تھا، جس کے افتتاحی اجلاس میں بمبئی کے مقتدر ہستیوں نے شرکت فرمائی جن میں حضرت مولانا شوکت علی اور سر قاسم رضا قابل ذکر ہیں۔ اس اجمل فری میسی میں ایک آنہ یومیہ پرچی پر غراباء کو علاج معالجہ کی سہولت حاصل تھی۔

حکیم علی محمد خان اپنی طبی شہرت کے باعث افریقہ علاج کی غرض سے بھی تشریف لے گئے جس کی مقررہ فیس تین صد روپیہ -/300 یومیہ تھی اور یہ بھی ایک انتہائی بڑا اعزاز ہے جو آپ کو حاصل ہوا کیونکہ ہندوستان کا کوئی طبیب بغرض علاج آج تک باہر نہیں گیا۔ یہ ۱۹۳۸ء کا واقعہ ہے، جب ہندوستان میں چالیس روپیہ فی تولہ سونا تھا۔

حکیم علی محمد خان نے قیام بمبئی کے دوران ۱۹۳۱ء میں سرگودھا میں دہلی دواخانہ کے نام سے جامع مسجد کے قریب اپنے مطب کی ایک شاخ بھی قائم کی۔ حکیم صاحب ہر دو ماہ کے بعد کچھ عرصہ کے لئے سرگودھا تشریف لاتے۔ دواخانہ کی دیکھ بھال، مریشان کے علاج معالجہ کی ضروریات کی تکمیل کے بعد سیال شریف اور تونسہ شریف کی حاضری دیتے ہوئے واپس بمبئی تشریف لے جاتے۔ حکیم صاحب کی عدم موجودگی میں دواخانہ کا ملازم عہدہ تمام امور کی تکمیل کرتا۔ ۱۹۳۴ء میں حکیم صاحب کی اہلیہ محترمہ کی وفات کے بعد دہلی دواخانہ سرگودھا بند کر دیا گیا اور اسی سن میں حکیم صاحب نے دوسری شادی اجیر شریف میں حضرت مولانا معین الدین امیری رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی سے کی۔

اہلِنا صوبہ بمبئی کے صدر کی حیثیت سے حکیم علی محمد خان کی ملاقاتیں اکثر قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم سے بمبئی میں ہوتی رہتی تھیں اور مختلف قومی، سیاسی امور پر تبادلہ خیال ہوتا رہتا تھا، طبی و فذکی شکل میں بھی آنا جانا رہتا تھا۔ اس طرح مسلم لیگ کی ترقی اور مقبولیت کے امور باہمی طور پر توجہ کا مرکز بنے رہے، اس سلسلہ میں قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کی طرف سے حکیم علی محمد خان کے نام ان کی اہم تحریریں اور خطوط آپ کی زندگی کا اہم ترین تاریخی سرمایہ تھیں جو انیسویں صدی کی زمانہ کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکیں۔

ایک دفعہ حکیم علی محمد خان نے جناح صاحب سے بمبئی میں جناح میڈیکل کالج کے انعقاد کی خواہش کا اظہار کیا تو انہوں نے بخوشی اپنا نام استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔ اس طرح بمبئی میں جناح میڈیکل کالج کا اجراء بھی حضرت حکیم علی محمد خان کا مرحولی منت ہے جس کا افتتاح گورنر بمبئی نے کیا۔ ۱۹۴۰ء میں جب حکیم علی محمد خان عرس مبارک میں شمولیت کی غرض سے سیال شریف حاضر ہوئے تو حضور شیخ الاسلام حضرت خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ نے حکیم صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا:

”حکیم صاحب آج بہت عرصہ باہر رہے ہیں، اب آپ اپنے وطن واپس آجائیں“
جواباً حکیم صاحب نے عرض کیا جو حضور کا حکم ہو، تعمیل ہوگی۔ یہ خیال رہے کہ اُس وقت پاکستان بننے کے کوئی ظاہری امکانات قطعاً موجود نہیں تھے۔ حکیم صاحب حضور کے فرمان کے مطابق ۱۹۴۱ء میں بمبئی کو خیر باد کہہ کر سیال شریف کے قریبی گاؤں سائی وال میں رہائش پذیر ہو گئے۔ ایک سال سامی وال قیام رہا۔ اس کے بعد سرگودھا منتقل ہو گئے اور تازہ رست سرگودھا میں ہی قیام پذیر رہے۔

حضرت حکیم علی محمد خان اپنی گونا گوں عملی صلاحیتوں اور خوبیوں کی بنا پر سرگودھا میں بھی انتہائی با اثر شخصیت کے طور پر نمایاں رہے۔ سی اہمیت، پنجاب اسمبلی میں ان کی آبادی کے لحاظ سے ممبران کا انتخاب یہ مقاصد لے کر تنظیم الاعوان کے نام سے ایک تحریک شروع کی اور اس آواز کو بلند کرنے کے لئے ایک سہ روزہ اخبار ”ندائے احوان“ بھی سرگودھا سے جاری کیا جس کی ادارت بھی صاحب موصوف خود ہی فرماتے۔ اس کے علاوہ طبی خدمات کے طور پر سرگودھا میں

سنٹرل طبیہ کالج سرگودھا کا اہتمام ان کی انتہائی قابل قدر خدمات کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

سرگودھا طبیہ کالج کے مستند حضرات پاکستان کے قیام کے بعد جب ہندوستان بھٹل ہو گئے تو وہاں کی حکومت نے ان اسنادات کو منظور کرتے ہوئے معالجین کو رجسٹرڈ کر دیا۔ بعد میں حکومت پاکستان نے بھی رجسٹریشن کے دوران سنٹرل طبیہ کالج سرگودھا کے سند یافتگان معالجین کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں رجسٹرڈ کر دیا۔ حکیم علی محمد خان نے قیام سرگودھا کے دوران چھ طبی کانفرنسوں کا انعقاد کیا، جس میں ہندو پاکستان کے جلیل القدر طبیباء شرکت فرماتے رہے جن میں بمبئی سے آئور ویدک طبی پینڈت شیو شرما اور دہلی سے حکیم اجمل خان دہلوی مسیح الملک کے فرزند گرامی حکیم محمد جمیل خان نیز لاہور سے حکیم محمد حسن قرشی اور حکیم نیر واسطی جیسی شخصیات کی شرکت انتہائی قابل ذکر اور انتہائی قابل فخر ہے۔

پینڈت شیو شرما بمبئی سے طبی کانفرنس میں شمولیت کے لئے جب سرگودھا پہنچے تو حکیم علی محمد خان کو مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ ”آپ جیسے بڑے طبی کے لئے سرگودھا جیسی چھوٹی جگہ کسی طرح موزوں نہیں تھی، آپ کو تو کسی بڑے شہر میں ہونا چاہئے تھا۔“ اسی طرح حکیم محمد جمیل خان جب سرگودھا طبی کانفرنس میں شمولیت کے لئے تشریف لائے تو حکیم علی محمد خان سے کہنے لگے۔ آپ کی دعوت پر سرگودھا آ گیا ہوں کیونکہ آپ کا کہا مانا نہیں جاسکتا تھا، یہ خیال رہے کہ حکیم محمد جمیل خان کسی طبی اجلاس میں شمولیت کی غرض سے کبھی دہلی سے باہر نہیں نکلے۔

ان دو اہم ترین تاریخی طبی شخصیات کے مختصر جملوں سے حکیم علی محمد خان کی طبی اہمیت اور شخصیت کا بھرپور اندازہ ہو جاتا ہے، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پورے ہندوستان میں کسی شخص نے مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان دہلوی کے نام نامی سے اپنے کسی ادارہ کا اجراء نہیں کیا۔ حکیم علی محمد خان ہی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے بمبئی میں ”اجمل میڈیکل ہال“ اور ”اجمل فری فارمیسی“ کے نام سے ادارہ قائم کیا اور ایک طبی رسالہ ”اجمل میگزین“ کے نام سے بھی شائع کیا۔ بلاشبہ یہ جسارت باہمی اعتماد اور افس و محبت ہی کا نتیجہ ہو سکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان دہلوی کے خاندان کے کسی فرد نے کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔

معارف اعظم گڑھ نے اجمل میگزین پر تبصرہ لکھا جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اجمل میگزین بمبئی (ماہانہ) ناظر جناب حکیم علی محمد خان صاحب دہلوی، ۵۰ صفحے تقطیع ۳۰ x ۲۰، قیمت سالانہ پتہ، کوشاری منشن، مقابل، جنرل پوسٹ آفس، پوری بندر، بمبئی نمبر ۸/۳۰، جس میں عام فہم طبی معلومات چھپتے ہیں اور طب جدید کے مقابلہ میں طب قدیم کی حمایت کی جاتی ہے۔ حفظانِ صحت، طبی معلومات، دوا سازی، الادویہ، الامراض والعلاج، مہربات، سوالات، اقتصادیات وغیرہ اس کے مستقل عنوان ہیں۔

طبیہ بورڈ سرگودھا، اور اس کے تحت سنٹرل طبیہ کالج اور خیراتی شفا خانہ کی ترویج و ترقی اور اطباء کی تنظیم کو منظم کرنے کی خاطر جہاں کئی تدابیر حکیم علی محمد خان نے اختیار کیں، وہاں ان کا یہ کارنامہ بھی نہایت مستحسن تھا جو انہوں نے حکومتِ وقت سے ضلع سرگودھا کے تمام اطباء کے لئے کھاڑ کا کوڈ سنٹرل طبیہ بورڈ کے نام منتقل کروایا تاکہ طبیہ بورڈ اپنے نامزد کردہ اطباء کی وساطت سے ہر گاؤں، ہر قریہ اور ہر شہر میں کھاڑ کی تقسیم کا بندوبست کر سکے اور کسی طبیب کو کسی سرکاری ڈپو پر کھاڑ کے حصول کے لیے نہ جانا پڑے۔ یہ وہ کارنامہ ہے جس کی پورے پاکستان میں کوئی مثال نہیں ملتی بلکہ میں تو کہوں گا کہ کسی اور حکومت میں اس کی کوئی مثال نہیں کہ کسی سرکاری ادارہ نے اپنی ذاتی ذمہ داریاں کسی نجی ادارہ کے حوالے کر دی ہوں۔ بلاشبہ اس میں حکیم علی محمد خان کی شخصیت اور ان کا ذاتی اثر و رسوخ ہی کارفرما تھا۔ اس تحریک کا مقصد اطباء ضلع سرگودھا کو ایک پلیٹ فارم پر مجتمع کرنا اور طبی اداروں، سنٹرل طبیہ بورڈ، خیراتی شفا خانہ اور طبیہ کالج سرگودھا کو زیادہ سے زیادہ خود کفیل بنانا مقصود تھا۔

واقعی یہ ایک عظیم تحریک اور ایک عظیم مقصد تھا۔ بلاشبہ حضرت حکیم علی محمد خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام زندگی اک جہد مسلسل، عملِ عظیم اور کارناموں کا مجموعہ ہی نہیں رہی جس کو دیکھ کر بے ساختہ زبانِ حال سے یہی نکلتا ہے۔

مرحبا اے مردِ عالیٰ مرحبا

آپ درج ذیل طبی کتب کے مصنف ہیں۔

سبکدہ لکچر

اسرارِ خزائن

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- ۳ کیا گار
۳ بیاض اجمل وغیرہ

شفاء الہند جناب حکیم علی محمد خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سابق صدر ہلتا، صوبہ بمبئی (انڈیا)، سابق صدر ہلتا، سرگودھا (پاکستان)، مالک مجربات آفس دہلی، اجمل میڈیکل ہال، اجمل فری فارمی، نشاط فارمی بمبئی، مدیر ماہنامہ رسالہ اجمل میگزین، ہفت روزہ رسالہ شباب، روزنامہ اخبار آفتاب، شبینہ اخبار نشاط بمبئی، ناظم جناح میڈیکل کالج، بمبئی، مالک دہلی دواخانہ سرگودھا، ہیلتھ ڈپو، ماء اللعیم کمپنی، صوفی طبی کتب خانہ سرگودھا، مدیر اخبار ندائے اعوان سرگودھا، صدر طبیہ بورڈ، سنٹرل طبیہ کالج، خیراتی شفاخانہ سرگودھا ۲۹/ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ موافق ۱۶/ دسمبر ۱۹۸۲ء بروز پنجشنبہ سرگودھا میں واصل بحق ہوئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

قبرستان دادا باغ سیال شریف میں مدفون ہیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ فرزندان گرامی کے نام درج ذیل ہیں۔

- ۱ حکیم محمد ذاکر صاحب مدظلہ، جوہر آباد ضلع خوشاب
۲ محمد اجمل، سرگودھا شہر

بندہ مولف کی فرمائش پر حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی مدظلہ سونیاں شہر کیار ضلع سحجرات نے قطعہ تاریخ وفات کہا۔

شفاء الہند حکیم علی محمد خان

۱۴۰۳ھ

مرد مومن علی محمد خان مدظلہ زبدۂ اہل حق فحشہ خصال
تادیر وقت بود در فتن طیب پر زفتیس مرض ہا بے مثال
صاحب علم و حلم و زام جوان صائب الزائے بود شیریں مقال
بد مشرف ز نسبت حیر سیال نرشدش خوبہ ثانی قطب کمال
روز پنجشنبہ بست دئے از صفر کرد عزم سفر سوئے ذوالجلال
تا بد بر مزار او روز و شب بر افوار و رحمت لایزال

marfat.com

بُست فیضِ الامیں چوں سال ازخرد گفت ”مستور خُد شہید جمال“

۱۳۵۰۳

بندہ مولف کی درخواست پر حضرت صابر براری مدظلہ العالی نے قطعہء تاریخ وصال کیا

حضرت علی محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے وہ طیب حاذق

ارضِ وطن میں جن کو حاصل تھی خاص شہرت

سال وصال ان کا کہہ دو یہ صاف صابر

”ہیں اب علی محمد جنت میں نیک صحبت“

۱۳۵۰۳

شفاء البند جناب حکیم علی محمد خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد زادہ حضور شیخ الاسلام

خوہد حافظ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ کی خدمت میں افریقہ سے ایک عریضہ تحریر فرمایا۔ فہو هذا

۷۸۷

۳/ اگست ۱۹۳۸ء

۷۹۷

۶/ جمادی الآخر جمرات

تو جان عالمی و فدائے تو جان ما

قربان خاک راہے تو روح دروان ما

حضرت اقدس مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عایبہ ۱۸/ جولائی کو میں ایک رجسٹری لفافہ جس میں ۵۵۰ کے نوٹ تھے، روانہ

کر چکا ہوں مع ایک عریضہ کے غالباً لفافہ حاضر حضور ہو چکا ہوگا۔ الحمد للہ میں نے وہ عریضہ نیردلی

افریقہ کے صدر مقام سے روانگی پر لکھا تھا۔ افریقہ کے تین صوبے ہیں۔

(۳) ناانگہ پنکا۔

(۲) یوگنڈا۔

(۱) کینیا۔

نیردلی کینیا کا صدر مقام ہے۔ ۱۸/ جولائی صبح دس بجے یہ ناچیز نیردلی سے یوگنڈا کی

طرف روانہ ہوا۔ تقریباً ایک ماہ نیردلی رہا۔ چند ایک مایوس مریضوں کا علاج آپ کے لطف و کرم

marfat.com

کے بھروسہ پر کیا۔ خُدا کا شکر ہے کہ نتیجہ قسلی بخش رہا اور حضور نے اپنے اس بے سنجے طبیب کی لاج رکھی۔ اس اثناء میں شکار کے لئے بھی جاتا رہا۔ صد ہا قسم کے جانور ہرنوں کی بیسیوں قسم، نیل گائے عجیب و غریب، شتر مرغ، عجیب الخلقہ جانور ہے۔

زہرہ ایک قسم کا گدھا ہے جس کے بدن پر سیاہ رنگ کی خوبصورت موتی لکیریں ہوتی ہیں۔ جنگلی بھینسے وغیرہ ایک جانور دیکھا جسے ظراف کہتے ہیں یہ حقیقتاً بڑا ظریف جانور ہے۔ اونٹ کے مشابہ ہے۔ ٹانگیں دس فٹ لمبی پیٹھ وغیرہ صرف نو فٹ کے قریب مگر گردن آسمان کی سیر کرتی ہے۔ زیادہ دیر نہیں بھاگ سکتا۔ اس کا دولت اس قدر خوف ناک ہے کہ شیر بھی نزدیک نہیں پھلکتا۔ اس کا گوشت بہت مزیدار اور نمکین ہوتا ہے۔ اس لئے شیر اس کے شکار کا بہت شوق ہوتا ہے، اس کی تاک میں رہتا ہے۔ جب یہ کسی جگہ پانی پینے لگتا ہے تو اس وقت شیر اسے دبوچ لیتا ہے کیونکہ لمبی گردن کا وزن قائم رکھنے کے لئے پچھلی ٹانگیں پھیلا دیتا ہے اور مرغ کی طرح پانی پینا شروع کر دیتا ہے۔ اس وقت دو لٹے مارنا اس کے لئے ناممکن ہوتا ہے۔

شکار کا لائسنس ہے۔ گینڈے ہاتھی کے لئے دو سو، شیر کے لئے ساٹھ اور شتر مرغ کے لئے پندرہ روپے ہے۔ یہ رقم صرف ایک ایک جانور کے لئے ہے۔ باقی پرندوں، ہرنوں کے لئے صرف ۵۰ روپے سالانہ ہے۔ شتر مرغ کی سخت حفاظت کی جاتی ہے۔ شکار کے لئے ہر سال اس کا نیا لائسنس اور اجازت لینی پڑتی ہے۔ نہایت چھان بین ہے۔ اس کے انڈے لیٹا تو سخت جرم ہے۔ ایک انڈہ تین سیر کا ہوتا ہے بلکہ زائد۔ آپ کے کرم سے کوشش کر رہا ہوں کہ دو ایک ہمراہ لے جا سکوں۔ شتر مرغ بھی اتنا بڑا جانور ہے کہ اس پر سواری کی جا سکتی ہے۔ ایک شتر مرغ سے کنٹرے زاید چربی برآمد ہوتی ہے۔

ہاتھی تو ابھی نہیں دیکھے البتہ ہاتھی کے سر کا کاسہ اور اس کے دانت دیکھے تو حیرت ہوئی کیونکہ اس کا ایک ایک دانت سمیت سے بڑا تھا بعض میں بیس فٹ لمبے ڈیڑھ فٹ موٹائی کا قطر ایک دانت کا وزن ڈیڑھ من سے زائد دیکھ کر بڑی عبرت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی کیسی کیسی مخلوق ہے۔ ایک دفعہ شکار میں نصف درجن ہرن اور نیل گائیں ماریں تو لاری بھر کر لائے جس قدر آدمی چاہے شکار کر سکتا ہے۔ میں نے شکار کی چونکہ زانیہ قسمیں اور زائلہ انداز دیکھے ہوئے تھے اور اب کہ بد قسمتی

سے وہ کچھ نہ تھا اس لئے پھر شکار کو نہیں گیا کیونکہ ع

بے گل کراپنے سیر گلستان خراب ہے

اب یومئذہ کا سفر مختصر اعرض ہے۔ حضور کے کرم سے نیروبی سے بھی میرے لئے سینکڑ
کلاس کا ڈبہ ریز رو تھا۔ پنجرے کی طرح اس میں بند ہو گیا۔ ادھر انجن جس میں لکڑی زیادہ جلائی
جاتی ہے۔ شام کو کھورو پہنچا۔ ریلوے اسٹاف و دیگر معززین نے خیر مقدم کیا۔ یہ مقام بھی پرافزا ہے
مگر علاقہ کینیا کا ہے۔ یہاں کوہ آتش فشاں کا ایک رقبہ دیکھا جو چھبیس میل کا ہے اور ڈیڑھ ہزار فٹ
زمین میں دفن کیا ہے۔ یہاں ایک جھیل بھی ہے جس میں لاکھوں بلخ نما بگے گلابی رنگ لئے
ہوئے موجود ہیں۔ یہ بگلوں کا جہاں تھا۔ عجیب صوحا و شور و غل تھا۔ تیسرے دن یہاں سے روانہ
ہوا۔ راستہ میں ایک مقام دیکھا جس کا نام کوئٹہ ہے یہ خطہ استوا کا مرکز ہے آٹھ ہزار فٹ
اونچا مقام ہے اس کو طے کرنے کے بعد یہ خیال ہوا کہ نصف دُنیا تو طے کر لی مگر منزل دین
کا ہنوز پتہ ہی نہیں۔

چہل سال عمر عزیزم گزشتہ حراج من از حال طفلی بخت (۱)

پھر محایہ خیال آیا، جس کے جوتوں کا صدقہ یہ عبور حاصل ہوا ہے وہ ہی اپنے کرم سے

منزل حقیقت تک بھی پہنچا دے گا۔ ان کی تو یہ شان ہے کہ

سگ راوی کند گیس رہما کند

باشد کہ گا ہے گوشہ چشم بما کند

ان شاء اللہ وقت بھی آئے گا۔ اس کے بعد عالجہ ایک اسٹیشن ٹھہرا آیا۔ یہ دُنیا
بھر میں سب سے اونچا اسٹیشن ہے۔ نو ہزار فٹ بلندی پر واقع ہے۔ رات کو دو بجے ایلڈوریت
پہنچا۔ برسات ہو رہی تھی۔ سردی کافی تھی۔ رات کی تاریکی کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ سرد ہم آغوش میں
سٹھانو تھا۔ غنوں نے منہ بند کئے ہوئے تھے۔ غرض ایک عالم ہو طاری تھا، ایسے وقت میں جب
کہ زامدوں کو بھی اطمینان کُزرے مگر میرے شیخ کی عنایت ملاحظہ ہو کہ اسٹیشن پر اس روسیہ کے
استقبال کے لئے موجود تھے۔

الحمد للہ یہ علاقہ نہایت شاداب ہے ہارشیں بکثرت، انگریز زمینداروں کے باغات،

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فصلوں کے کھیت در کھیت میلوں چلے جاتے ہیں۔ کافی اور چائے کے بوئے نہایت خوبصورتی سے لائن میں بالکل شترنجی معلوم ہوتی ہے۔ پورے ملک میں بھینس کا نام نہیں، ہر گاؤں و مائے کی ہے۔ ایلڈرورٹ سے لٹورڈو سے اب جھنجھ پنچا۔ جھنجھ یا یہ یوگنڈہ میں دوسرے نمبر پر شہر ہے۔ نہایت سبز و شاداب ہے۔ اب یہاں فوجی مرکز بنایا جا رہا ہے چونکہ اٹلی کے جیش کی سرحد قریب ہے اور انگریز آج کل چوکنے ہو رہے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ آئندہ یہ شہر اول نمبر آ جائے گا۔

غلام نواز یہ وہ مقام ہے جہاں سے دریائے نیل نکلتا ہے۔ یہاں ایک جھیل ہے جو جھیل و کنور یہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بہت وسیع ہے۔ صد ہا میل میں اس کا رقبہ ہے۔ جہاز بھی اس میں چلتے ہیں۔ جھونا سمندر ہے مگر اس کا پانی مٹھا ہے جس جگہ اس جھیل سے دریائے نیل نکلتا ہے۔ اس دھانے کو دین خالی کہتے ہیں یہ دھانہ آٹھ سو فٹ چوڑا ہے۔ پانچ قد رتی آبشاریں ہیں۔ جہاں سے پانی نیچے گرتا ہے۔ پانی کا بہت شور ہے۔ سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پانی نیچے گرتا ہے۔ دریائے نیل کا یہ منبع ہر لحاظ سے دریائے جہلم کے منبع سے پچاس گنا زیادہ ہے۔ ایک میل کے فاصلے پر اس دریائے نیل کے پانی نے نیل باندھا ہے۔ اتفاق سے پہاڑ کے تنگ درہ سے یہ موقع ہاتھ لگ گیا ورنہ نیل پر کون پل باندھ سکتا ہے۔ دریا میں مگر بچھ کثرت سے موجود ہیں جیسے مینڈک، مگر بچھ بھی بڑے گوبر دریا ہیں۔ ایک اور عجیب جانور ہے، جسے یہاں کی زبان میں کبکو کہتے ہیں۔ بھینس کی طرح ذیل ڈول ہے مگر بہت خوفناک شکل قوی ہیکل اس کا منہ اتنا بڑا ہے کہ اگر دھانہ کھولے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی قلعے کا دروازہ ہے۔ اس آفت کا وزن چارٹن یعنی ایک سو من سے زیادہ وزن رکھتی ہے۔

یہاں بھی حضور کے کرم سے خاطر مدارت کافی ہے۔ اس ناچیز کے اعزاز میں گزشتہ شب ایک دعوت پر بہت لوگ مدعو تھے۔ چند مریضوں کا علاج بھی شروع ہے۔ حضور کو ہر قسم کی لالچ و شرم ہے ورنہ کیا پتہ کی اور کیا پتہ کی کا شور با۔

حضرت صاحبان و حضرت مائی صاحبہ قبلہ و کعبہ و حرم پاک کی خدمت اقدس میں نیاز عرض ہیں۔ پہلے حضور کو تکلیف دی اور اپنے خرافات سے حضور کی سعی خراشی کی ہے۔ حضرات صاحبہ! امان والا شان خوبہ غلام نواز الدین صاحب، حضرت خوبہ بدر الدین صاحب و جناب خوبہ

ظہیر الدین امید ہے کہ حسب دستور دامن غموش پناہ دی جائے گی۔ خدا کرے میری یہ کور چشمی بہت جلد جلد حضور کے دیدار پر انوار سے جلد منور اور خواجہ حمید الدین صاحب کا اونٹ بنوں۔

غلام حیدر کو سلام علی محمد خان

(۱) کریم شیخ سدی رحمۃ اللہ علیہ میں یہ شعر اس طرح ہے

پہل سال مر مر زبیرت گذشت حراج تو از حال قلی بخت..... (خاکسار مولف)

ماخذ و مراجع

- ۱ شفاء الہند حکیم ملک علی محمد خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانحی کوائف محبت گرامی حضرت حکیم محمد ذاکر صاحب مدظلہ العالی جو ہر آباد بلاک نمبر ۶ نزد جوہر ہائی سکول نے فراہم کئے۔
- ۲ حکیم غلام محی الدین چغتائی (مدیر): الکلیم لاہور بابت ماہ اپریل ۱۹۵۲ء، جلد ۳۸، نمبر ۳، مقام اشاعت، رفیق منزل، موچی دروازہ لاہور (پنجاب)
- ۳ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (شمس العارفین نمبر) بابت ماہ جنوری ۱۹۸۰ء
- ۴ حکیم سید عطاء محمد کاظمی: یاد ایام مطبوعہ ثنائی پریس، سرگودھا
- نوٹ: خاکسار مولف نے ایک دوبارہ دہلی خانہ متعل میوہل کمیٹی، سرگودھا حکیم علی محمد خان دہلوی مرحوم و مغفور کی زیارت کی ہے۔
- ۵ سید سلیمان ندوی: معارف اعظم گڑھ، ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ مطابق مارچ ۱۹۳۶ء، جلد نمبر ۳۷، شمار نمبر ۳، صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷

﴿حضرت مولانا حافظ قاری خان محمد مردوالوی﴾

آپ کی ولادت ۱۳۰۰ھ موافق ۱۸۸۳ء بمقام مردوال ضلع خوشاب وادی سون میں ہوئی۔
اعوان خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ حید عالم، حافظ اور قاری تھے۔ دس بارہ برس مدرسہ مظہر العلوم محلہ
کھڈو، کراچی (سندھ) میں فارسی اور عربی کے استاد رہے۔ مردوال میں مثنوی شریف کا درس دیا کرتے
تھے۔ تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا اور حضور ثالثِ خلیفہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ کے
معتبر فقہاء میں سے تھے۔

حضرت خلیفہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت تھے۔ بہت ہی
خوش الحان تھے۔ دل کے نغمے اور خوش اخلاق تھے۔ یاد ایام کا مصنف لکھتا ہے۔

حافظ خان محمد صاحب جو علم تجوید کے ساتھ قرآن کریم کے قاری تھے، قرآن کریم کی
تلاوت فرماتے۔ سبحان اللہ! کیا دادی لجن پایا تھا اور کس قدر خوش آواز تھے اور کس ترتیل کے
ساتھ قرآن پڑھتے کہ غیر مسلم ہندو سکھ قیدی اور ملازم بھی اصرار کرتے کہ حافظ صاحب کچھ
اور پڑھیں۔

آخری عمر میں دولٹو کے پیدا ہوئے۔ ایک نے زندگی میں وفات پائی اور دوسرا محمد اور یس
بقید حیات ہے۔

حضرت مولانا حافظ قاری خان محمد مردوالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳/ رمضان المبارک
۱۳۸۱ھ موافق ۱۸/ فروری ۱۹۶۲ء بروز آدینہ وصال فرمایا اور مردوال میں ایک چار دیواری
میں مدفون ہیں۔ خاکسار مولف کی فرمائش پر صاحبِ برادری نے قطعہء تاریخ وصال کہا ہے

روز جمعہ تھا ماہ رمضان، ہو گئے رخصت بزمِ جہاں سے
عالم، قاری، حافظ قرآن خان محمد خان محمد
آئی ندائے نبی صابر کہہ دے ان کا سالِ رحلت
صاحبِ ایمان، عالی انساں خان محمد خان محمد

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۱۹۶۲ء

حواشی و ماخذ

- ۱ مکتوب محمد امیر خان اعوان (رٹائرڈ ہیڈ ماسٹر) بنام مولف مورخہ ۲۶/ نومبر ۱۹۹۸ء
از مرد و آل ضلع خوشاب
- ۲ سید عطا محمد شاہ کاظمی: یادِ تاجام مطبوعہ شاکی پریس، سرگودھا
- ۳ مکتوب حضرت صاحبِ برادری بنام محمد مرید احمد چشتی از کراچی
- ۴ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (شش الحار فین نمبر)، جنوری ۱۹۸۰ء

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿ حضرت مولوی فیض احمد بہاول پوری ﴾

حضرت مولوی فیض احمد بہاول پوری، لدہانی تحصیل بہاول، سرگودھا کے راہ راہبوت خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا نور الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ جید عالم، مدرس اور ولی اللہ تھے۔ ریاست بہاول پور میں افسر مدارس دینیات کے عہدہ پر فائز تھے۔ شرافت و نجابت میں بے مثل تھے۔ مدفن پاک در لدہانی مرجع خلافت ہے۔

حضرت مولوی فیض احمد رحمۃ اللہ علیہ بہاول پور میں یکم اپریل ۱۸۹۶ء کو پیدا ہوئے۔ جناب محمد حسن خان میرانی نوشاہی صاحب نے محمد عبدالباقی صاحب سے ملاقات کر کے درج حالات بھجوائے۔

مولوی فیض احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اُس وقت کی سیاسی حالت سے دل برداشتہ ہو کر ۱۹۵۱ء میں ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ وہ اس وقت ڈی سی بہاول پور تھے۔ ریاست بہاول پور کے انگریز وزیراعظم کرنل ڈرنگ خود مولوی صاحب کے گھر پر چل کر آئے اور کہا کہ مولوی صاحب استعفیٰ واپس لے لو، کام کرو۔ ڈی سی کی پوسٹ کی بجائے اسسٹنٹ کمشنر کی پوسٹ پر آ جاؤ اور سکون سے رہو لیکن مولوی صاحب نے فرمایا کہ وہ اب نوکری نہیں کرتے، اللہ اللہ کریں گے۔ محمد عبدالباقی صاحب نے بتایا کہ حکومت نے ان کے والد کی ماہانہ پنشن مقرر کر دی مگر انہوں نے نوکری دوبارہ قبول نہ کی۔ استعفیٰ دینے کی وجہ یہ تھی کہ قصبہ جمال دین والی تحصیل و ضلع رحیم یار خان کے رئیس اعظم مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ اور اُن کے فرزند مخدوم زادہ سید حسن محمود (دونوں باپ بیٹا ماہ اگست ۱۹۸۶ء کو فوت ہو گئے ہیں) اس وقت ریاست بہاول پور کے اعلیٰ عہدوں پر تھے۔ وہ مولوی صاحب سے ناراض تھے۔ وجہ ناراضگی یہ ہے کہ مخدوم الملک نے نواب صاحب بہاول پور کے نام پر ولایت (لندن) سے اسلحہ منگوا یا۔ سی۔ ڈی نے نواب صاحب کو رپورٹ دی۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے تو پرائیویٹ طور پر کوئی اسلحہ منگوانے

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کا آرڈر نہیں دیا۔

تفتیش شروع ہوئی۔ مولوی صاحب مخدوم الملک کے پاس چل کر گئے اور کہا کہ جو ناجائز اسلحہ ہے وہ حوالے کر دیا جائے، اس اسلحہ کو ہیڈ میچہ میں دریا میں پھینک دیا جائے گا۔ مخدوم الملک نے انکار کر دیا۔ جب مولوی صاحب نے سختی سے کہا تو ناجائز اسلحہ خانہ سے نکال کر مولوی صاحب کے حوالے کر دیا گیا۔ وہ اسلحہ مولوی فیض احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ کے مطابق ہیڈ منڈ کور میں پھینکوا دیا۔ نواب صاحب کورپورٹ دی گئی کہ مخدوم الملک کے پاس کوئی ناجائز اسلحہ نہیں ہے۔ نواب صاحب بڑے سمجھدار تھے اور فرمایا کہ فیض احمد! مخدوم الملک کو بچا گئے انگریزی میں you save them کے الفاظ فرمائے۔ مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ کی شادی محلہ عام خاص بہاول پور کے لودھی خاندان میں ہوئی۔ مخدوم صاحب کے سرکار کا گھر مولوی صاحب کے مکان کے بالمقابل ملتان / مچھی بازار کی جنوبی طرف لب سڑک تھا۔ مخدوم صاحب جب سرکار کے گھر آتے تو مولوی صاحب سے ضرور مل کر جاتے۔ حق مسائلی کو مد نظر رکھ کر مولوی صاحب مخدوم الملک کو بچا گئے لیکن مخدوم صاحب کے دل میں انتقامی جذبہ موجود رہا۔ ان حالات کے تحت مولوی صاحب نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔

راقم کو یاد ہے کہ مولوی فیض احمد صاحب نے غالباً ۱۹۵۷ء میں ریاست بہاول پور کی اسمبلی کا الیکشن بھی لڑا، جس میں وہ کامیاب نہ ہوئے۔ حلقہ جھانگی والا تحصیل و ضلع بہاول پور تھا۔ ان کے مد مقابل میاں اللہ بخش مہتمم جاگیرات نواب صاحب تھے۔ وہ کامیاب ہو گئے۔ الیکشن میں دھاندلی ہوئی تھی۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود کا زور تھا۔ واضح ہو کہ میاں اللہ بخش کا ایک فرزند میاں اللہ نواز۔ لاہور ہائی کورٹ کا چیف جسٹس رہا۔ ۱۹۹۹ء میں ریٹائرڈ ہو گیا۔

راقم کو یاد ہے کہ ایک دن جمعہ نماز کے بعد جامع مسجد الصادق بہاول پور (شہر کی بڑی جامع مسجد) میں مولوی صاحب نے تقریر کی اور کہا کہ ایک دن مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ نے تشکیل پاکستان سے کچھ ماہ قبل اپنے محل وقوع جمال دین والی میں مجھے بلایا اور کہا کہ مولوی صاحب آپ اس وقت ضلع رحیم یار خان کے ڈی۔ سی ہیں۔ میں (مخدوم صاحب) تشکیل پاکستان کے وقت اپنی نوابی کا اعلان کروں گا، آپ خاموش بیٹھے رہیں، کسی قسم کی مداخلت نہ کرنا۔ مولوی

martat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صاحب نے فرمایا کہ وہ جمال دین والی سے واپس آ کر مجھے بدل کر ”ذریہ نواب صاحب“ میں نواب صادق محمد خان خاں عباسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳/ مئی ۱۹۶۶ء) کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ نواب صاحب نے اپنی فوج کے چند ترک فوجیوں سے بھر کر جمال دین والی میں بھجوا دیئے۔ فوجیوں نے محل کے چاروں طرف گھیرا ڈال دیا۔ اس اقدام پر مخدوم الملک بڑا پریشان ہوا۔ مشکل سے محل سے باہر آیا اور نواب صاحب سے معذرت کی۔ یہ تقریر مقامی اخبارات میں ضرور چھپی ہوگی۔ افسوس کہ اب اس کا ریکارڈ میرے پاس نہیں ہے۔

مولوی صاحب کو راقم نے دیکھا ہوا تھا۔ دراز قد، سفید رنگ، شلوار قمیص اور سر پر سرخ ٹرکی ٹوپی پہنتے تھے۔ طرز گفتگو نہایت شریفانہ تھا۔ چہرہ سے زُعب اور شرافت کا عکس نمایاں تھا۔

محمد عبدالباقی صاحب خاکسار مولف کے نام اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں۔

والد صاحب صبح کی نماز کے بعد تلاوت کرتے تھے پھر ناشتہ اور دوسری ضروریات سے فارغ ہو کر دوبارہ وضو کر کے باہر مردانہ مکان میں آ کر بیٹھتے تھے اور وہ وہاں پر ہی مختلف لوگوں سے ملاقات کرتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ وہ مختلف جگہوں سے آنے والے خطوط کے جوابات بھی تحریر کرتے رہتے تھے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد آرام فرماتے تھے۔ رات کی نماز کے بعد کھانا تناول فرمانے کے بعد موسم سرما میں ہم سب بچوں کو درس حدیث دیتے جس کا وقت ۲۰ منٹ سے لے کر کبھی ایک گھنٹہ تک بھی ہو جاتا۔ اس سے زیادہ میں اُن کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی البتہ اس قدر جانتا ہوں کہ دفاتروں میں ڈپٹی کمشنر بہاول پور نے مقامی طور سے چھٹی دے دی تھی اور سب افسران نے نماز جنازہ میں شرکت کی تھی نیز جنازہ کی جگہ جو کہ ملتان کی گیٹ کے باہر تھی، کا اہتمام بھی گورنمنٹ ہی نے کیا تھا، جو آج کے افسران کے نصیب میں نہیں، جب کہ والد صاحب تو ریٹائرڈ تھے۔

حضرت خواجہ حافظ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے خاکسار مولف سے ایک ملاقات میں بیان فرمایا کہ مولوی فیض احمد صاحب مرحوم ساکن الہابانی حضرت ثالث خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی رضی اللہ عنہ کے فرید تھے۔

مولوی فیض احمد مرحوم کی دو بیویوں سے سات لڑکے اور سات لڑکیاں ہوئیں۔ جس کی

marfat.com

تفصیل یہ ہے۔

۱. نور احمد مرحوم (لڑکپن میں لاؤ لد فوت ہوئے)
۲. نام معلوم نہ ہو سکا، بچپن میں فوت ہوئے۔
۳. فاروق احمد مرحوم (۱۹۳۶ء تا ۱۹۷۹ء)
۴. محمد عبدالباقی (سودی عرب میں بطور انجینئر کام کرتے رہے ہیں)
۵. محمد عبدالباقی (ڈپٹی سکریٹری اسٹیکل شمشٹ اسلام آباد)
۶. مسعود احمد مرحوم
۷. شاہد احمد (والد کی زندگی میں عمر ۱۸ سال لاؤ لد فوت ہوئے)

بقول محمد عبدالباقی صاحب والد صاحب کے بارے میں والدہ بتاتی تھیں کہ جب تک والد صاحب جاتے رہتے ہر وقت باوجود تھے ان کا یہ معمول تمام جوانی میں بھی تھا۔ والد صاحب نے مکان کا نام دادا صاحب (مولانا نورالدین صاحب) کے نام پر ”انور“ رکھا تھا۔

حضرت مولوی فیض احمد مرحوم نے ۲۷/شوال المکرم ۱۳۷۶ھ الموافق ۸/فروری ۱۹۶۷ء بروز بدھ وصال فرمایا۔ اناضو اناالیہ راجعون

ملتان کی گیت بہاول پور کے باہر تھوڑے فاصلہ پر بہاول پور کی سرکلر روڈ ہے جسے ملتان روڈ بھی کہتے ہیں۔ اس سڑک کے کنارے شرقی جانب ایک چھوٹا سا قبرستان ہے۔ اس میں سید محمد نواز شاہ گردیزی اول متوفی ۱۹۰۸ء کا مقبرہ بنا ہوا ہے جو دالان نما ہے، گنبد نہیں ہے۔ دالان کے چار دروازے ہیں، اس کے ملحق شمالی جانب مسجد ہے جہاں پانچوں وقت نماز ہوتی ہے۔ گردیزی صاحب کے مقبرہ سے چند قدم دور جنوبی جانب سید احمد شاہ صاحب گیلانی متوفی ۱۳۱۰ھ کا بڑا بلند گنبد نما مقبرہ ہے جو اکثر مقلد رہتا ہے۔ اسی قبرستان میں مولوی فیض احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو خواب استراحت ہیں۔

حضرت محمد حسن میرانی نوشاہی بہاول پور مدظلہ نے حضرت مولوی فیض احمد مرحوم کی وفات کے تاریخی مادے اور قطعہ لکھا۔

”آہ! فیض احمد صاحب۔ ڈی۔ سی۔ بہاول پور“

martat.com

۱۳ ۵ ۸۶

”قبر مولوی فیض احمد مرحوم۔ ڈی۔ی۔ بہاول پور“

۱۹ ۴ ۶۷

وہ عالم و فاضل وہ ڈپٹی کمشنر شرافت میں اُن کا نہ تھا کوئی ثانی
لکھی نہیں نے تاریخ بے حد رنج ہوئے فیض احمد غلام آبادی

۱۹۷۰-۳=۱۹۶۷ء ۳

فیض احمد ماچورفت اندر جانا وصل گفت ”راہم فخر زمان“

۱۳۸۶ھ

ماخذ

- ۱ مکتوب محمد حسن خان میرانی نوشاہی بنام محمد مرید احمد چشتی مورخہ ۳/ مارچ ۲۰۰۰ء
از بہاول پور شہر
- ۲ مکتوب محمد عبدالباقی صاحب بنام محمد مرید احمد چشتی مورخہ ۲۸/ اپریل ۲۰۰۰ء
از انور، ملتان، گیٹ، بہاول پور شہر
- ۳ فہرست ملازمین بہاول پور حکومت، فراہم کردہ جناب محمد حسن خان میرانی نوشاہی
بہاول پوری
- ۴ شجرہ اولاد مولوی فیض احمد مرحوم سابق ڈپٹی کمشنر صاحب بہاول پور مرتبہ محمد حسن خان
میرانی نوشاہی صاحب مدظلہ العالی
- ۵ ماہنامہ العزیز بہاول پور بابت ماہ اگست ۱۹۳۲ء
- ۶ حاجی محمد مرید احمد چشتی: فہرۃ النفاۃ فی خلفاء بیروسیال جلد دوم مطبوعہ لاہور

۱۳ ۵ ۱۰

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿ حضرت مولوی شمس الدین بہاول پوری (۱) ﴾

آپ موضع للیانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا (پنجاب) کے باشندہ تھے۔ ریاست بہاول پور میں ڈپٹی کمشنر کے عہدہ پر فائز تھے۔ حضرت مولوی فیض احمد مرحوم و مغفور کے خاندان سے تھے۔ حضرت ثالث خولجہ حافظ الحاج محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ کے مخلص مرید تھے۔ بیعت والی بات فخر الاسلام حضرت خولجہ حافظ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بتائی۔

﴿حضرت حافظ فضل کریم رتوی﴾

اسم گرامی فضل کریم والد ماجد کا اسم علی محمد تھا۔ پیدائش شریف ضلع چکوال میں ہوئی۔ مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ بچپن ہی سے دین مبین کی طرف طبعی میلان تھا۔ چھوٹی عمر میں ہی آپ نے اس وقت کی مشہور درس گاہ شاہ یوسف ضلع سرگودھا سے تھوڑے عرصہ میں بڑی محنت سے قرآن پاک حفظ کر لیا۔ آپ کی ذہانت پر اساتذہ کرام کو بڑا اثر تھا۔ ازاں بعد دینی تعلیم کے حصول کے لئے مرکزی دینی درس گاہ مگھوئے ضلع ملتان تشریف لے گئے وہاں پر آپ نے تقریباً درس نظامی کے ضروری نصاب کی کتب پڑھیں۔ اسی دوران شاہ یوسف کے اساتذہ کرام کی خصوصی دعوت پر آپ ملتان سے تشریف لائے۔ یوں رمضان شریف میں نماز تراویح میں قرآن کریم سنایا۔ آپ وقت کے مایہ ناز حفاظ کرام میں شمار ہونے لگے۔ بعدہ واپس اپنے گاؤں رتہ شریف تشریف لائے۔ تقریباً بیس سال کی عمر میں آپ کی شادی اپنے ہی خاندان میں ہو گئی۔ حضرت ثالث خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ کے دست حق پرست پر آپ نے بیعت کی۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے بڑے محب اور عاشق صادق تھے جب سے آپ کا روحانی تعلق سیال شریف سے قائم ہوا پھر پوری زندگی بڑی باقاعدگی سے اپنے پیر خانے پر حاضری دیتے رہے۔

یہ بات بڑی مشہور ہے کہ آپ نے کسی عرس شریف کے موقع پر غیر حاضری نہیں کی۔ حضرت استاذ الحفاظ مولوی باصفا حافظ فضل کریم رتوی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی رتہ شریف کے لئے باعث برکت ثابت ہوئی وہ اس طرح کہ دربار عالیہ رتہ شریف کے سجادہ نشین حضرت قبلہ مفتی امام الدین نقشبندی رتوی کی خصوصی توجہ سے آپ کا میلان ذکر و فکر کی طرف بکثرت ہو گیا پھر قبلہ مفتی صاحب کی فرمائش پر ہی آپ نے جامع مسجد رتہ شریف کے ایک چھوٹے سے حجرے میں قرآن کریم کا درس شروع فرمایا جو رفتہ رفتہ ایک مرکزی حفظ قرآن کی درس گاہ کی شکل اختیار کر گیا۔ اسی درس گاہ میں بے شمار لوگوں نے قرآن پاک حفظ کیا جس میں بچے اور بچیاں بھی شامل ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رتہ شریف کے گھر گھر میں آپ کو خواہ مرد ہو یا عورت ایک نہ ایک ضرور حافظ قرآن

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ملے گا۔ یہ آپ کی محنت کا ثمر ہے۔ آپ شب و روز قرآن کریم کی تعلیم میں مصروف رہتے اور احسن طریق پر زیورِ تعلیم قرآن سے عوام الناس کو بہرہ ور فرماتے۔ یہ تدریس قرآن کا سلسلہ پوری زندگی بڑے جوش و خروش سے جاری رہا۔ اس دوران آپ کا قیام ہمیشہ مسجد میں ہی رہا کرتا تھا۔ آپ تادمِ زیست یا دِ مَد اور ذکرِ مصطفیٰ (ﷺ) میں مشغول رہے۔ آپ نے کم و بیش ساٹھ سال تک مسلسل قرآن کریم کا درس دیا اور تدریس حفظ قرآن کریم کا درس دیا اور تدریس حفظ قرآن کریم کی مسند پر فائز رہے۔ آپ بڑے اوصاف اور بڑی خوبیوں کے حامل تھے۔ پوری زندگی علم و عمل، ذکر و فکر اور زہد و تقویٰ میں گزاری۔

آپ انتہائی وجیہہ شکل و صورت کے مالک تھے۔ گول چہرہ، شرمیلی آنکھیں، خوبصورت مسنون ریش مبارک، سادہ لباس و خوراک بہت پسند فرماتے تھے۔ آپ کا انداز گفتگو بڑا کریمانہ اور اخلاق بیحد مثالی تھا جو بھی مجلس میں ایک دفعہ بیٹھا تو آپ کا ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو جاتا تھا۔ اُس دور کے مشہور حفاظ کرام اور ممتاز اساتذہ کرام میں آپ کا شمار ہوتا تھا جو کہ قرآن کریم کی تدریس میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ حضرت مفتی امام الدین نقشبندی، مفتی حافظ دین محمد نقشبندی، مفتی حافظ جمال الدین نقشبندی اور جملہ حضرات مفتی صاحبان کے خاندان کا بیحد ادب و احترام فرماتے تھے۔

آپ کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے جنہوں نے آپ سے فیض قرآن حاصل کیا۔ آپ کے مایہ ناز شاگردوں میں یہ نام ہیں۔

۱ حضرت مفتی جمال الدین نقشبندی، رتہ شریف

۲ حضرت مفتی عبدالقدوس ہاشمی، رتہ شریف

۳ حافظ محمد حنیف اعوان

۴ حکیم حافظ عبدالرزاق جبریت

۵ حافظ محمد ظفر الحق

۶ زوجہ مفتی جمال الدین نقشبندی

۷ زوجہ قاضی غلام مہدی

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۸ صاحبزادہ قاری محمد کفایت احمد مجددی مدظلہ۔ سجادہ نشین رتہ شریف ضلع چکوال

۹ حافظ میاں عبدالرشید، رتہ شریف ضلع چکوال

حضرت حافظ فضل کریم رتوی کی تاریخ ولادت اندازاً ۱۲۸۹ھ بمطابق ۱۸۷۲ء ہے
آپ نے کم و بیش سو سال کی عمر میں یکم محرم الحرام ۱۳۸۹ھ بروز سہ شنبہ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۷۰ء میں
وصال فرمایا۔ آپ کی نماز جنازہ علاقہ کی ماہ و ناز شخصیت ممتاز عالم دین حضرت مولانا حافظ محمد امین
سیالوی خطیب اعظم کلر کہار نے پڑھائی۔ علاقہ بھر سے لوگوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ رتہ
شریف کے قدیمی و مرکزی قبرستان میں آپ کی آخری آرام گاہ ہے جو کہ مرجع ہر خاص و عام ہے۔
حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی ایم۔ اے نے تاریخ کمی ہے۔
”گوہر یکتا مولانا فضل کریم“

۱۹۷۰ء

اس جہاں سے ہو گیا زخمت سوئے خلد نعیم
مرد مومن پاک باطن صاحب خلق عظیم
سال رحلت کے لئے آئی ندا فیض الامین
لکھ ”زعیم ملت اسلامیات فضل کریم“

۱۹۷۰ء

آپ کے تین بیٹے تھے۔

۱۔ محمد عظیم سیالوی۔ ۲۔ محمد شریف سیالوی۔ ۳۔ محمد امین سیالوی۔

مؤخر الذکر دونوں بیٹے بقید حیات ہیں اور الحمد للہ آپ کی یادگار، صحیح نشانی، بڑی خوبیوں کے مالک،
نیک صورت، نیک سیرت اور شریف انفس، شریعت مطہرہ کے پابند اور سیال شریف کے سچے اور
کچے غلام ہیں۔

حضرت قاری محمد عبید اللہ ہاشمی خطیب مرکزی عید گاہ چکوال لکھتے ہیں:-
رتہ شریف ضلع چکوال کا اگرچہ ایک نہایت کم آباد گاؤں ہے لیکن ہم اسے بلا خوف

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تردید ایک مردم خیز بلکہ صوفیاء خیز گاؤں کہہ سکتے ہیں۔ اس مختصر سے گاؤں میں بڑے بڑے صوفیاء اور علماء پیدا ہوئے جو اپنے مقام اور مرتبے کے لحاظ سے کئی ایک قد آور شخصیات پر بھاری تھے۔ اس گاؤں کو آباد کرنے والی قوم گوندل کے نام سے معروف تھی۔ گوندل قوم کا پہلا شخص جس نے اسے آباد کیا، اُس کا نام میاں رتہ تھا۔ گوندل برادری کے اکثر افراد کے حالات پردہ اخفاء میں ہیں لیکن ایک عظیم الشان نام جس نے پوری گوندل برادری کو ایک ممتاز مقام عطا کر دیا وہ حضرت حاجی نصر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہی ہے جو کہ بہت بڑے صاحب کرامات بزرگ تھے، ان کا مزار مقدس آج بھی عوام الناس کیلئے باعث کشش اور برکت ہے۔ لوگ ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں اور اپنی مرادوں کو پہنچتے ہیں۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ حاجی نصر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سب سے بابرکت ہستی حضرت استاد حافظ فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ حضرت حافظ فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں شاہ یوسف ضلع سرگودھا میں جا کر قرآن مجید حفظ کیا۔ حفظ کرنے کے بعد آپ دینی کتب کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن رتہ شریف میں قرآن مجید کا درس نہ ہونے کی وجہ سے حضرت مفتی امام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی صلاحیتوں کو بھانپ کر ۱۹۱۰ء کے لگ بھگ آپ کو مسجد کے بظلی حجرے میں گاؤں کے بچوں اور چھوٹی بچیوں کو پڑھانے کیلئے بٹھا دیا۔ اُس وقت آپ کی عمر ۱۹ سال کے لگ بھگ تھی۔

آپ درمیانے قد اور صاف رنگت اور نہایت مقبول نقوش کے مالک تھے۔ ان کی آنکھوں میں بچپن سے شرم و حیا سی ہوئی تھی۔ قرآن مجید کی تدریس کا بیڑا اٹھایا اور پون صدی تک ایسی باقاعدگی، اتنی مستعدی اور اس درجے کی شرافت کے ساتھ اس فرض کو انجام دیا کہ جس کی مثال شاید ہی کہیں ملے گی۔ آپ سے سینکڑوں بچوں اور بچیوں نے قرآن مجید پڑھا لیکن پورے دو ہزار ریس میں گاؤں میں کسی ایک طرف سے بھی آپ کی کسی کمزوری کے متعلق لوگوں کی زبان پر ایک لفظ تک نہ آسکا۔ یہ شرافت، یہ کردار اور یہ اپنے کام سے لگن صرف ایک استاد ہونے کی حیثیت سے نہ تھی بلکہ ایک صلابت نظر کی نظرِ شفقت نے اس سونے کو کندن کر دیا تھا اور یہ خصوصی توجہ آپ کے مرہبہ کامل و اکمل حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی جس نے آپ کے ظاہر و باطن کو تمام خوبیوں سے آراستہ فرما دیا تھا لیکن ایک بات جسے میں نے کسی اور کے معمولات میں قطعاً نہیں دیکھی وہ یہ تھی کہ آپ بلاشبہ ہر سال رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض ہو چکے تھے اور ہوتے

رہے تھے لیکن آپ کے طور اطوار پر حضرت اعلیٰ مفتی امام الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا بہت گہرا اثر بھی تھا۔ حضرت اعلیٰ مفتی رحمۃ اللہ علیہ تربیت فرمانے میں ہمال تھے اور استاد حافظ فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تربیت لینے میں کوئی کسر نہ رہی۔

حضرت مفتی اعلیٰ امام الدین رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے ختم خواجگان میں کسی غیر نقشبندی کو پڑھنے کیلئے کسی کو نہیں بٹھاتے تھے مگر استاد فضل کریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اس پابندی سے مستثنیٰ تھی۔ وہ ختم خواجگان میں بھی شامل رہتے اور مراقبہ میں بھی شامل ہوتے۔ حضرت مفتی اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات تقریباً دس سال تک آپ کو حاصل رہیں۔ ۱۹۱۹ء میں مفتی اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے دونوں بیٹے مفتی ثانی حضرت عطاء محمد رحمۃ اللہ علیہ اور مرشد ثانی حضرت قاری دین محمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔ دونوں بھائی ختم خواجگان کا التزام فرماتے اور میں اکثر حضرت استاد فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد ثانی کے مراقبات اور توجہات میں شامل ہوتے دیکھتا رہا ہوں اور یہ استفادہ ۱۹۳۶ء تک مسلسل ہوتا رہا۔

حضرت فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ وہ اپنے طلباء اور طالبات کو ہر جمعرات کے دن مفتی اعلیٰ کے مزار پر لے جاتے جو کہ مسجد کے صحن کے باہر شرق کی طرف واقع تھا اور جہاں پر اب ایک عظیم الشان اور خوبصورت روضہ مبارک تعمیر ہو چکا ہے۔ آپ طلباء سے وہاں پر قرآن مجید پڑھواتے اور دیر تک آپ مفتی اعلیٰ کے مزار پر مراقبہ رہتے۔ اس معمول میں آپ کی آخری عمر تک کوئی فرق واقع نہ ہوا۔

میں نے کئی مرتبہ استاد فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد ثانی سے راز دارانہ گفتگو کرتے ہوئے سنا جس میں اکثر اس بات کا حضرت فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ فرماتے۔ استاد صاحب نے آج مجھے یہ حکم دیا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے اور آپ کیلئے یہ خاص ہدایت دی ہے اور یہ سارے احکامات اور ہدایات وہ دورانہ مراقبہ لیا کرتے تھے۔

یاد رہے کہ حضرت فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو استاد جی کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ دونوں کی یہ باہمی گفتگو اگرچہ دوسروں سے چھپ چھپا کر ہوا کرتی تھی لیکن میں کیونکہ چھ سات سال کا بچہ تھا اور انہیں یہ اندیشہ نہیں تھا کہ یہ کسی بات کو نوٹ کر رہا ہوگا، اس لئے مجھ سے پردہ داری ضروری خیال نہیں کرتے تھے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو ہدایات آپ لولہ جی تھیں

marfat.com

اُن کو تو دماغ میں نہ سمجھ سکا لیکن اتنا مجھے احساس تھا کہ مفتی اعلیٰ کی روحانی ہدایات مرہد جانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا رہے ہیں۔ استاد فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کشف معلوم نہیں کہ اپنے بھوکا دل کے ذریعے سے حاصل ہوا تھا یا کہ مفتی اعلیٰ اور مرہد جانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کے سبب سے؟ بہر حال آپ نے اپنے دل کی پاسبانی کی اور خوب کی۔ ساری زندگی آپ سر اٹھا کر نہیں بلکہ سر کو جھکا کر چلے۔ کسی بھی انسان سے کبھی آنکھیں چار نہیں کیں۔ آپ کی ہر بات نظریں زمین پر گاڑے ہوتی تھی۔ مٹی سے لگاؤ رہا اور خاکساری کو تا عمر سینے سے لگائے رکھا۔ شائد علامہ اقبال نے استاد صاحب کیلئے کہا تھا:۔

غافل نہ ہو خودی سے کراہی پاسبانی شائد کسی حرم کا تو بھی ہے آستانہ!

میں نے برسوں استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح دیکھا کہ آپ تہجد کیلئے تشریف لاتے اور اندر میرے ہی میں وضو فرماتے، مسجد کے اندر تشریف لے جاتے اور گھپ اندر میرے میں نوافل ادا کرتے۔ مسجد کے اندر بائیں جانب آپ نے ایک جگہ مخصوص کر رکھی تھی۔ اذانوں کے وقت تک کوئی شخص جان نہیں سکتا تھا کہ استاد صاحب ہیں یا نہیں اس قدر خاموشی اور بے ریا عبادت آپ کے معمولات کا حصہ تھی مسجد میں دائیں طرف اور محراب کے قریب کچھ دوسرے لوگ تہجد پڑھ رہے ہوتے لیکن وہ کسی نہ کسی انداز میں کھٹکار کر یا مختلف آوازیں نکال کر اپنی موجودگی کا احساس دلاتے رہتے۔ کیا خبر صوفیاء حضرات کے نزدیک یا صوفیاء حضرات کے خیال کے مطابق ریاہ خفی کے زمرے میں آتی ہوں جس سے استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سو فی صد مبرا تھے۔ استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ زمیندار تھے۔ سیر چشمی اُن کی فطری میراث تھی۔ یہی سبب ہے کہ آپ نے زندگی بھر تدریسی فرائض کا نہ معاوضہ چاہا، نہ کسی سے کچھ امید رکھی جہاں تک مجھے یاد ہے آپ کی بے طمع طبیعت کی وجہ سے آپ کے شاگردوں نے کبھی بھی تنقید کوئی چیز پیش کرنے کی سعادت کم ہی حاصل کی۔ مجھے یاد ہے۔ ایک مرتبہ میری والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا نے بچہ کھارا شریف سے جب میں چلنے لگا تو مجھے پانچ روپے دئے اور کہا کہ میرے استاد محترم کو رتہ شریف جا کر پیش کر دینا۔ میں نے استاد گرامی کی خدمت میں پانچ روپے پیش کئے اور امی جان کا سلام عرض کیا۔ استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش ہوئے اور بہت سی باتیں والدہ محترمہ کے متعلق پوچھیں۔ میں نے بھانپ لیا تھا کہ استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خوشی کی باتیں ملنے لگیں ہوں کیونکہ اس بات کی تھی کہ میری

ایک طالبہ نے مجھے یاد کیا اور استاد کے احترام کو ملحوظ رکھا۔

آپ نے اپنے مرشدِ کریم سے خلافت اگرچہ حاصل کر رکھی تھی لیکن کسی ایک انسان کو بھی آپ نے اپنا مرید نہ بنایا نہ کبھی میں نے آپ کو اپنے مرشدِ کریم کی تعریف اس طریقے سے کرتے ہوئے دیکھا کہ لوگ میرے پیر کی باتیں سن کر میرے پیر بھائی بنیں اور ایک گروپ کی شکل میں عرسِ مبارک پر سیال شریف حاضری دیا کریں حالانکہ آپ باقاعدگی سے سیال شریف ہر عرس پر حاضری دیتے اور حضرت سجادہ نشین صاحبِ آپ کی بہت قدر افزائی فرماتے مگر اس کے باوجود استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہ کبھی کسی کو خود پر پیر کی بے پناہ شفقت کا ذکر فرمایا نہ خود نمائی کا کوئی موقع پیدا ہونے دیا۔ آپ کا یہ وطرہ آپ کی بے نفسی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب بسترِ علالت پر تھے اور خاصے کمزور ہو چکے تھے۔ آپ کے چھوٹے بیٹے محمد امین صاحب مرحوم دینی میں ملازم تھے، رخصت پر گھر آئے اور جب چھٹی ختم ہونے لگی تو سخت بے چین تھے کہ مجھے ملازمت کی وجہ سے واپس جانا پڑ رہا ہے کہیں میری غیر حاضری میں کوئی عظیم حادثہ رونما نہ ہو جائے۔ اپنی پریشانی کا انہوں نے اپنے والد محترم سے ذکر کیا تو استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جیسا تم اپنی ڈیوٹی پر جاؤ انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری ملاقات کے بغیر اللہ تعالیٰ مجھے اپنے پاس نہیں بلائے گا۔ چنانچہ بہت سے لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ کے چھوٹے بیٹے دوبارہ رخصت پر آئے اور استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تسلی بخش باتوں کے بعد آپ نے سیرِ آخرت اختیار فرمایا۔ ع

خوب تر تھا صبح کے بارے سے بھی تیرا سفر

ماخذ

- ۱ مکتوب شریف حضرت صاحبزادہ مفتی محمد کفایت احمد مجددی سجادہ نشین بنام مولف مرقومہ ۲۵/ جولائی ۲۰۰۱ء از دربار شریف نقشبندیہ رتہ شریف ضلع چکوال (پنجاب)
- ۲ مکتوب صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی بنام مولف مورخہ یکم اگست ۲۰۰۱ء از مونیان شیکریاں ضلع مہجرات (پنجاب)

﴿حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزی﴾

خاندان اور ولادت

آپ خانوادہ سادات خوارزمیہ کے ایک عظیم فرد تھے۔ والد ماجد حضرت خواجہ سید امیر علی شاہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل اور درویش صفت انسان تھے۔ چشتیہ سلسلہ سے مجاز تھے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ مجاز حضرت خواجہ سید محمد اکرام شاہ رحمۃ اللہ علیہ (مدفون سلہو کی شریف) کے داماد تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء کو سلہو کی شریف میں ہوئی۔ والد ماجد نے غلام حسین نام تجویز فرمایا۔

تحصیل علم

حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزی رحمۃ اللہ علیہ نے سکول میں پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ قرآن مجید اور دیگر عربی فارسی اور عربی کی کتب حضرت مولانا محمد دین ساکن باہری (حافظ آباد) سے موضع باہری میں پڑھیں۔ حضرت مولانا محمد دین رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سید امیر علی شاہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے فرید تھے۔ حضرت مولانا محمد دین مرحوم و مغفور بہترین کاتب، حکیم حاذق اور جید عالم دین تھے۔ حضرت مولانا غلام علی ساکن راکے مینڈر ضلع گوجرانوالہ حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزی کے ہمدرد تھے۔

سیال شریف حاضری اور بیعت

والد ماجد حضرت خواجہ سید امیر علی شاہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد سیال شریف حاضری کے لئے سلہو کی شریف سے پایادہ روانہ ہوئے۔ محبت علی ولد نواب دین خادم ہمراہ تھا۔ جب آپ سرگودھا کے قریب چک نمبر ۱۰۰ کی مسجد میں داخل ہوئے چونکہ مسجد کا پانی مناسب نہ تھا لہذا آپ چک نمبر ۱۰۰ سے باہر تشریف لائے تاکہ نہر پر وضو کر کے نماز عصر ادا کریں۔

martat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

چنانچہ وضو سے جب آپ فارغ ہوئے تو ملکہ نامی سگھ جو شرف بہ اسلام ہو چکا تھا، نے اپنا لڑکا بھیج کر بلوایا کہ آج آپ میرے مہمان ہیں۔ میں نے حضور غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر آپ کا کھانا تیار کیا ہوا ہے لہذا آپ میری دعوت قبول فرما کر کھانا تناول فرمائیں۔ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ رات کو وہ آپ کو خانقاہ حضرت سید ہاشم شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر لے گیا۔ ساری رات اس نے خانقاہ پر کلہ طیبہ کا ورد جاری رکھا اور بوقت فجر اپنے مکان پر آیا۔ ناشتہ کھلا کر آپ کو الوداع کیا۔

جب آپ اہل و نواں سے گزرے تو ایک عورت مسماۃ فاطمہ نے عرض کیا کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے مشرف بہ زیارت فرمایا ہے نیز ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کی دوپہر کی ضیافت کروں لہذا آپ میری دعوت قبول فرمائیں۔ آپ دوپہر کے قیلولہ کے بعد مزیدہ جائز میں مقیم ہوئے۔ راستہ میں ایک مائی صاحبہ نے ٹھنڈی لسی پلائی۔ آپ نے استفسار فرمایا کہ مائی صاحبہ آپ کا کیا نام ہے؟ جواب مائی صاحبہ نے کہا کہ میرا نام ”ہیر“ ہے۔

الغرض آپ بوقت شام سیال شریف وارد ہوئے۔ یہ دور حضرت ثالث خولجہ حافظ الحاج محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ العزیز کا تھا۔ حضرت ثالث سیالوی کی خدمت میں حاضری پر دو تھال مصری مع نقدی پیش کئے۔ نذر بردار نے آپ کی نذر اٹھالی۔

حضور ثالث سیالوی نے پوچھا۔ یہ برخوردار کون ہے؟ خادم نے عرض کیا کہ حضرت سید امیر علی شاہ صاحب سلہو کی شریف کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت ثالث سیالوی نے سینے سے لگایا اور دست شفقت سر پر پھیرا۔ آپ نے رو کر درج ذیل اشعار عرض کئے

بشب آن گفتہ کہ چہ می پرسی ز نجو سب اختر کو در مرا
من دفتر آدم جام ہمم پروردہ شہر بھنجر مرا
الحال خیال وصال پنوں انگند دریں سر شور مرا
دام کہ بمیر دم در طلوش در راہ گزرم کن گور مرا

یہ شعر باعث فرما کر آپ از حد متاثر ہوئے اور اپنی بے پایاں عنایات اور نوازشات سے نوازا۔ بیعت سے مشرف ہو کر سینہ عشق حقیقی کا گنجینہ بتالیا۔ بعد ازاں مسلسل سیال شریف کی

marfat.com

حاضری جاری رہی۔ خرقہ و خلافت والد ماجد حضرت سید امیر علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمایا۔ علاوہ ازیں آپ کو خلافت اپنے حقیقی چچا جان حضرت مولانا سید محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تھی۔

شیخ سے عشق

آپ کو سیالوی حضرات سے بے انتہا عشق تھا۔ سال میں کئی بار سیال شریف حاضر ہوتے۔ لنگر شریف کی خدمت بجالاتے۔ اپنی ہر چیز کا مالک پیر سیال کو گردانتے۔ گھر میں موجود ہر اچھی سے اچھی چیز پیر سیال کی نذر کر دیتے تھے۔ بہترین اور خوبصورت موسیقی صاحبزادگان والا تبار کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ ہمہ وقت پیر سیال کا ذکر و زبان ہوتا۔ سچی بات ہے کہ آپ کی زبان سے پیر سیال کا ذکر بچتا تھا۔ مؤلف کی یہ باتیں چشم دید ہیں۔

مدارس کا اجراء

آپ نے کئی دینی مدارس قائم کئے اور ان کا انتظام والہرام اپنے ذمہ لیا۔ چند مدارس کی تفصیل اس طرح ہے۔

- ۱ دارالعلوم رضویہ خفیہ عارف والا ضلع سائی والا (قائم شدہ ۱۹۵۷ء)
- ۲ جامعہ حسینیہ فخریہ حفظ القرآن، پنڈی راواں تحصیل پھالیہ ضلع مگھرات (قائم شدہ ۱۹۶۰ء)
- ۳ جامعہ قریریہ رضویہ فخر الاسلام، نور پور کوئی تحصیل پھالیہ ضلع مگھرات (قائم شدہ ۱۹۶۸ء)
- ۴ جامعہ قریریہ رضویہ ضیاء القرآن، ساہوکی شریف ضلع گوجرانوالہ (قائم شدہ ۱۹۷۰ء)
- ۵ جامعہ حسینیہ رضویہ، بنگہ چیمہ تحصیل ضلع گوجرانوالہ (قائم شدہ ۱۹۷۳ء)
- ۶ جامعہ نور یہ رضویہ، چک وٹوواں والا علاقہ عارف والا ضلع سائی والا (قائم شدہ ۱۹۷۷ء)
- ۷ جامعہ رضویہ قمر الدارس، محلہ شمس العارفین جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ (قائم شدہ ۱۹۷۹ء)
- ۸ مدرسہ حسینیہ رضویہ تعلیم القرآن، توٹڑی کھجور والی ضلع گوجرانوالہ (قائم شدہ ۱۹۸۳ء)

marfat.com

- ۹ جامعہ شمسہ رضویہ، جسو وال تحصیل پھالیہ ضلع مہرات (قائم شدہ ۱۹۷۶ء)
- ۱۰ جامعہ خواجہ غریب نواز (رجسٹرڈ)، چٹا گڑھ تحصیل ضلع گوجرانوالہ (قائم شدہ ۱۹۸۳ء)
- ۱۱ جامعہ رضویہ قمر المدارس محلہ مومن آباد، نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ (قائم شدہ ۱۹۷۸ء)
- ۱۲ مدرسہ تعلیم القرآن رضویہ حنفیہ، محلہ محمد پورہ عارف والا ضلع سائی وال (قائم شدہ ۱۹۷۲ء)
- ۱۳ جامعہ رضویہ تنویر القرآن، محلہ سلامت پورہ کھیاں گوجرانوالہ شہر (قائم شدہ ۱۹۸۱ء)
- ۱۴ مدرسہ ضیاء القرآن، چک نمبر ۲۱ گنیا نوالہ ضلع شیخوپورہ (قائم شدہ ۱۹۷۰ء)
- ۱۵ جامعہ رضویہ فیض القرآن، وڑپال چٹھہ ضلع گوجرانوالہ (قائم شدہ ۱۹۸۱ء)
- ۱۶ دارالعلوم صاحب لولاک (رجسٹرڈ) پیر محل ضلع ٹوبہ (دارالسلام) (قائم شدہ ۱۹۷۷ء)

اخلاق و اطوار

حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ حسن اخلاق کے مالک تھے۔ ہر کسی سے لطف و احسان کرتے تھے۔ دل میں محبت دنیا پرگز نہ تھی۔ دل کے غنی اور غنی تھے۔ درویشانہ زندگی بسر کی۔ شیریں زبان تھے۔ ان کی باتیں دل میں گھر لیتی تھیں۔ غرباء و مساکین پر بچہ مہربان اور شفیق تھے۔ جنات بھی آپ کے دسترخوان سے فیض یاب ہوتے تھے۔ مقررہ لوگوں کے قرعے اپنی گرہ سے ادا کر دیتے تھے۔ مدارس دینیہ کی دل کھول کر مدد فرماتے تھے۔ طلبہ پر بچہ مہربان اور شفیق تھے۔ موسم کے مطابق طلبہ کی فروٹ سے زیادت کرتے تھے۔

منڈی بہاؤ الدین سے انیس ٹوکڑے آموں کے خرید کر پنڈی راواں کے مدرسہ کے طلباء کو کھلائے۔ زہد و تقویٰ اور پرہیزگاری میں مشہور تھے۔ صوم و صلوة، تہجد اور وظائف چشتیہ کے پابند تھے۔ خندہ رُ وادرس کچھ تھے۔ پیر سیال کے بچے عاشق تھے۔

حلیہ

حضرت شاہ صاحب مرحوم و مغفور کا رنگ سرخ و سفید تھا۔ خوب صورت اور حسن و جمال کا پیکر تھے۔ سفید لباس جو سفید قمیض اور چادر کے مشتمل ہوتا، استعمال کرتے تھے۔ سفید دستار

marfat.com

باندھتے تھے اور یہ لباس آپ کو چلتا تھا۔ پیشانی چمکدار اور نورانی تھی۔

حج بیت اللہ

آپ ۱۹۵۷ء میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول مقبول ﷺ سے شرف یاب ہوئے۔ جدہ شریف، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں آپ کی دعوتیں ہوئیں۔ دورانِ حج آپ کے رفقاء میں حضرت مولانا سید مراتب علی شاہ مدظلہ العالی (فرزند ارجمند و جانشین)، حاجی محمد ظلیل صاحب (گوجرانوالہ) اور مولانا محمد التجا صاحب (گوجرانوالہ) شامل تھے۔ حجاز مقدس میں آپ کے لائقہ اور یدین اور عقیدت مند موجود ہیں۔

بعض احوال و کوائف

۱ حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں پکھری مصطفیٰ ﷺ دیکھی۔ ایک بہت بڑا وسیع و عریض خوبصورت شامیانہ نصب ہے۔ شامیانے کی رسیوں کے قریب امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ جلال پوری قدس سرہ معریدین تشریف فرما ہیں۔ آپ نے امیر حزب اللہ کی خدمت معلیٰ میں عرض کیا کہ حضور اندر تشریف لے چلیں تو امیر حزب اللہ نے ارشاد فرمایا: شاہ جی، یہاں قیام ہی سعادت ہے۔

حضرت امیر حزب اللہ خانی پیر سید برکات احمد شاہ مدظلہ العالی دربار مصطفیٰ ﷺ میں آ جا رہے ہیں۔ شاہ جی نے دوبارہ عرض کیا برکات شاہ صاحب تو آ جا رہے ہیں۔ جواباً امیر حزب اللہ نے فرمایا: شاہ جی! برکات احمد، پکھری مصطفیٰ ﷺ کے حاضر باش ہیں۔

۲ حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ عالم شباب میں گمشدی کرتے تھے۔ نائی گرامی پہلوان تھے۔ یا علی یا علی کا نعرہ دورانِ گمشدی کہتے تھے۔ خواب میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے شرف دیدار بخشا اور ارشاد فرمایا: شاہ جی! گھنٹے نکلے کر کے میرا نام نہ لیا کرو چنانچہ بعد ازاں گمشدی کا شغل ترک کر دیا۔

۳ حضور غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرف زیارت بخشا تو آپ نے فرمایا: شاہ جی ”دست“ کے کیا معنی ہیں؟ عرض کیا، ہاتھ پھر فرمایا: ”کیز“ کے معنی

marfat.com

تو عرض کیا ” پکڑنے والا“ آپ نے شاہ جی کا ہاتھ پکڑ کر چلنا شروع کر دیا، تیز تیز چل رہے تھے کہ سامنے حضرت خواجہ سید امیر غنی شاہ نظر آئے۔ آپ نے شاہ جی کا ہاتھ ان کے ہاتھوں میں دے کر فرمایا۔ تیرے ”دستگیر“ یہ ہیں، اتنا فرمایا اور غائب ہو گئے۔

۴ حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمی حضرت سائیں کرم الہی المعروف کانواں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر حاضر ہوئے۔ رات کو خواب میں سائیں جی نے جلال آمیز لہجہ میں فرمایا۔ آپ سید زادہ ہیں، پانگتی کی طرف سے کیوں آئے؟ شاہ جی نے عرض کیا۔ آپ دروازہ سر کی جانب لگوائیں۔ میں ادھر سے آ جایا کروں گا۔ چنانچہ جب دوسری مرتبہ حاضری دی تو دروازہ سر کی طرف لگا ہوا تھا۔

۵ پارٹیشن (۱۹۴۷ء) میں جب ہمیں اور گاڑیاں بند تھیں تو آپ سہو کی شریف سے پایادہ قصور تشریف لے گئے۔ قصور سے گاڑی پر سوار ہو کر پاک چین شریف حاضری دی۔ آپ نے بہشتی دروازہ کی حاضری قضا نہ کی۔ ۶۵ سال متواتر باوا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری دیتے رہے۔

۶ ۱۹۷۰ء کی بات ہے۔ دارالعلوم رضویہ حنفیہ میں حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی اقامت گزیر تھے۔ رات کو بہشتی دروازہ سے گزرنے کے لئے شاہ حبیب شاہ جی نے اصرار کیا۔ صبح بعد از نماز فجر حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی عارف والدہ سے سوار ہو کر پاک چین شریف حاضر ہوئے، بہشتی دروازہ سے دونوں باپ بیٹا گزرے۔ عارف والدہ سے پاک چین شریف کا سفر تقریباً تین گھنٹے کا ہے۔ جب عارف والدہ میں واپس آئے اور گھڑی پر ٹائم دیکھا تو صرف بیس منٹ وقت صرف ہوا تھا۔

۷ حضرت صاحبزادہ سید مظفر علی شاہ سخت بیمار ہو گئے۔ شاہ جی انہیں سیال شریف لے گئے۔ دربار شریف پر حاضری کے لئے مجلس خانہ کے باہری تھے کہ سید مظفر علی شاہ رحلت کر گئے۔ مجلس خانہ میں داخل ہو کر روضہ شریف کے مشرقی دروازہ پر میت لٹا کر اوپر کپڑا اتان دیا۔ خادم کو پاس بٹھا کر آپ جنوبی دروازہ سے روضہ شریف میں داخل ہوئے اور عرض کیا، حضور شفا کے لئے حاضر ہوا تھا۔ جوں ہی باہر تشریف لائے تو میت کے پاس بیٹھ گئے۔ تھوڑے وقفہ کے بعد سید مظفر علی شاہ کے پاؤں میں حرکت ہوئی اور پھر ہاتھوں میں ازاں بعد مظفر علی شاہ نے پانی طلب

کیا۔ تالاب سے پانی اکرا پلایا گیا۔ سید مظفر علی شاہ تادم تحریر زندہ ہیں اور صاحب اولاد کثیرہ ہیں۔

تحریک پاکستان

حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمی نے تحریک پاکستان میں اپنے شیخ زادہ کے حکم پر حصہ لیا۔ حضور شیخ الاسلام سیالوی جب جنوری ۱۹۴۷ء میں جیل میں تھے تو حکومت کے خلاف جلوس میں حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمی اور ان کے برادر خورد پیر سید سلطان شاہ مرحوم و مغفور شامل رہے۔ انجمن چارنج ہو اتوانہوں نے برداشت کیا۔ حضرت شاہ جی کے ساتھ کثیر تعداد میں فریدیہ تھے بالآخر حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور حضور شیخ الاسلام کو ایک سازش کر کے جیل سے نکال کر سیال شریف پہنچا دیا گیا۔

سول نا فرمانی کی تحریک میں جیل کے دروازہ کے سامنے دھرتا مار کر بیٹھ گئے جب تک پیر سیال جیل سے باہر نہ آئے، میدان میں رہے پھر گرفتاری پیش کی۔ ازاں بعد حضرت میاں سعد اللہ سیالوی تشریف لائے اور آپ کو مع فریدیہ پیر سیال شریف لے گئے۔ تحریک پاکستان کے دوران ہر تکلیف خندہ پیشانی سے برداشت کی۔

اورادو وظائف

آپ روزانہ درود مستغاث شریف، دعاء کبیر، درود کبریت، احمر، اسماء حسنی، ہفت اسماء، شجرہ شریف، تین تسبیح درود شریف، ۶۰ تسبیح کلمہ شریف، ایک پارہ قرآن مجید، سورۃ الناس، سورۃ تہ، سورۃ یسین ایک بار، اکثر فجر کی نماز میں سورۃ یسین کی تلاوت کرتے، ہر رمضان شریف میں درود مستغاث شریف کی ۲۰۰۰ روکھ دیتے اور تہجد باقاعدگی سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ نوافل اشراق، چاشت، اوامین اور حفظہ الایمان باقاعدہ ادا کرتے تھے۔ نماز باجماعت کی پابندی سختی سے کرتے تھے۔

کوائف وصال

حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲/ جولائی ۱۹۸۶ء بروز شنبہ سحری کے وقت غسل کر کے لباس تبدیل فرمایا پھر یکن میں سوار ہو کر سلہو کی شریف تشریف لے

marfat.com

مگے۔ برادران اور فرزند ان کو یاد فرمایا۔ سب کے لئے دعا بخیر فرمائی بعد ازاں تمام لوگ زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد ظہر اور عصر کی نمازیں باجماعت ادا کیں۔ مغرب سے قبل نذر تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ اپنی چار پائی محن میں بچھوائی۔

اپنے فرزند کلاں حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی مدظلہ کادست مبارک پکڑ کر اپنے سینہ مبارک پر رکھا۔ گلہ طیبہ رواں تھا کہ بعد از مغرب آٹھ بجے جان جاں آفریں کے پیر کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یہی تاریخ، وقت اور دن والد ماجد حضرت خواجہ سید امیر علی شاہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا تھا۔ اپنے وصال شریف سے سات یوم قبل اپنا تابوت شریف اور قبر انور تیار کروائے اور وصال شریف سے ایک یوم قبل اپنے وصال کی خبر حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی مدظلہ کو دے دی تھی۔

وصال شریف

آپ نے ۴/ ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۲/ جولائی ۱۹۸۶ء بروز شنبہ رحلت فرمائی۔

جنازہ

آپ کا جنازہ ۵/ ذی قعدہ بروز یکشنبہ گیارہ بجے دن حضور امیر شریعت خواجہ حافظ الحاج محمد حمید الدین سیالوی مدظلہ العالی نے پڑھایا۔ نماز جنازہ میں بکثرت علماء و مشائخ، حفاظ، طلبہ اور معززین غرضیکہ ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ جنازہ میں بے پناہ ہجوم تھا۔

سیال شریف سے فخر الاسلام حضرت خواجہ حافظ الحاج غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے شمولیت فرمائی۔

قطعہ تاریخ و وفات

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آپ کی وفات پر حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل تاریخ

کی

شاہ جی بے شک ز آل پاکو د	پس بر وحش صد سلام و صد درود
در فقیری دل تو نگر داشتے	حُب دنیادر دُش ہرگز نہو د
لطف و احسانش بہر کس بے دریغ	زیں سبب در قدسیاں جا ہش فرو د
روز شنبہ دُذی قعدہ چہار	شاہ صاحب کرد در جنت و رُود

سال رحلت فخر از ہاتفِ خفید

مرد عادل شاہ جی رحلت نمود

۱۳۰۶ھ

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی نے درج ذیل مادے اور تاریخ وفات کی

”فخر کشور“ ”زلیہ ذی احترام سید حسین شاہ صاحب“

۱۳۰۶ھ ۸۶ ۱۹ھ

”گوہر تابان سلہو کے شریف“

۱۳۰۶ھ

سید حسین افتخار زماں	زلیہ بے ریا زبدۂ چشتیاں
ملکِ اسلام را تابندہ بے مثل	یار و اغیار را مشفق و مہرباں
بر سرِ طریقت شہ نامدار	قلب پاکش زحبتِ نبی صوفشاں
فیض یاب از کرم ہائے خواجہ سیال	حضرت شیخ الاسلام عالی نشاں
بست درماہ ذی قعدہ رختِ حیات	مرد مومن رواں خد تہنم کناں
رونقِ خانہاں گشت ویراں ازو	خد پریشان و ماندہ دلِ مخلصاں
تا قیامت ہمہ وقت بر سرِ قدش	بہر رحمت پیار د خدائے جہاں
جانشین مراتبِ علی خوش ادا	در علومِ شریعت ہمیر زماں

معرب رحلتش مفت فیض الامین

marfat.com

”ستہ نیک خُلفہ دارِ الہی“

۱۴۰۶ھ

دفن

آپ کو سلہو کی شریف میں دفن کیا گیا۔ روضہ شریف تعمیر ہو چکا ہے۔

قبر شریف پر گنبد کی تعمیر کے لئے خواب میں حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی (فرزند ارجمند) نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت خواجہ سید محمد اکرام شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کے نقشہ اور محل وقوع کے مطابق آپ نے روضہ شریف کی بنیاد رکھی ہے۔ آپ کی معیت میں کئی بزرگان ہیں چنانچہ خواب میں اشارہ کے مطابق حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی نے گنبد کی تعمیر کا آغاز فرمایا۔ چار ماہ کے قلیل عرصہ میں دولاکھ کے صرفہ سے ایک عالیشان گنبد تعمیر ہوا۔

تکمیل گنبد پر حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی کو خواب میں والد ماجد نے فرمایا۔ سیال شریف حاضری کی تیاری کرو۔ سیال شریف بر موقع حاضری فرزند کلاں کو روضہ شریف خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کی جانب چلنے کا اشارہ کیا اور خود حضور شیخ الاسلام سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو بنگلہ شریف سے ہمراہ لائے۔ سید مراتب علی شاہ صاحب نے قدسوس کی اور دعائے خیر ہوئی۔

روضہ شریف کی تعمیر میں مستری محمد شفیع صاحب ساکن بٹے والا متصل گوجرانوالہ نے اپنی متاع کی بہترین کاوش کا مظاہرہ کیا۔ مستری محمد شفیع صاحب حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص مرید اور جانثار عقیدت مند ہیں۔ مستری محمد شفیع صاحب کی اولاد حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی کے حلقہ غلامی میں داخل ہے۔

اولادِ امجاد

اللہ تعالیٰ نے آپ کو درج ذیل اولاد سے نوازا۔

حضرت العلامة سید مراتب علی شاہ خوارزمی (جانشین)

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۲ حضرت صاحبزادہ سید مظفر علی شاہ

۳ حضرت صاحبزادہ سید علی رضا شاہ

۴ حضرت صاحبزادہ سید محمد رضا شاہ

علاوہ ازیں چار دختریاں دگار ہیں۔

سجادہ نشین

حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمی کے پہلے غرس مبارک منعقدہ ۴/ ذی قعدہ ۱۳۳۵ھ پر فخر الاسلام حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ مجلس میں حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی کی دستار بندی کروائی اور چچا صاحبان حضرت خواجہ سید غلام فرید شاہ خوارزمی، حضرت صاحبزادہ سید سلطان شاہ اور خاندان کے دیگر حضرات موجود تھے۔ جنہوں نے دستار بندی پر ہاتھ لگایا اور تائید کی۔

غرس

آپ کا غرس مبارک دربار عالیہ حسینیہ سلہو کی شریف میں ہر سال بزرگ واقعات سے منایا جاتا

ہے۔

۴/ ذی قعدہ کو بعد از نماز عصر مجلس ختم خواجگان، بعد از نماز مغرب تقسیم نگر اور بعد از نماز عشاء علمائے کرام کی تقاریر دلپذیر ہوتی ہیں۔ بعد ازاں تمام رات محفل شبینہ ہوتی ہے۔

۵/ ذی قعدہ ۸/ بجے صبح مجلس ختم خواجگان اور دعائے خیر اور نگر ہوتا ہے۔

کرامات

حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ مجسمہ کرامت تھے۔ لا تعداد کرامات میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حافظ عبدالحق صاحب بغداد شریف (عراق) میں بسلسلہ ملازمت مقیم تھے کہ اچانک ان کے والد ماجد حافظ خان محمد مرحوم کا انتقال ہو گیا۔ حافظ موصوف کی والدہ ماجدہ بیحد متوش

martat.com

ہوئی۔ حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمی کی خدمت معنی میں حاضر ہو کر اپنی تشریف عرض کی۔ شاہ جی نے فرمایا۔ طوہ پکا کر پنڈی راواں کے درس میں بھیج دو، عبدالحق کل آجائے گا۔

ادھر عبدالحق کو بغداد شریف غوث الاعظم کی مسجد میں بعد از اونگہ نماز ایک سفید ریش بزرگ ملتے ہیں اور عبدالحق کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ تیرے والد ماجد فوت ہو چکے ہیں لہذا جلدی پاکستان پہنچو۔ دوسرے روز عبدالحق اپنے گھر موضع اوبی ضلع سرگودھا پہنچ گیا۔

حضرت صاحبزادہ سید مظفر علی شاہ صاحب کے مکان میں حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمی سر میں مالش کر رہے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مکان کا دروازہ کھول دو۔

آپ نے حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی کے مکان میں تشریف لا کر چند ہدایات فرمائیں جب مراتب علی شاہ خوارزمی اُس مکان میں جہاں آپ مالش کر رہے تھے، تشریف لے گئے تو شاہ جی کو وہاں موجود پایا۔

یاد رہے کہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی اور سید مظفر علی شاہ کے مکان میں ایک سڑک کا فاصلہ ہے۔ شاہ جی بیک وقت مکان میں مالش بھی کر رہے ہیں اور دوسرے مکان میں اپنے فرزند وجائش کو ہدایات بھی دے رہے ہیں۔

گویا حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ خوارزمی کو طے ارض کا مقام و دیعت تھا۔

کوائف بعد از وصال

آپ نے اپنی وفات کے بعد بھی کئی عقیدت مندوں کو شرف ملاقات بخشا۔ بخوف طوالت ایک واقعہ ذکر کیا جاتا ہے۔

آپ کے وصال شریف کے بعد حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی نے خواب دیکھا کہ شاہ جی فرما رہے ہیں۔

”شامیہ نے جلدی اتر واؤ“

آپ کو جبرائیل سے سہو کی شریف چل پڑے اور شامیہ نے اُتار کر بھجوا دیے۔ جو نمکی یہ

کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔

روز نامہ ”امروز“ لاہور میں آپ کے انتقال کی خبر چھپی۔

(امروز کے نامہ نگار سے)

گو جرانوالہ ۱۳/ جولائی، آستانہ عالیہ سلہو کی شریف سجادہ نشین پیر سید حسین شاہ گزشتہ روز قضائے الہی سے انتقال کر گئے۔ انہیں سینکڑوں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی رسم قفل صبح آٹھ بجے سلہو کے شریف میں ادا کی جائے گی۔

ماخذ و مراجع

۱ انٹرویو حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی مدظلہ مورخہ ۳/ مارچ ۱۹۸۸ء بروز آدیندر جامعہ رضویہ، قمر المدارس، گو جرانوالہ (پنجاب)

۲ حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی: باب جبریل مطبوعہ بہار پرنٹرز، لاہور ۱۳۱۲ھ

۳ محمد مرید احمد چشتی، حاجی: فَوَازُ الْمَقَالَ فِي خُلَفَاءِ پیر سیال جلد اول مطبوعہ

لاہور ۱۹۹۹ء ۱۰ ۱۳

۴ محمد مرید احمد چشتی، حاجی: فَوَازُ الْمَقَالَ فِي خُلَفَاءِ پیر سیال جلد دوم مطبوعہ لاہور

۱۰ ۱۳

۵ مکتوب گرامی حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی بنام مؤلف مورخہ ۱۳/ جنوری ۱۹۸۹ء از دربار حسینہ سلہو کی شریف ضلع گو جرانوالہ (پنجاب)

۶ روز نامہ امروز لاہور بحریہ ۱۳/ جولائی ۱۹۸۶ء

۷ مکتوب صاحبزادہ فیض الامین فاروقی بنام مؤلف مورخہ جولائی ۱۹۸۶ء

﴿ حضرت خواجہ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی ﴾

حضرت خواجہ حافظ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ پیر گلاب شاہ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند تھے۔ ولادت اورنگ آباد شریف ضلع انک میں تخمیناً ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۳ء کو ہوئی۔ قرآن مجید مرادال تحصیل پنڈی گھیب ضلع انک (پنجاب) میں حفظ کیا۔ علوم دینیہ مروجہ کی تحصیل اپنے برادر کلاں حضرت علامہ عبدالرؤف شاہ المعروف جناب شاہ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔

حضرت مولانا عبدالحی شاہ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ بن غلام جیلانی شاہ برادر خورد حضرت خواجہ حافظ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی نے اپنے دادا جان حضرت خواجہ پیر گلاب شاہ اورنگ آبادی، عم مکرم حضرت مولانا عبدالرؤف شاہ اورنگ آبادی اور پنڈی سرہال کے قاضی عبدالرحمن قادری خلیفہ سلطان العارفین سلطان محمود قادری رحمۃ اللہ علیہ اعوان شریف ضلع گجرات (پنجاب) سے علوم دینیہ کی تحصیل و تکمیل کی۔ بیعت حضور شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہ سے تھی۔ اکثر سیال شریف کے مسافر و راہی رہے۔

حضرت خواجہ سید گلاب شاہ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد مسجد کی امامت اور والد ماجد کے سجادہ پر متمکن ہوئے۔ والد ماجد کا عرس پاک باقاعدہ منعقد کرتے تھے جس قسم کا حاجت مند آتا، اسے دم اور تعویذ عطا فرماتے تھے۔ اکثر حاجت مند سوئی پدہ کے آتے اور کامیاب و کامران واپس جاتے۔ صادر و وارد کو ننگر دیا جاتا تھا۔

حضرت خواجہ حافظ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت مجاہد اعظم ضیاء العارفین حضرت ثالث خواجہ حافظ الحاج محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ سے تھی۔ بڑے شوق اور عقیدت سے سیال شریف حاضر ہوتے تھے۔ اپنے شیخ کامل کا تذکرہ اکثر فرماتے رہتے تھے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ نے ستر کے قریب قرآن شریف ماہ رمضان میں سنائے۔ ہمدقت قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔ علوم دینیہ سے اچھی طرح واقف تھے۔ نماز تہجد پابندی سے ادا فرماتے تھے۔ لوگوں کو چند نصیحت فرماتے تھے۔ راست گو اور حق پرست تھے۔

marfat.com

داڑھی کو مہندی لگاتے تھے۔ پیشہ کھیتی باڑی تھا۔ اور ادو وظائف چشتیہ کے پابند تھے۔
آپ کا وصال شریف ۱۹۶۲ء کو ہوا۔ اپنے برادر بزرگ کی مشرقی سمت میں قبر بنی۔
حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی ایم۔ اے نے تاریخ وفات کہی ہے۔
”پاک اوصاف غلام فرید صاحب اور نگ آبادی“

۱۹	۶۲
وہ تھے نیک اوصاف مرد سعید	ہوئے فوت حافظہ غلام فرید
تھی محفوظ جس میں کلام مجید	تھا کیسا مبارک وہ نور دل
ملی اُن کو خلدِ بریں کی نوید	وہ تھے چونکہ خواجہ ضیاء کے فرید
سحابِ کرم رحمتِ حق مزید	کرے اُن کی مرقد پر دائم نزول

کہو مصرع سال فیض الامین

”زے اہل فطنت غلام فرید“

۱۹ ۶۲

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار دُختر اور ایک پسر عطا کیا۔ جن کے اسماء یہ ہیں۔

۱ میمونہ بی

۲ خدیجہ بی

۳ زیب النساء

۴ صلحاء

۵ محمد عطاء اللہ شاہ صاحب ہاشمی مدظلہ (سجادہ نشین)

حضرت الحاج ملک فیض رساں اور نگ آبادی مدظلہ کا بیان ہے۔

میں نے ۱۹۳۱ء میں آٹھ سال کی عمر میں حضرت پیر گلاب شاہ صاحب کی خدمت میں حاضری دی۔ اپنے کندھے پر اُن کا ہاتھ مبارک رکھ کر مسجد میں پہنچانے کی سعادت حاصل کی اور اس عمر میں مسجد کے مشرقی دروازہ کی میزھیاں چڑھ کر مسجد میں آپ کو جانے کی معذوری تھی۔ میں نے آپ کو ظہر اور عصر کی نمازیں لوگوں کو پڑھاتے دیکھا۔ ایک بزرگ فرماتے تھے کہ

marfat.com

اس عمر میں حضرت صاحب نماز تہجد کی ادا نگلی کے لئے مسجد میں تشریف لاتے تھے جبکہ کوزہ ودھرنے کی طاقت اچھی طرح نہ تھی۔

حضرت خواجہ غلام فرید شاہ اورنگ آبادی کے اکلوتے فرزند حضرت صاحبزادہ محمد عطاء اللہ شاہ صاحب (۱۹۳۳ء) کو اورنگ آباد شریف میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید کی تعلیم تراب تحصیل جند ضلع انک میں مولوی غلام حسن قریشی سے حاصل کی۔ تراب میں ہی مولوی عبداللطیف سے گلستان پڑھی، مکہ شریف میں مولوی احمد دین سے کنز اور قدوری پڑھی بعد ازاں درسی اور عربی کتب حضرت مولانا سید عبدالرؤف شاہ اورنگ آبادی سے پڑھیں۔

والد ماجد کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ اپنے دادا جان کا عرس مبارک بڑے اہتمام سے منعقد کرتے ہیں۔

آپ کا قد دراز، رنگ سرخ و سپید، مضبوط اعضاء، متشرع ریش مبارک، حسین و جمیل، سر پر رد مال، سفید شلوار اور قمیض لباس ہے۔ اپنے بزرگوں کے مزارات مقدسہ کے پاس جو مسجد ہے، اس میں امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ ذریعہ معاش کھیتی باڑی ہے۔

دور دراز سے لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ سوئی ہندہ کے لئے لوگ بکثرت آتے ہیں۔

آپ بڑے خوش اخلاق، مہمان نواز، عبادت گزار اور متقی انسان ہیں۔ صحیح العقیدہ اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر ہیں۔ بیعت حضور شیخ الاسلام خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ سے ہے۔ اولاد میں دو فرزند اور تین صاحبزادیاں ہیں۔

۱ محمد ضیاء اللہ شاہ ہاشمی

۲ محمد ذکا، اللہ شاہ ہاشمی

ماخذ و مراجع

۱ محمد زید احمد چشتی، حاجی: طوز العقال فی خلفاء بیوسیاں جلد اول مطبوعہ

لاہور ۱۹۹۶ء

- ۲ انزو یوحنا عطاء اللہ شاہ ہاشمی مورخہ ۶/ اگست ۱۹۹۲ء در خانقاہ معلیٰ اورنگ آباد شریف، ضلع انک (پنجاب)
- ۳ مکتوب الحاج ملک فیض رساں اورنگ آبادی بنام مولف مورخہ ۶/ جون ۱۹۹۲ء از اورنگ آباد شریف ضلع انک
- ۴ مکتوب محمد عطاء اللہ شاہ ہاشمی بنام مولف مورخہ ۵/ جولائی ۱۹۹۲ء از خانقاہ معلیٰ اورنگ آباد شریف ضلع انک
- ۵ محمد مرید احمد چشتی: فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد دوم مطبوعہ لاہور

﴿حضرت مولانا محمد عثمان غنی چشتی میروی﴾

آپ ۳/ جون ۱۹۱۳ء کو بمقام چاولی ضلع چکوال پیدا ہوئے۔ آپ کے جد امجد حضرت اعلیٰ سیالوی رضی اللہ عنہ کے مخلص مرید تھے۔ حضرت مولانا محمد عثمان غنی نے ابتدائی تعلیم اپنے خاندانی بزرگ حضرت مولانا نور احمد چشتی ساکن چاولی ضلع چکوال، مفتی عطاء محمد رتوی اور مولانا ولی محمد ساکن چاولی مدفون چک نمبر ۱۱ جنوبی ضلع سرگودھا سے حاصل کی۔ بعد میں مفتی عطاء محمد رتوی کے حکم پر ریاست راپور (پو۔ پی) مزید تعلیم کے لئے تشریف لے گئے۔ بعض فنون کی کتب مدرسہ عالیہ راپور میں پڑھیں اور دورہ حدیث حضرت مولوی غلیل احمد محدث راپوری و بانی مطلع العلوم سے پڑھا۔ اسی تعلیم کے دوران صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین شاہ مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بریلی شریف میں استفادہ کیا۔ حضرت علامہ سید احمد سعید کاکلی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی پہلی ملاقات راپور میں ہوئی۔ ۱۹۳۰ء میں بعد از فراغت علاقہ فیصل آباد میں آٹھ دس سال خطابت و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ وہیں سے فنی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحان پاس کئے اور تحصیل چکوال کے مختلف سرکاری مدارس میں او۔ ٹی معلم کی حیثیت سے ۲۸ سال مدرسے کے فرائض انجام دیئے۔ دوران تعلیم جہاں رہے وہاں فی سبیل اللہ تبلیغ کی اور مسلک اہل سنت کی اشاعت کرتے رہے۔

آپ کے والدین حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ آپ نے بھی ان کی پیروی میں حضور ثانی احمد خان میروی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ آپ میرا شریف کے مخصوص علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کو میرا شریف سے گہری عقیدت ہے۔ میرا شریف سے مجازی حیثیت حاصل ہے۔ علاقہ چکوال میں آپ کا وجود اہل سنت کے لئے باعث غیمت ہے۔ چکوال کا غربی علاقہ آپ سے والہانہ عقیدت رکھتا ہے۔ علم و تقویٰ میں اسلاف کا صحیح نمونہ ہیں۔ علمائے اہل سنت آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پیرانہ سالی میں تقریر و تحریر کے ذریعے مسلک کی تبلیغ و اشاعت میں کوشاں ہیں۔

آپ کی تصانیف و تراجم درج ذیل ہیں۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- ۱ عظیم مصطفیٰ (ﷺ) مطبوعہ
- ۲ رسالہ مغربیہ (مترجمہ) مطبوعہ ایس۔ ٹی پرنٹرز اور پبلشرز
- ۳ ہدٰیہ منیر (حالات حضرت خواجہ احمد میری) مطبوعہ گلستان پریس سرگودھا ۱۹۸۶ء
- ۴ فُرْقَةُ الْعَيْنِین ترجمہ مناقب الحق بین مطبوعہ ایس۔ ٹی پرنٹرز اور پبلشرز
- ۵ تفسیر احسن القصص مطبوعہ
- ۶ فیض جاوداں (بزرگانِ رتہ شریف کے حالات) مطبوعہ
- ۷ نالہ و فراق (تشریح سی حنی مفتی امام الدین رتوی) مطبوعہ
- ۸ ڈائری جج حرمین (۱۹۸۸ء کے سفر حج کے کوائف)
- ۹ بھونچال بر لنگرد جال (فرقہ ہائے باطلہ کا تعارف) مطبوعہ

بندہ مولف کو ان سے شرفِ نیاز حاصل تھا۔ خوش اخلاق اور اولیاء اللہ سے محبت رکھنے والے بزرگ تھے۔ سادگی اور انکساری کا مجسمہ تھے۔ دراز قامت، چھریا بدن، نرم بندہ مولف کو ان سے شرفِ نیاز حاصل تھا۔ خوش اخلاق اور اولیاء اللہ سے محبت رکھنے والے بزرگ تھے۔ سادگی اور انکساری کا مجسمہ تھے۔ دراز قامت، چھریا بدن، نرم و نازک اعضا تھے۔ لباس میں چادر اور کرتہ استعمال کرتے تھے۔ سر پر دستار ہوتی تھی۔ کندھے پر دو مال ہوتا تھا۔ سادہ چکوالی جوتا پہنتے تھے۔ بندہ مولف کی حتی المقدور بحیر پور قلمی معاونت فرمائی۔

آخری ایام میں اپنے وطن چاولی مقیم ہو گئے تھے۔ ان کے ایک بیٹے مولوی مقبول غنی صاحب تھے جو عین جوانی میں داغِ مفارقت دے گئے۔ آپ نے یہ صدمہ کمالِ مہر سے برداشت کیا۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد بے شمار ہے۔ اور ادو وظائف کے پابند اور مجاز تھے۔

افسوس حضرت مولانا چاولی ۱۶/ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ مطابق ۹/ اگست ۱۹۹۸ء بروز یکشنبہ کو اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ دفن آبائی قبرستان چاولی تحصیل و ضلع چکوال میں بنا۔
انالله وانا الیہ راجعون۔

مولوی مقبول غنی مرحوم اسلامیہ ہائی سکول چکوال میں میری اسامی پر چکوال تشریف لائے اور مولف کا وہاں سے تبادلہ گورنمنٹ ہائی سکول پنڈر داغ خان میں ہوا اور یہ تبادلہ میری (مولف)

martat.com

مرضی سے ہوا۔ بندہ مولف نے اپنی سروس کا نصف عرصہ پنڈدادنخان میں گزارا۔

حواشی و ماخذ

- ۱ محمد عثمان غنی، مولانا: بدرمیر مطبوعہ گلستان پریس، سرگودھا ۱۹۸۶ء
- ۲ محمد عثمان غنی، مولانا: قرۃ العینین مطبوعہ ایس۔ ٹی پرنٹرز راولپنڈی
- ۳ محمد عثمان غنی، مولانا: تفسیر احسن القصص مطبوعہ ۱۹۷۹ء
- ۴ بیاض چشتی مرتبہ حاجی محمد مرید احمد چشتی سیالوی غفرلہ
- ۵ مکتوب مولوی ممتاز علی ایم۔ اے بنام موقف مورخہ ۲۵ جون ۱۹۹۸ء از چکوال شہر

﴿ حضرت مولانا روشن دین چھاچھی ﴾

حضرت مولانا روشن دین رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق مغل قوم سے تھا۔ بن مغل السروف بنگلہ گاؤں جو محضو سے ملحق ہے، میں ولادت ہوئی۔ یہ گاؤں (بنگلہ) اہل سنت کا گڑھ سمجھا جاتا ہے۔ آپ نے غور غشی قصبہ کے مقتدر عالم دین حضرت فیضی رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت مولانا قطب الدین رئیس المحکمین رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی۔

بعد از فراغت علوم مسجد حلیم بابا بنگلی میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دینے لگے۔ مسجد کے قریب کپڑے کی دکان کرتے۔ آپ کی معاش کا ذریعہ یہی دکان تھی۔ اکثر جرگہ اور جنازہ کے اجتماع میں لوگوں سے قبر و قیامت کے مسائل بیان کرتے۔ مزاج بہت سخت تھا۔ باطل فرقوں کا خوب رد کرتے اور ”دہائی“ کو گالی بکھتے تھے۔ فارغ وقت میں علاقہ جمچھ کے مشہور و معروف عالم دین استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ مفتاح العلوم میں تشریف لے جاتے اور کتب اسلامیہ کا مطالعہ کرتے رہتے۔ مسجد سے کسی قسم کا کوئی معاوضہ نہ لیتے۔ ان کی مسجد میں مدرسہ مفتاح العلوم کے طلباء رہتے۔ اکثر صدقہ و خیرات فطرانہ ان میں تقسیم کر دیتے۔ اپنی تقریر میں مولانا درود رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار خوب پڑھتے تھے۔ آپ کی مزینہ اولاد کوئی نہیں۔ ایک بچہ تھا جو جوانی میں فوت ہوا۔ اس صدمے کی شدت نے انھیں جلد ہی بوڑھا کر دیا تھا۔ تین لڑکیاں ہیں جو بال بچے دار ہیں۔ بڑھاپے میں حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ واپس آنے پر اکثر وہاں کی باتیں کرتے رہتے تھے پھر آپ نے کپڑے کا کاروبار ترک کر دیا اور خلوت نشینی اختیار کر لی۔

لباس نہایت سادہ، طبیعت سادگی پسند تھی۔ خوبصورت چہرہ، سفید داڑھی، سر پر عمامہ شریف رکھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد دین رحمۃ اللہ علیہ سوں گڑھی کے حضرت حافظ محمد سعد اللہ خان اعوان کے مرید تھے۔ انھوں نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ تم بھی سوں گڑھی سے نسبت رکھنا تو اس وصیت کے مطابق مولانا روشن دین اور ان کے بھائی سوں گڑھی میں جایا کرتے اور مولانا کا سلسلہ بیعت وہیں پڑھا، حضرت خواجہ حافظ محمد سعد اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے لیکن بعد میں گولڑہ شریف حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق

marfat.com

پرست پر بیعت ہو گئے اور اکثر بڑے عرس مبارک گیا دعویں شریف کے موقع پر گولڑہ شریف حاضر ہوتے رہتے تھے۔ مولانا روشن دین نے ۹۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعاً (۱)

حواشی و ماخذ

(۱) فراہم کردہ محمد صادق نواسرہ مولانا روشن دین بوساطت حضرت مولانا حافظ محمد اعظمی محمود اعظمی مدرس مدرسہ مفتاح العلوم بنگلہ نذر حضرت ضلع انک مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۳ء، مولف

﴿ حضرت خواجہ قاری غلام نبی لہمی ﴾

خاندان اور پیدائش

استاذ القراء سلطان الاولیاء حضرت شیخ حافظ قاری حکیم غلام نبی چشتی لہمی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب کنھ سکھر ال ضلع خوشاب کے بزرگ حضرت ثناء اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے ان کے نام کی وجہ سے ان کے خاندان کو ثناء کا عرف ملا۔ حضرت ثناء اللہ خان، مگڑہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عون قطب شاہ بغدادی علوی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے جو حضرت عباس علمدار بن حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کی اولاد و امجاد سے ہیں لہذا آپ قطب شاہی اعوان ہیں۔

حضرت خواجہ غلام نبی چشتی رحمۃ اللہ علیہ شریف تحصیل پنڈ و اخٹان ضلع جہلم میں عا ۱۲۹۵ھ موافق ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت امیر بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کامل ولی تھے۔ والدہ ماجدہ کا نام رسول بی بی تھا جو پارسا خاتون تھیں۔

تحصیل علم

آپ نے حفظ قرآن اور قرأت و تجوید کی کتب مدرسہ تعلیم القرآن جٹ شریف نزد گلیانہ ضلع مہجرات میں حضرت حافظ قاری علم دین رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور درس نظامی کی تعلیم دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف میں حاصل کی۔ علم فقہ حضرت مولانا حافظ بدرالدین مہجر سے اور علم طب و حکمت حضرت مولانا حکیم خادم علی سیالکوٹی (م ۱۹۷۱ء) اور حضرت مولانا حکیم رجبہ احمد دین چشتی ساکن نندوال ضلع مہجرات سے حاصل کئے۔

بیعت

آپ تحصیل علوم کے بعد شریک شریف حضرت خواجہ سید غلام رسول شاہ بخاری رحمۃ اللہ

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

علیہ (م ۱۹۱۸ء) کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ آنحضور نے شکریلہ میں سورہٴ یٰسین کا چلہ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ چلہ کشی کے دوران درخواب حضور نبی کریم ﷺ نے زیارت و بیعت سے مشرف فرمایا۔ اور غاہری بیعت سید غلام رسول سے کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ اسی لمحہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بہ بیعت ہوئے۔

شیخ سے عشق

آپ اپنے شیخ کریم کے عاشق صادق تھے۔ مرشد کریم کا ذکر کرتے تو آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔

عطائے خلافت

آپ نے اپنے شیخ کریم کی خدمت میں مسلسل حاضر رہ کر منازل سلوک طے کیں بالآخر ۱۹۱۷ء میں فرقہ خلافت سے نوازے گئے۔

درس و تدریس، مجاہدات اور تبلیغ و ارشاد

حضرت خواجہ غلام نبی لکھی رحمۃ اللہ علیہ نے عرصہ بارہ سال نندوال ضلع گجرات کے جنگلوں میں چلہ کشی اور مجاہدہ و ریاضت کی۔ تیس سال کبلہ شریف ضلع گجرات میں درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ سے دین اسلام کی خدمت کی۔

آپ پر مرشد کریم کا خاص کرم تھا اور انھوں نے فیوض و برکات کا ایک خزانہ آپ کے سینہ میں انھیل دیا۔ آپ کے بیان اور وعظ میں اتنا اثر اور سوز و گداز تھا کہ ہزار ہا لوگ آپ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ آپ کی ضیاء باریوں سے خصوصاً تمام مضامینات گجرات اور بالعموم پورا پنجاب روحانی اور علمی برکتوں سے مالا مال ہوا۔

یہ بات زبان زد خاص و عام ہے کہ آپ کے سینہ پر نبی کریم روف الرحیم ﷺ نے دست مبارک پھیرا تھا۔

marfat.com

حضرت پیر سید احمد شاہ المعروف آہی والے ساکن رانیوال سیداں خلیج گجرات آپ کے عاشق مرید تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ کسی سے بیعت نہ تھیں۔ خواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت قاری غلام نبی الہی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

یہ میرا درویش ہے، ان سے بیعت کرو۔

چند یوم بعد قاری صاحب رانیوال سیداں تشریف لے گئے۔ مائی صاحبہ نے آپ کو پہچان لیا۔ مائی صاحبہ اور ان کا خاندان بیعت ہوا۔

مست فقیر سائیں رحیم بخش مرحوم مدفون محلہ فتوپورہ گجرات نے اپنے خاص متکون نظر خادم سائیں محمد حسین مستری کو حکم فرمایا۔ تیرا فیض اللہ شریف ہے، حضرت قاری غلام نبی چشتی سے جا کر بیعت کرو۔

جناب زادہ چشتی صاحب رقطرازی ہیں۔

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی علاقہ گجرات میں گزاری۔ آزاد کشمیر تک ان کے عقیدت مند ہیں۔ درویش خدا مست تھے۔ بندہ نے حلیہ شعور میں ان کی زیارت کی ہے۔ وعظ اتنا پرتا شیر ہوتا کہ لوگ دھاڑیں مار کر روتے۔ حضرت مہاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ معنف سیف الملوک کے عاشق تھے اور ان کا کلام پڑھنے میں لاجانی۔ زندگی کا آخری حصہ کابلہ شریف نزد لالہ موسیٰ مستقل قیام رہا۔

محلانہ

آپ کے بیٹا زلخانہ میں سے صرف تین کا علم ہو سکا۔

۱ زبدۃ الاولیاء استاذ الکفاظ اولعلماء حضرت مولانا الحاج پیر سید ولایت شاہ نقشبندی

رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۰ء) مدفون محلہ علی پورہ گجرات

۲ حضرت مولانا قاری حکیم نور حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مدفون اللہ شریف خلیج جہلم

۳ نادر خان مہر ساکن اللہ شریف خلیج جہلم

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مریدین

آپ کا حلقہٴ ارادت بہت وسیع تھا۔ چند مشہور مریدین کے نام درج ذیل ہیں۔

- ۱ رابعہ برکت علی خان ساکن تندوال
- ۲ رابعہ غفر علی خان ساکن تندوال
- ۳ میاں فضل الہی پگانوالے
- ۴ میاں محمد اکبر ایم بی اے
- ۵ میاں برکت علی
- ۶ میاں نور الہی پگانوالے
- ۷ حاجی میراں بخش ساکن مراڑ پور
- ۸ چوہدری فتح محمد نمبردار ساکن سنت پورہ
- ۹ رابعہ صاحبدا
- ۱۰ مولوی عبدالکریم سرسال
- ۱۱ بابا سید علی موہری شریف
- ۱۲ رابعہ محمد بوٹا خان سدوال چباں
- ۱۳ چوہدری غلام سرور ساکن چک مرتضیٰ ضلع گجرات
- ۱۴ میاں محمد حسین پگانوالے
- ۱۵ الحاج میاں مظفر حسین پگانوالے

حلیہ اور اخلاق

آپ کا قدمیاز تھا۔ خوبصورت اور طاقتور جوان تھے۔ آپ میں خاندانی وراثت کے مطابق جلال و رعب اور جمال و رافت اخلاق دونوں چیزیں موجود تھیں۔ صوم و صلوٰۃ اور شریعت مطہرہ کے پابند تھے۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کرامات

آپ صاحب کرامت تھے۔ چند کرامات ہدیہ قارئین ہیں۔

میاں فضل الہی پکانوالہ مرحوم اور حاجی میراں بخش مرحوم ساکن مراڑ پور گجرات والے جب حج پر گئے تو حضرت خواجہ قاری غلام نبی للہی رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں مکہ معظمہ میں طواف کرتے دیکھا۔ واپسی پر ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور طواف کی بات شروع ہی کی تھی کہ آپ نے روک لیا

آں را کہ خبر باشد خبرش باز نیامند

چو ہدیری سردار خان خبردار ساکن کہلہ شریف کا بیان ہے۔

میں آپ کی رفاقت میں رانیوال سیداں جا رہا تھا۔ راستہ میں بارانی آبی نالہ پڑتا ہے، نالہ میں پانی چل رہا تھا۔ عرض کی حضور جوتے مجھے دے دو۔ ارشاد ہوا، نہیں! درویشوں کے آگے یہ نالہ ایک قدم ہے، اور خشک پاؤں پار چلے گئے۔

مولوی رجبہ طالب حسین اور رجبہ برکت علی خان ساکن خندوال کا بیان ہے۔

آپ بوقت بحری مسجد میں تشریف لے گئے۔ ارشاد ہوا۔ دیا جلاؤ۔ عرض کی حضور والا ما جس نہیں ہے۔ فرمایا۔ دیا ادھر لاؤ۔ ایک پھونک سے دیا جلا دیا۔

رجبہ مجر قمر زمان خان ساکن پوسہ کلاں ضلع گجرات آپ کے قلمس مرید تھے۔ ان کے والد رجبہ دلاور خان مرحوم کا بیان ہے۔

ہمارے گاؤں کا ایک آدمی قتل کے کیس میں ملوث ہو گیا۔ انگریز کی حکومت تھی۔ سول جج سکھ تھا۔ لال خان سے کلمہ طیب عدالت میں بلند آواز سے پڑھنے کے باعث چڑ گیا اور کہنے لگا۔ تجھے ضرور قید یا دار طے کی۔

حضرت خواجہ قاری غلام نبی چشتی کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔

آپ نے فرمایا۔ مومن اور کافر کا کیا مقابلہ ہے؟ جاؤ تمہارے کاغذات غائب کر دیئے

marfat.com

جائیں گے چنانچہ تاریخ فیصلہ کے دن باقی طرمان کے کاغذات تھے مگر لال خان کی قائل غائب تھی چنانچہ لال خان بری ہو گیا۔

نادر خان مہر ساکن اللہ شریف ایک قتل کے کیس میں آگئے حوالات کی کوٹھڑی میں حضرت قاری غلام نبی للہی نے خواب میں ارشاد فرمایا۔

بیٹا! فکر مند نہ ہو تم بری ہو جاؤ گے چنانچہ نادر خان مہر جملہ ساتھیوں کے رہا ہو گئے۔

آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ توجہ اور نگاہ کرم سے جاہر، ظالم اور سرکش آدمی کو دیندار اور پارسا بنا دیتے تھے۔ ایسے پیشاوار واقعات ہیں صرف ایک واقعہ تحریر کیا جاتا ہے۔

الحاج راجہ عبدالرحمن خان رئیس پستہ کلاں (گجرات) نے آپ کی مجلس ویرکت سے خلاف شرع جملہ عادات ترک کر دیں۔ صوم و صلوة کے پابند، صاحب درو و عشق اور صاحب عمل ہو گئے۔

جناب حاجی محمد عالم لوہار کے والد جمال دین نے حاضر خدمت ہو کر زینہ اولاد کی استدعا کی۔ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ تجھے بادشاہ بنا عطا کرے گا چنانچہ دو سال بعد محمد عالم پیدا ہوا۔

کوائف وصال

آپ کا مرض الموت میں قلب جاری رہا۔ نماز اشارہ سے کبھی بیٹھ کر پڑھتے۔ زبان پر اکثر تلاوت قرآن مجید اور سورۃ یٰسین جاری رہی۔ وفات سے دو روز قبل ارشاد فرمایا۔

میراجتازہ عاشق رسول حضرت پیر سید ولایت شاہ صاحب پڑھائیں۔ ان کو بروز جمعرات ٹیلی گرام دے دیا۔ دوسرے روز جمعہ المبارک تھا ارشاد فرمایا۔ شاہ صاحب گجرات جمعہ پڑھا کر چلیں گے۔ بروز جمعہ ان کا پہنچنا مشکل ہے۔ چلو، وفات توجہ کو ہونا تھی مگر شاہ جی کا انتظار ہے لہذا ہفتہ کو کسی۔

چنانچہ شاہ صاحب بروز ہفتہ صبح پہنچے بس نگاہیں ملیں، ہاتھ ملایا اور فرمایا۔ شاہ صاحب

marfat.com

آگے ہو، مکہ، ساکران کو گواہ بنایا۔ اپنے فرزند ارجمند حضرت قاری نور حسین چشتی للہی کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا اور روح مقدسہ پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وصال شریف

آپ کے وصال شریف کی تاریخ ۲۲ مکتوبر ۱۹۳۹ء موافق ۲۹ مئی ۱۳۶۸ھ بروز شنبہ ہے۔

مدفن

حضرت خواجہ قاری غلام نبی چشتی للہی کا حزار شریف اشٹین للہ ٹاؤن کے قریب آبائی قبرستان میں ہے اور مرجع خلافت ہے۔

عرس مبارک

آپ کا عرس مبارک ہر سال منعقد ہوتا ہے۔

سجادہ نشین

آپ کے سجادہ نشین حضرت قاری نور حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ للہ شریف کے محلہ منج میں ۱۳۳۵ھ بروز دوشنبہ ایک تاریخی بلند پایہ علمی، ادبی، روحانی، متشرع، متورع، باوقار زمیندار خاندان میں پیدا ہوئے۔ اس خاندان کی روحانی، مذہبی، دینی اور طبی تعلیمی تدریسی ملی خدمات اور کشف و کرامات روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ علم اور فقر تو اس خاندان کی وراثت ہے۔

اس خاندان کے چشم و چراغ حضرت مولانا الحاج حافظ محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جو صوفی باصفا اور عالم بے ریا تھے جن کی روحانی اور علمی صوفیانوں سے سر زمین للہ اور بلاؤ قتل مستغنی ہوئے۔

آپ نے قرآن مجید، قرأت اور علم طب اپنے والد ماجد سے پڑھا۔ صرف دھو، منلق،

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

معانی، فقہ، اصول فقہ وغیرہ کی کتب حضرت مولانا عبدالکریم ہزاروی، حضرت علامہ سلطان احمد فاضل بریلی شریف ساکن حاصلانوالہ ضلع گجرات اور جامعہ خیر المدارس جالندھر میں پڑھیں۔ بعد ازاں جامعہ عزیز یہ بھیمرہ شریف سے جلالین شریف، ہدایہ اولین، مختصر معانی اور قطبی وغیرہ پڑھ کر سند تکمیل حاصل کی۔

تقریباً دو سال کا عرصہ والد گرامی کی خدمت میں رہ کر سلوک، تہذیب نفس، درویشی کے اصول اور صوری فیوضات سے مستفیض ہوئے۔ آخری وقت پر والد ماجد نے خلافت طریقت چشتی قادری عطا فرمائی نیز سلوک، وظائف، عملیات اور نسخہ جات مرحمت فرمائے اور اپنا چاشن مقرر فرما کر چند نصاب ارشاد فرمائے۔

۱ شریعت و طریقت پر قائم رہنا۔

۲ دنیا اور دنیا داری کی پروا نہ کرنا، یہ تیرے پیچھے دوڑیں گے۔

۳ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ سے نسبت غلامی میں مستحکم رہنا۔

۴ والدہ ماجدہ اور دیگر عزیزوں کی خدمت کا حکم فرمایا۔

حضرت والد گرامی کے وصال کے بعد اعزازی دستار بندی سجادگی کی حضرت سید ولایت شاہ گجراتی اور عمر مکرّم حضرت الحاج مولانا فضل محمد نقشبندی نے کرائی۔

آپ اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دس سال کہلہ شریف میں تدریس قرآن مجید اور درسی کتب میں مصروف رہے۔ بارہ سال چلہ کشی کی۔ تیس سال بے لوث تبلیغ دین متین اور مختلف مساجد میں خطابت کے فرائض ادا کئے۔ مریدین کی روحانی تربیت فرمائی۔

حضرت خواجہ سید غلام محی الدین شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ جناب زاہد چشتی صاحب رقطراز ہیں۔

حضرت مولانا قاری غلام نبی چشتی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے ہی دھیال کے بزرگوں اور سابقین سے تھے۔ ان کی اولاد موجود ہے اور ان کے فرزند اکبر بھی خلیفہ مجاز و سجادہ نشین ہیں۔ درس نظامی کے فاضل، حکم اور بہترین مقرر، جزوی معصنف بھی ہیں۔

marfat.com

آپ موصوف سے مکمل کر خط و کتابت کریں۔ وقت ملے تو شراف ملاقات بھی حاصل کریں (۱) مگر وقت ملے کر کے، اکثر اوقات ضلعِ گجرات میں مریدین کے پاس دوروں پر جاتے ہیں۔ ویسے ذیابیطس کے مریض بھی ہیں۔ بندہ کے ہم عمر، بڑے مرنجاں مرنج، بذلہ سنج، وسیع القلب، بارغ و بہار طبیعت کے مالک اور شریعت و طریقت کے مرکب۔

ماشاء اللہ! بحرِ طریقت میں آپ (۲) کی خواہی کی داد دیتا ہوں۔ جن جن کرموتی نکال رہے ہیں۔ دراصل اللہ شریف، اولیاء اللہ کا مسکن رہا ہے۔ ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت علامہ قاری بیرونور حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت قاری غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا جو اکثر کتبِ شریف ضلعِ گجرات میں رہے۔ تحصیل دارالعلوم عزیزبہ زیرِ اہتمام مجلس حزب الانصار، بھیرہ میں کی اور اپنے شہرِ اللہ شریف میں حکمت و خطابت کرتے رہے۔ ۱۴ اگست ۱۹۸۹ء بروز سوموار بوقت ۸ بجے شب وفات پائی۔ جنازہ کی امامت علامہ سید محمد اسلم صاحب مراڑیاں شریف (گجرات) نے فرمائی۔ جنازہ ۱۵ اگست ۱۹۸۹ء بعد نمازِ ظہر ہوا۔ حقِ مغفرت کر عجب آزاد مر د تھا۔

اولاد

اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ قاری غلام نبی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو پانچ فرزند عطا کئے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

- ۱ حضرت قاری نور حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین)
- ۲ خادم حسین
- ۳ احمد حسین مرحوم
- ۴ انور حسین مرحوم
- ۵ مقبول حسین مرحوم

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آجکل حضرت قاری نور حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت قاری عمران حیدر چشتی سجادہ نشین ہیں۔

(۱) خاکسار مولف محمد مرید احمد چشتی کی طرف اشارہ ہے۔

(۲) بندہ نے لفظ شریف ان کے مکان پر زیارت کا شرف حاصل کیا اور ان کے اخلاقی کردار نے سب کو کیا۔

ماخذ و مراجع

- ۱ قاری نور حسین چشتی: نشانِ اولیاء مطبوعہ ناشر غوری دوا خانہ للہ شریف
- ۲ فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد اول مطبوعہ ۱۹۹۹ء
- ۳ مکتوب حضرت خواجہ سید ولشاد حسین شاہ بخاری بنام مولف مرقومہ از خانقاہ معلیٰ چشتیہ
رسولیلہ شکریلہ شریف طبع گجرات
- ۴ مکتوب زاہد چشتی بنام مولف مرقومہ ۱۹ جنوری ۱۹۸۹ء از للہ شریف
- ۵ محمد یونس کاظمی: حیات شاہ ولایت مطبوعہ گجرات ۱۹۷۲ء

﴿ حضرت پیر سید غلام حبیب شاہ گیلانی ﴾

ولادت

آپ کی ولادت ۱۹۳۱ء میں بمقام عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں ہوئی۔

زمانہ تعلیم

آپ نے میٹرک میانوالی کیا۔ بعد ازاں درس نظامی کی ابتدا کی، درس نظامی کی تکمیل تقریباً بارہ سال میں ہوئی۔ اس عرصہ میں دو سال تک سیال شریف میں جامع المعقول والمعتول اساتذ العرب واللحم حضرت علامہ عطاء محمد چشتی نور اللہ مرقدہ کے پاس زیر تعلیم رہے جو کہ موجودہ سجادہ نشین حضور امیر شریعت خواجہ الحاج الحافظ محمد حمید الدین سیالوی مدظلہ العالی کے بھی استاد ہیں علاوہ ازیں اس وقت کے جید علماء کرام سے حصول علم کیا۔ آپ کے اساتذہ میں بابا منطقی حضرت علامہ مولانا محمد دین بدھوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

قیام سیال شریف کے واقعات

سیال شریف میں قیام کے دوران آپ حضرت خواجہ محمد ظہیر الدین سیالوی مدظلہ العالی کے بچے پر ہائش پذیر رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور شیخ الاسلام غریب نواز سیالوی قدس سرہ کے بارے فرمایا کرتے تھے۔

”حضور شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ عنہ کے برابر آپ کے ہم عصروں میں کوئی عالم دین نہیں تھا۔“

حضور شیخ الاسلام سیالوی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں جو کہہ رہا ہوں یعنی آپ کو حوالہ دینے کی ضرورت نہ پڑتی تھی، ذات خود سند تھی۔ آپ صحیح معنوں میں شیخ الاسلام کے مصداق تھے۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

من يحيى السنة ويميت البدعة ويكون اقواله وافعاله حجة للناس

جو سنت کو زندہ کرتا ہے اور بدعت کو مٹاتا ہے اور اس کے اقوال و افعال لوگوں کے لئے حجت اور دلیل ہوتے ہیں۔

حضرت پیر سید غلام حبیب شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضور شیخ الاسلام سیالوی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے تھے۔

نور القمر مستفاد من نور الشمس

یعنی قمر منور ہے، شمس منیر سے، شیخ الاسلام سیالوی فیض یاب ہیں حضور پیر سیال لُج پال سے۔ ایک بار سیال شریف کے ایک صاحبزادے الیکشن لڑ رہے تھے۔ حضرت پیر سید غلام حبیب شاہ گیلانی ووٹ کا سٹ کرنے گئے تو الیکشن آفیسر نے پوچھا کہ آپ سیال شریف کے ہیں؟ آپ نے جی ہاں میں جواب دیا۔ اس نے پھر پوچھا تو آپ نے جی ہاں میں جواب دیا۔ اس کے بار بار پوچھنے پر آپ جلال کی کیفیت میں آ گئے۔ محبت نے زور کیا۔ آپ نے باواز بلند فرمایا۔

میں بھی سیال شریف کا ہوں، میرا والد بھی سیال شریف کا ہے اور میرا دادا بھی سیال شریف کا ہے گویا کہ پشتوں سے کرتے آئے ہیں ہم ان کے در کی چاکری۔

ایک دفعہ حضرت پیر سید غلام حبیب شاہ گیلانی سیال شریف سے روانہ ہوئے تو راستہ میں حضرت خواجہ حافظ محمد بدر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی جائے نشست ہے۔ آپ باہر چار پائی پر پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے۔ پیر صاحب ملنے کے لئے چلے راستے میں خیال آیا کہ آپ کی ریش مبارک نہیں، اس لئے قد مبوی کے بجائے دست بوی کرلوں۔ آپ دست بوی کے بعد اجازت لے کر چل پڑے، چند قدم چلے تو خیال آیا کہ اگرچہ داڑھی نہ ہے مگر حضور پیر سیال لُج پال کے پوتے تو ہیں۔ وہ نسبت بہت بلند ہے، آپ واپس ہوئے اور قد مبوی کی۔

حضرت خواجہ حافظ محمد بدر الدین سیالوی مسکرائے اور فرمایا۔ شاہ صاحب! کیا آپ اسی لئے واپس ہوئے تھے؟

حضرت پیر سید غلام حبیب شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ جب سیال شریف حاضر ہوئے

marfat.com

تورات مسجد میں سوتے اور سر کے نیچے اینٹ رکھتے اور فرماتے۔
”اس حالت میں بڑا لطف آتا ہے۔“

اوصاف

حضرت پیر سید غلام حبیب شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ زہد و تقویٰ کے لحاظ سے نہایت کامل و اکمل شخصیت تھے۔ فرماتے تھے کہ میرے والد گرامی (حضرت خواجہ حافظ سید غلام دہیکر شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے ایک دفعہ فرمایا تھا۔

غلام حبیب شاہ! کبھی نماز قضا نہ کرنا، بعد ازاں ساری زندگی آپ کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی۔ آپ صاحب ترتیب تھے اور حضرت صاحبزادہ سید مسعود الحسن شاہ گیلانی سلمہ ربہ اس بات کے یقینی شاہد ہیں کہ آپ کی سفر و حضر میں کوئی نماز قضا نہیں ہوئی اوقات مخصوصہ کے علاوہ ہر وقت با وضو رہتے تھے۔

وصال شریف

آپ کا وصال ۱۳ نومبر ۱۹۸۸ء کو ہوا۔ اس وقت آپ ایکشن کمپن میں مصروف تھے۔ جس کا حکم حضرت صاحبزادہ غلام نصیر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ آپ نے ملک خدا بخش نوانہ کی امداد کرنی ہے۔ آپ نے عرض کیا ہم سیال شریف کے غلام ہیں اور حق غلامی ادا کر دیا۔

ماخذ

۱ انٹرویو حضرت صاحبزادہ سید مسعود الحسن شاہ گیلانی سلمہ

۲ فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد سوم مطبوعہ لاہور

۱۴۱۰ھ

۳ مکتوب حضرت صاحبزادہ سید مسعود الحسن شاہ گیلانی بنام مولف

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿علامہ زماں حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین چکوالی﴾

خاندان اور ولادت

آپ قطب شاہی اعوان خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت قاضی احمد الدین چکوالی رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ مفتی، جید عالم، مدرس اور شعر و شاعری سے شغف رکھتے تھے۔ (۱)

حضرت قاضی احمد الدین چکوالی (۱۸۵۲ء-۱۹۲۹ء) نے حضرت مولانا محمد صادق کراچی مرحوم کو درج ذیل سند اجازت عطا کی۔

سند آخر

مولانا محمد صادق الکراشوی الذی روی عنہ الحافظ فضل احمد

مولانا محمد صادق عن الشيخ احمد الدين بن الشيخ غلام حسين البنجابي الجکوالی اجازہ الشيخ احمد بن زینی دحلان مفتی الشافعیہ بمکتہ المکرمہ عن الشيخ عثمان بن الشيخ حسن الدمیاطی الشافعی الازہری ثم المکی عن الشيخ عبدالله الشرقاوی الشافعی الازہری ولکل واحد منهم ثبت مخصوص مذکور فیہ مشایخہم واسانیدہم۔

احمد الدین الصکوالی عن الشيخ عبدالرحمن بن عبدالله السراج الحنفی عن الشيخ جمال الدین بن عبدالله شیخ عمر عن الشيخ عبدالله سراج الدین عن الشيخ محمد بن هاشم الفلانی العمری عن شيخ خاتمة المحدلین الشيخ محمد صالح الفلانی العمری

(بجميع ما هو مفصل فی ثبت الشيخ محمد صالح المذكور المسمى ذلك الثبت بقطف الثمر باسانيده النفسية العاليه)

وقال الشيخ عبدالرحمن بن عبدالله السراج الحنفی عن جمال الدین المذكور عن الشيخ محمد عابد بن احمد علی الانصاری السندی ثم الزبیدی

marfat.com

ثم المذنی

(بما هو مفصل فی ثبته المشهور المسمى بحصر الشارذلی اساتید الشیخ

محمد عابد)

احمد الدین چکوالی عن والده المولوی غلام حسین عن الشیخ احمد سعید
المجددی الدهلوی والشیخ عبدالغنی المجددی الدهلوی والشیخ محمد صلیر
الدین الدهلوی وقد اجاز الشیخ احمد سعید حضرت مولانا محمد اسحق الدهلوی
بالاجازة التي حصلت له قراءة علی الشیخ عبدالعزیز الدهلوی عن الشیخ ولی الله
الدهلوی قال اخیرنی الشیخ ابو طاهر محمدين ابراهیم الكردي المذنی قال اخیرنا
والدی الشیخ ابراهیم الكردي بسنده الذی حصل له من اشیاخه المعترین (۲)

حضرت قاضی ضیاء الدین چکوالی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۸ھ کو چکوال میں پیدا ہوئے۔

تعلیم

آپ نے علوم مروجہ کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی بعد ازاں دیوبند سے سند
فراغت حاصل کی۔ ایم۔ اے کا امتحان بھی امتیازی شان سے پاس کیا۔

انقلاب الحقیقت میں ہے۔

کالج کی ملازمت میں ہی مجھے ٹریننگ کالج میں عربی زبان کی تعلیم کے لئے جانا پڑا۔
خوش قسمتی سے کالج کے پروفیسر قاضی ضیاء الدین صاحب ایم۔ اے مرحوم جو نہایت شریف النفس
اور صوفی آدمی تھے۔ حضرت میرونی علیہ الرحمۃ اور خاندان للہی علیہ الرحمۃ سے باطنی تعلقات رکھتے
تھے اور دینیات کی سند دیوبندی رکھتے تھے۔ گویا وہ ظاہری عالموں اور باطنی صوفیوں کی درمیانی
کڑی تھے۔ (۳)

میرا شریف کی اولین حاضری اور بیعت

فخر الاولیاء حضرت خواجہ محمد فخر الدین بیر بلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے۔

marfat.com

پہلی مرتبہ جب حاضر ہوا تو پروفیسر مولوی ضیاء الدین صاحب نے جو کہ تقویٰ میں یکتا تھے، اپنی میرا شریف سے ارادت اور حاضری کا قصہ یوں بیان کیا کہ تعلیم کے دوران مرضِ دق (ٹی۔ بی) میں مبتلا ہو گیا۔ میرے والد صاحب جو کہ خود حکیم حاذق ہیں، میری زندگی سے مایوس ہو گئے۔ مرض تیسرے درجے میں پہنچ گئی۔ انھوں نے حضرت خواجہ کی خدمت میں عریضہ لکھ کر دیا اور فرمایا بیٹے! معاملہ علاج سے آگے بڑھ گیا ہے۔ ایک حیلہ باقی ہے۔ میرا شریف جاؤ اور یہ عریضہ حضرت کی خدمت میں پیش کرو۔

میں یہ خط لے کر حاضر ہوا، عریضہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ خیر خواہ شد (سب ٹھیک ہو جائے گا)۔ کھانے کے وقت آپ نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا اور تکی میں چرب لقمے مجھے دیئے کہ کھاؤ جو کہ میری طبع کے لئے سخت نقصان دہ تھے لیکن حضور کے حکم سے کھائے، اسی روز طبیعت ہلکی پھلکی محسوس ہوئی۔ حضرت ہر روز مجھے اسی طرح اپنے پاس بٹھا کر کھلاتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک ہفتہ بعد بالکل صحت یاب ہو گیا۔ وطن جانے کی اجازت طلب کی تو فرمایا۔ اجازت ہے۔ تمہارے وجود میں خشکی تھی چرب لقموں نے خشکی کا اثر زائل کر دیا۔ (۴)

حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیر بلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔

مرحوم قاضی ضیاء الدین صاحب ایم۔ اے عربی جو نہایت دیندار تھے۔ حضرت اعلیٰ میروی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت بیعت اور عقیدت رکھتے تھے، ہمارے پروفیسر مقرر ہوئے۔ مرحوم قاضی صاحب بڑے نیک طبیعت استاد تھے۔ نہایت عجیب انداز سے اظہارِ ناراضگی فرمایا کرتے لیکن راضی بھی جلد ہو جایا کرتے تھے۔ (۵)

حلیہ، لباس اور اخلاق

قاضی ضیاء الدین مرحوم کا رنگ سفید، چہرہ موزوں، چھوٹی سی داڑھی تھی اور قد پست تھا۔ لباس دلی، صاف ستمرا پہنتے تھے۔ (۶)

بقول ڈاکٹر غلام جیلانی برقی مرحوم بڑے پاکباز اور پابندِ صوم و صلوة (تھے) (۷)

حضرت قاضی ضیاء الدین چکوالی اسلامیہ ہائی سکول پنڈا داغخان میں ہیڈ ماسٹر کے عہدہ پر فائز رہے۔ (۸) سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور مولوی فاضل اور فاضل طلبہ کو ٹریننگ دیا کرتے تھے۔ بعد ازاں راولپنڈی کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ہو گئے۔ (۹)

قاضی ضیاء الدین ایم۔ اے فاضل دیوبند ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ مولوی احمد علی لاہوری کی اہلیہ محترمہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی میں علماء کی جماعت کے انگریزی پڑھانے کے استاذ تھے۔ حضرت سندھی مرحوم نے افغانستان تشریف لے جانے سے پہلے نظارۃ المعارف القرآنیہ والی جماعت کا امتحان لینے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ قاضی ضیاء الدین ایم۔ اے کو اپنی معاونت کے لئے اس کام میں شامل کر لیا۔ قاضی موصوف درس قرآن مجید میں روزانہ تشریف لاتے تھے اور اس جماعت کو انگریزی پڑھانا آپ کی ڈیوٹی تھی۔ (۱۰) آپ نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ بھی کیا تھا۔

وفات

آپ دسمبر ۱۹۲۵ء مطابق جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ کو فوت ہوئے۔

بقول حضرت العلام مولانا محمد عثمان غنی میروی مرحوم جب قاضی ضیاء الدین کی وفات ہوئی تو اس وقت آپ اوراد و وظائف میں مشغول تھے۔ اٹھے، صاحبزادے کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور متعلقین کو فرمایا کہ تجھیز و تکفین کا اہتمام کرو جب جنازے کی تیاری ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ یہ کہہ کر حجرہ میں چلے گئے۔ مراقبات، مناجات اور اپنے وظائف میں مشغول ہو گئے۔ (۱۱)

ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم رقمطراز ہیں۔

قاضی ضیاء الدین ایم۔ اے کے والد کا نام قاضی احمد الدین تھا۔ ایک دن نماز مغرب کے لئے صفیں درست کیں تو ایک ہرکارا تاہر ہاتھ میں لئے بھاگتا ہوا آیا۔ قاضی صاحب کو تارودے کر کہنے لگا۔ اللہ کی مرضی یہی تھی۔ قاضی صاحب نے تار مجھے دے کر کہا۔ پڑھو، لکھا تھا۔ ”کہ قاضی

ضیاء الدین ایک حادثے کی وجہ سے سخت زخمی ہو گئے ہیں اور وہ گھر آرہے ہیں۔“

نماز ختم ہوئی تو ایک اور صاحب مسجد میں آئے اور کہنے لگے کہ قاضی ضیاء الدین آگئے ہیں۔ ہم سب باہر دروازے پر گئے تو ڈرائیور نے بتایا کہ پچھلی سیٹ پر ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ ان کا سر پھٹ چکا ہے اور وہ اللہ کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ دوسرے دن بہت بڑا جنازہ ہوا۔ میدان میں ہر طرف سری سر نظر آتے تھے۔ سب رورہے تھے لیکن ضیاء الدین کے والد بالکل خاموش تھے۔ غمگساروں سے صرف ایک ہی جملہ کہہ رہے تھے۔

”اللہ نے دیا تھا، لے لیا۔“ تین دن اسی طرح گزر گئے کہ قاضی صاحب کی آنکھ سے ایک آنسو تک نہ چکا۔ تیسرے دن نماز عصر کے بعد ایک بچی ایک چھوٹا سا بچہ اٹھائے، مسجد میں آگئی اور اس نے قاضی احمد الدین صاحب کی گود میں ڈال دیا۔ یہ مرحوم ضیاء الدین کا بچہ تھا۔ اسے دیکھ کر قاضی صاحب پھٹ پڑے، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھری برسنے لگی۔ (۱۲)

قطعہ تاریخ وقات

حضرت قاضی احمد الدین چکولی نے اپنے لخت جگر حضرت قاضی ضیاء الدین مرحوم (۱۳۹۸ھ - ۱۳۳۳ھ) کا قطعہ تاریخ لکھا جس میں ان کے اوصاف و کمالات کا ذکر بھی کیا ہے۔ وہو ہذا

۷۸۷

ایاتِ حادثہ آیات

۱۳۳۳ھ

چشمِ عبرت بر کشا اے دوست حال من بین کز مقامِ بامِ اعلیٰ اوفتادم بر زمین
مفت آر نور بصریک لختِ غائب از نظر بہو اٹکر شد جگر از فعلہائے آتشین
طاقت، دل مضطرب گردید و راحت کا لہم صدمہ غم دمدم گشت چومار آتشین
شد ظفر در یتیم و ہم سعادت بی پدر دادہ بود این دو گہر حق اندر ایام پسین
سوزد از در دو الم در کالبد جان و دم چونکہ می بینم نعم این ہر دو فعل نازنین
وہ جگر تیر خلیہ آمد درین عمر اخیر۔ چرشد فانی صغیران در غم راکم رہین

marfat.com

اے ضیائے من شدی پنہاں زچشم نامکھاں زین فراق ہا خلق جہاں اندو کمین
شد جگر ہا خون و دلہا سوختہ بھو کہاب چشمہا چون چشمہ ماریندہ اشک اندر کمین
من نہ تھا بلکہ تن ہاجلا اندر بلا ہرزبان یا رہتا ماتم مبادا این چنین
نوجوان و مجمع الاوصاف و عالم ہا عمل خوبصورت نیک سیرت پاک دل روشن جبین
وصف تالیف القلوب از بس کہ بودت در وجود مہربان بودی بہر کس چہ کمین و چہ مہمین
بی تعصب سعی از بہر نفع خاص و عام لاجرم ہر کس شا گو باہزاراں آفرین
مال تو وقف از برای خیر پاک از ملک غیر سینہ چون آئینہ ات صافی زحرس و کبر و کمین
دیدہ اہل زمان شاید ندید تو ندید حق نہاد اندر نہادت دولت دنیا و دین
فخر این ملک اگر گویندی باشد روا زانکہ بودی در فنون ہر علوم از ماہرین
جملہ عادات و اخلاقت خداکسید نیک کاش بودندی سنن عمر تو افزودن ترین
ای ضیائے من از فرات سوخت جسم و جان دلی انما اشکو بحر فی عند رب اللعالمین
انہی صبت علی مصائب لواخا صبت علی الایام صرن لیالیا للنظرین
بھو مرغ نیم بسل اقربات مضطرب گشت تاریکی فراہم از بیا رو از یحین
ریخت این کوه مصیبت بر سرگاہ ضعیف کس چہ داند حالتش خبر مالک عرش برین
این وجود ہست بھون مردہ بیرون گور محض بہر دم زان مردم نسا زدم زمین
کی بود گر موت را آرند از بہر فروخت تا بگیرم گرچہ باشد قیمتش نقد شین
بگذری مرقدم گر اے برادر ز اتفاق خاش از خون دلم آغشتہ بنی چون عھین
الغیاث این درد مارانمیت درمان الغیاث الغیاث این ہجر مارا نیست پایاں بالیقین
میکم اندازہ حال تو با احوال خویش اینکہ نمرحوم و من مغموم در بنجود حزین
از ولادت تا وداعت عیش و راحت ہاتواند برزخ و محشر بفضل اللہ باشد مثل این
وہ کہ از اول چہ قسمت کرد قسام ازل بہر توفرت برام حسرت روز و شین
یک تقدیر خداوندی است غالب بر ہمہ بحکم المولی بماریضی بہ فی کل حین
اسپ تہزت گرچہ از ما دور نمودت مگر چون براق آن زور بردت نزد فردوس برین
جز رضاء بالقضا ہرگز می نہم و ول یک گاہی در دول آبی بر آرد سہ کمین

martat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اے خدا این صدمہ عظمیٰ از تقدیرت رسید صبر و اجرش دو بقدرش نعم اجر الصابرین
بہرہ بخش از علم و عمر خضر یارب ظفر تا شود خلف رشیدش باسعادت خائشین
قصہ در دم یکی از صد نیامہ در بیان نامہ حسرت گزشتہ از شمار اربعین
سال تاراج چنین تاباں صنم اکنون شنو بی بدل رحمت زحمت با جسم و جان او قرین

۱۹۲۵ء

۱۳۴۴ھ

سن میلادش محمد بشل ظفر حسن سال رحلت ختم شد اشرف ہلال اکرامین

۱۳۹۸ھ

۱۳۴۴ھ

یا الہی اعظمی صبرا و اجرا و افرا واعف عنی ذنبی و ادخل فی العباد الصالحین
رب بشرہ بخیران و بالا جرا کریم حب لہ الدرجات فی الجنات بالغور الحسن
وانبہ عمر طویلا بالسعادة والغنی والوجاہۃ فی الوری بالعلم والعقل استین
واع عنی غریقی لطفا و فرج کریمی واقض حاجاتی یسر کل عسر یا معین
لا تحر جنی الی غیر وارشدنی الی ووقنی بماکان رضینا و خیرامن خصال الخلقین
یا وسیع الرحمۃ اغفر لی ذنوبی کھا انت مولانا رؤف بالعباد الجرمین
قلت ادعو استجب یارب ادعو فستجب انت ربی انت حبیبی انت خیر الراحمین
تخذ حمد و صلاۃ ازمن بود ہر دم قبول در جناب کبر یاؤ و زود ختم المرسلین
اے ضیاء الحسنین من ناگاہ شدی پناہاں زمن

چند تاریخی مادے درج ذیل ہیں۔

قاضی صاحب مرحوم الاید مولوی ضیاء الدین صاحب علامہ زمان

۱۳۴۴ھ

۱۳۴۴ھ

تقریبی مکاتیب

حضرت قاضی ضیاء الدین چکوالی کے احباب نے آپ کے والد ماجد حضرت قاضی
احمد الدین چکوالی کے نام تعزیت نامہ روانہ کئے۔ جن کی نقول اور ترجمہ درج ذیل ہیں۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

The principal and staff of the Central Training College, Lahore, express their deep sorrow at the sad and untimely death in the performance of duty of Qazi Zia-ud-Din, Distric Inspector of Schools. Rawalpindi, their former colleague and extend heartfelt sympathy with the family of te dceased.

Principal,

Central Training College,

Lahore.

Dated, 9/12/1925.

گورنمنٹ سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور کے پرنسپل اور سٹاف قاضی ضیاء الدین ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز راولپنڈی کی اچانک دوران ملازمت وفات پر اپنے گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کے سابق سرورس کے دوست مرحوم کی فیملی کے ساتھ دلی ہمدردی اور دکھ کا اظہار کرتے ہیں۔

پرنسپل سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور

تاریخ ۹/۱۲/۲۵

Camp Bhera

14th December, 1925.

Dear Sir,

I am asked by Honble te Minister of Educa- tion and te Director of Public Instruction to convey to you their deep sorrow and sympathy at the

martat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

sudden tragic death of your son Qazi Zia-ud-din, District
Inspe- ctor of Schools, Rawalpindi.

I desire also to express my own sympathy with
you ni your bereavement. Believe me.

عزت مآب!

قابلِ صدا احترام و زیرِ تعلیم اور ڈائریکٹر ہدایات عامہ کی طرف سے مجھے کہا گیا ہے کہ آپ
کے فرزند قاضی ضیاء الدین صاحب ضلعی انسپکٹر آف سکولز راولپنڈی ڈویژن کی اچانک اور غناک
وفات پر آپ کو ان کے غم اور ہمدردی کا اظہار پہنچاؤں اور میں خود بھی چاہتا ہوں کہ اس محرومی
پر اپنی ہمدردی کا اظہار کروں۔

آپ کا مخلص

مدفن

چکوال سٹی پولیس کی مشرقی دیوار سے چند قدم ہٹ کر حضرت مولانا غلام حسین چکوالی
کا مزار ہے۔ اس کے متصل مشرقی سمت قاضی ضیاء الدین چکوالی کی قبر ہے اور ساتھ ہی قاضی
احمد الدین چکوالی کا مرقہ ہے۔ دونوں باپ بیٹے کی قبریں پختہ ہیں البتہ مولانا غلام حسین چکوالی کی
قبر کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔ بقول قاضی عبدالوحید، افسر سوئی گیس فیصل آباد کہ ان بزرگوں کی
وصیت تھی کہ ان کی قبور پر مٹی ڈالنا، پختہ اور گنبد تعمیر نہ کرنا یہی وجہ ہے کہ حضرت قاضی غلام حسین
چکوالی کی قبر انور کا نام و نشان نہیں رہا البتہ قاضی احمد الدین چکوالی کے پوتے قاضی ظفر الاسلام نے
اپنے والد ماجد اور دادا جان کی قبور پختہ کرائی تھیں۔ اب ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے
۔ خاکسار مولف نے قاضی ضیاء الاسلام کو اس جانب توجہ دلائی تو انھوں نے جواب فرمایا۔ میں آج
ہی مزدور لگا کر مزارات کو درست کر دیتا ہوں۔ لیکن بزرگوں کی وصیت مانع ہے۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آپ کی اولاد میں اکلوتا فرزند قاضی ظفر الاسلام مرحوم تھے۔ چکوال کے بازار میں دکانداری کرتے تھے۔ ان کے فرزند قاضی ضیاء الاسلام سلمہ قومی بخت میں ملازم ہیں۔ (۱۶)

حواشی

- ۱ محمد مرید احمد چشتی: فوز القال فی خلفاء جبریاں جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء صفحہ ۵۶۹
- ۲ سند اجازت (خطی) فراہم کردہ پیر زادہ عابد حسین شاہ صاحب ساکن جھمی چوآسیدن شاہ چکوال
- ۳ صاحبزادہ محمد عمر میر بلوی: انقلاب الحقیقت، مکتبہ الرحمن السلفیہ سرگودھا، صفحہ ۳
- ۴ پروفیسر محمد نعرا اللہ معینی: فیضان میروی مطبوعہ المحبوب آرٹ فیصل آباد، صفحہ ۲۲۱، ۲۲۰
- ۵ قلمی بیاض مملوکہ پروفیسر محمد نعرا اللہ معینی صفحہ ۳
- ۶ مکتوب غلام ربانی عزیز بنام مولف مورخہ ۲۳ جون ۱۹۹۱ء از ایڈٹ آباد بحوالہ مکاتیب عزیز ناشر آزریری کیپٹن (ر) عبداللہ خان
- ۷ ڈاکٹر غلام جیلانی برق: میری داستان حیات مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۸۳ء صفحہ ۷۳
- ۸ بورڈ سربراہان اسلامیہ ہائی سکول پنڈو دادن خان
- ۹ ڈاکٹر غلام جیلانی برق: میری داستان حیات
- ۱۰ عبدالرشید ارشد: بیس بڑے مسلمان مطبوعہ زاہد بشیر پرنٹرز لاہور ۱۹۸۶ء (بارہم) صفحہ ۶۵۶، ۲۵۶
- ۱۱ مولانا محمد عثمان غنی: حیات جاوداں مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء صفحہ ۵۹، ۶۰
- ۱۲ ڈاکٹر غلام جیلانی برق: میری داستان حیات، صفحہ ۷۳، ۷۴
- ۱۳ قطعہ تاریخ وفات (خطی) فراہم کردہ پیر زادہ عابد حسین شاہ صاحب
- ۱۴ قاضی ضیاء الاسلام چکوالی نے فراہم کئے۔ مولف

۱۵ محمد مرید احمد چشتی: فوز القال فی خلفاء ہیر سیال جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء

صفحہ ۵۹۰

۱۶ ملاقات قاضی ضیاء الاسلام چکوالی مورخہ ۳ شوال المکرم ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۱ اپریل

۱۹۹۱ء بروز پنجشنبہ

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿ حضرت خواجہ سید قمر الدین شاہ دھرنوی ﴾

ولادت

حضرت خواجہ سید قمر الدین شاہ دھرنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تقریباً ۸۵۰-۱۸۸۰ء کے درمیان حضرت علامہ شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر دھرنہ میں ہوئی۔ آجکل دھرنہ ضلع چکوال میں واقع ہے۔

خاندان

آپ کا خاندان ایک علمی گھرانہ تھا۔ آپ کے چچا جان حضرت علامہ سید شاہ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ ممتاز عالم دین اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ تھے۔ آپ کے دو بھائی حضرت سید محمد ابراہیم شاہ اور سید فضل حسین شاہ تھے۔ حضرت سید محمد ابراہیم شاہ بھی عالم دین تھے۔ ان کی قرأت و جد آفرین تھی۔ آپ کے دو چچا زاد بھائی تھے۔ (۱) حضرت شاہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ، ان کی بیعت حضور سلیمان زمان تونسوی رضی اللہ عنہ سے تھی (۲) حضرت شاہ عالم الدین جو اپنے والد گرامی کے بعد نقشبندی مسند پر بیٹھے۔ حضرت شمس الدین شاہ کے صاحبزادے شاہ بدر الدین مثالی عالم دین تھے، وہ لا ولد تھے۔

حضرت شاہ عالم الدین کے بیٹے سید بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ زندگی کے آخری دس پندرہ سالوں میں مجذوبانہ اطوار کے ہو گئے تھے۔ ان کے دو صاحبزادے سید نصیر علی شاہ اور سید حسین علی شاہ حضرت خواجہ قمر الدین کے نواسے ہیں۔ سید نصیر علی شاہ اس وقت نقشبندی گدی کے مسند نشین ہیں۔ انھیں خواجہ سید قمر الدین شاہ نے چشتی اور ادو وظائف کی اجازت بھی دی تھی۔

تعلیم

حضرت سید قمر الدین شاہ نے اپنے چچا جان سید شاہ صدر الدین سے قرآن پاک اور ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اس دور میں دھرنہ میں مثالی درس گاہ تھی۔ نظم و صرف و نحو آپ نے

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

و سنال میں پڑھی۔ و سنال علوم اسلامیہ کا اس زمانہ میں مرکز تھا اور سب کتابیں وہاں پڑھائی جاتی تھیں۔ حضرت کے بڑے بھائی مولانا سید محمد ابراہیم شاہ نے بھی وہاں ہی علوم حاصل فرمائے تھے۔ آپ نے بعد میں تھل کے کسی مقام پر بھی علم حاصل کیا اور تکمیل لاہور میں فرمائی۔ آپ کو علوم فقہیہ پر خصوصی مہارت تھی۔

بیعت و خلافت

آپ نے فاتح قادیانیت حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ بڑی عقیدت سے زندگی بھر آستانہ عالیہ گولڑہ شریف پر حاضری دیتے رہے۔ یہی حال آستانہ عالیہ سیال شریف کے متعلق رہا۔ حضور شیخ الاسلام سیالوی رضی اللہ عنہ سے بعد عقیدت تھی۔ فرمایا کرتے تھے۔ آج اگر کسی نے اسلاف کا زندہ نمونہ دیکھا ہے تو وہ قبر سیال کی زیارت کرے۔

بولہ شریف حاضری کا دائمی معمول تھا۔ روزانہ صبح کی نماز کے بعد بولہ شریف تشریف لے جاتے جو ان کے گاؤں سے اڑھائی میل دور تھا پھر یہ بھی معمول رہا کہ اکثر صبح کی نماز بولہ شریف میں حضرت خواجہ سید رسول بولوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر پڑھی۔

حضرت بولوی نے آپ کو خلافت سے نوازا، زبانی خلافت کے بعد تحریری خلافت بھی عطا فرمائی۔ آپ تبلیغ دین کیلئے کافی عرصہ ملتان ضلع میں قیام فرما رہے۔ تحصیل لودھراں کے مختلف چکوک میں آپ کے بکثرت مرید ہیں۔ وہاں قیام کے دوران حضرت بولوی نے تحریری خلافت نامہ بھیجا اور بیعت لینے کی تاکید فرمائی۔ حضرت بولوی کی آپ پر بے پایاں عنایات تھیں۔ مختلف معاملات میں آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔

اخلاق عالیہ

جو اخلاق محمدی قرآن و سنت سے انھیں ملے اپنی زندگی میں ان پر عمل پیرا رہے۔ اتباع سنت کا ذوق و راشت میں ملا تھا۔ حضور مہر گولڑوی نے اسے مزید جلادی۔ حضرت بولوی کی صحبت سے مزید مہیز لگی اور آستانہ قدسیہ سیال شریف نے تکمیل کردی۔ کسی ولی کی ذاتی بات اگر شریعت کے خلاف پاتے تو بر ملا فرماتے بزرگوں کی خطا پر عمل پیرا ہونا خود خطا ہے۔

marfat.com

طبیعت میں ہلا کا استغنا تھا۔ زیادہ وقت مسجد میں گزرتا تھا۔ جامع مسجد دھرنہ کے جنوب میں بالا خانہ پر گوشہ تنہائی میں خلوت کے لمحات گزرتے تھے۔ لباس صاف سترا پہنتے مگر زیادہ قیمتی نہیں ہوتا تھا، گفتگو بہت کم ہوتی اور جو ہوتی وہ بڑی جامع، مدبرانہ، عارفانہ اور وجد آفرین ہوتی۔ اپنے مشائخ کے انداز سے قوالی سنتے۔ شرعی حدود و قیود کی پابندی آپ کے نزدیک ضروری امر تھا۔ ظہر کے بعد ختم خواجگان کا بڑا اہتمام ہوتا۔ شب بیداری معمول تھا۔ نماز عشاء سنت کے مطابق تیسرا حصہ رات کا گزار کر پڑھتے۔ بسا اوقات رات کے گیارہ بجے جاتے۔ مسجد کے فرش پر چٹائی پر لیٹ جاتے، کئی لوگ دنیاوی مقاصد کے لئے آئے مگر ان کی صحبت نے ان حضرات کی دنیا بدل ڈالی اور وہ ذاکر و شاکر بن گئے۔

نماز بڑے سکون اور بڑی طہانیت سے پڑھتے، معلوم ہوتا تھا کہ وہ مقام احسان پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء

لباس و خوراک

لباس صاف سترا سفید استعمال کرتے، سر پر پگڑی ہوتی مگر یہ لباس زیادہ قیمتی نہیں ہوتا تھا۔ ہمیشہ تہ بند پہنا کرتے۔ پاؤں میں مگر گابی یا دسکی جوتا ہوتا۔ عیدین پر عموماً حضرت بولوی کا باریک چوڑے سفید رنگ کا استعمال فرماتے، انہیں کی عطا فرمودہ ترکی ٹوپی بھی زیب سر ہوتی۔

خوراک سادہ تھی، کم خوری کی ادائیں حضرت بولوی سے سیکھی تھیں۔ حدیث پاک کے مطابق جو کھانا ملا، اسے تناول فرمایا، کبھی کھانے میں نقص نہیں نکالا۔ کسی کے مگر قرآن خوانی کر کے دعوت نہیں کھائی۔ بے وضو خواتین کا پکا ہوا کھانا بھی تناول نہیں فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی گھر سے آپ نے شاذ و نادر ہی کھانا تناول فرمایا ہوگا۔

معمولات

صبح کی نماز کے بعد تلاوت قرآن پاک فرما کر اشراق پڑھ کر اور اد پڑھتے۔ بعد میں دس گیارہ بجے تک عقیدت مندوں کو اسلام کے رموز سمجھاتے، مشائخ کے واقعات بتاتے، دیکھ کر قیلولہ ہوتا، نماز ظہر کے بعد ختم خواجگان، عصر تک عقیدت مندوں پر نوازشیں، عصر کے بعد بھی بسا

marfat.com

اوقات یہ محفل جاری رہتی، مغرب کے بعد دیر تک اوابین میں مصروف رہتے کھانا تناول فرما کر مسجد میں تشریف لاتے عشاء کی نماز دیر سے ہوتی اور پھر خلوت کو منور فرماتے۔

انداز تبلیغ

بڑا دلکش خطاب فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کے بندو! فرما کر حقائق کا آغاز ہوتا، مسئلہ بڑی وضاحت سے ارشاد ہوتا۔ نیا موضوع شروع کرنے سے پہلے پھر فرماتے اے اللہ کریم کے بندو! گفتگو سادہ اور مدلل ہوتی۔ زندگی میں کئی دفعہ چالیس چالیس دن کی چلہ کشی فرمائی۔ برائے نام کھانا تناول فرمایا مگر جب لوگوں کے سامنے آئے تو ہشاش بشاش ہی ملے۔ چہرے پر مسکراہٹ رہتی، غصہ ہوتے بہت کم دیکھا گیا۔ جلدی غصہ اتر جاتا تھا چونکہ خود شریعت پر عمل پیرا تھے لہذا گفتگو بڑی اثر آفرین ہوتی تھی۔

کرامات

آپ کی لاتعداد کرامات لوگوں کی زبان پر ہیں، مستجاب الدعوات تھے جس دسوزی سے دعا فرماتے وہ انہی کا حصہ تھا، اللہ کریم اسے رد نہیں فرماتے تھے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت ہوگی کہ ساری زندگی عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر شریعت سے سرمو انحراف نہیں فرمایا۔

حلیہ مبارک

سفیدی مائل گندی رنگ، پانچ فٹ آٹھ انچ سے کچھ زائد قد، معتدل جسم شریعت کے مطابق سفید نورانی داڑھی، سر پر شریعت کے مطابق کانوں سے نیچے بڑھنے والے بال جو کبھی کبھی گردن کے نیچلے حصے تک آ جاتے تھے۔ خوبصورت دانت، اٹھتی ناک، نورانی ماتھا، سر پر کلاہ دار یا سادہ پگڑی، ہاتھ میں تسبیح، دل ڈاکر، زبان شاکر، عموماً محو تفکر اور زبان پر آیات و احادیث کے حوالے، یہ حضرت کا حلیہ اور انداز زندگی تھا۔

تاریخ وصال

زندگی کے آخری سال میں عموماً جسمانی ٹپکی کا ایف رہنے لگی تھیں مگر یہ محسوس نہیں ہوتا تھا

mariat.com

کہ آپ بیمار ہیں۔ معمولات حسب عادت جاری و ساری رہے، عادت پاک میں صبر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ کسی کی موت پر آپ کو آواز سے یا بے قراری سے روتے نہیں دیکھا۔ حضرت سید بہادر شاہ جنگی جاپانی قیدی تھے، ان کے فرزند کا انتقال ہو گیا، وہ اکلوتا بھی تھا، اس کا باپ گھر پر نہیں تھا اور وہ آپ کا چہیتا نواسہ بھی تھا۔ رحمت والے آنسو تو آپ کے رخساروں پر ڈھلک ڈھلک آئے مگر کسی بے قراری و زاری کا اظہار نہ ہوا۔ آپ کی ہمشیرہ گرامی دور حاضر کی رابعہ بھریہ تھیں۔ عالمہ، فاضلہ، زابدہ، عابدہ، سینکڑوں لوگوں کو حفظ و ناظرہ قرآن پڑھایا۔ شب بیداری کی شیدا، ہر وقت قرآن خوانی میں استغراق، اپنے اسلاف کا زندہ نمونہ گمران کے وصال پر بھی آنسوؤں کے ہار پڑے، بیقرار نہیں ہوئے۔ آپ کے بڑے بھائی اور حضرت علامہ سید ذاکر حسین شاہ سیالوی کے والد گرامی حضرت سید محمد ابراہیم شاہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۹۷۲ء ۲۷ نومبر سوموار کو ہوا تو آپ پر کبھی نہ طاری ہونے والی بے قراری طاری ہو گئی۔ معصوم بچوں کی طرح وارفتہ ہو گئے۔ قبرستان میں کمزوری کی وجہ سے سوار ہو کر گئے۔ جنازہ کے بعد وہیں نظر میں بچا کر بیٹھ گئے اور بڑے بھائی کے مزار پر کئی گھنٹے گزار کر آئے۔

اب دن بدن کمزوری بڑھتی گئی، دسمبر گزر گیا، جنوری ۱۹۷۳ء کی تین تاریخ تھی۔ یہ ۲۸ مئی تہہ ہوا کی شام تھی۔ عشاء کی نماز پڑھی۔ اپنے نواسے سید نصیر علی شاہ کو چار پائی پر ساتھ بٹھایا، ارشاد ہوا میں بھی سورہ یٰسین پڑھ رہا ہوں، تم بھی پڑھو، ابھی نصف تک پڑھی تھی کہ جان یار کے حوالے کر دی رحمۃ اللہ علیہ۔

اگلی صبح نماز جنازہ کی تیاری ہوئی، نماز ظہر کے ساتھ جنازہ ہوا۔ تاریخی جنازہ تھا۔ سارا قصبہ محبت میں کھو گیا۔ وہ بھی جنازے میں آئے جو کسی جنازے میں نہیں آیا کرتے۔ آپ کو اپنے بھائی سیدی شاہ صدر الدین نقشبندی کے مزار اقدس سے مغرب کی طرف اور اپنے والد گرامی کے پاؤں کی طرف جنوب میں دفن کیا گیا۔ وہاں پتھروں کی حویلی میں ایک قبر پہلے بھی تھی۔ اب آپ کے مزار پر روضہ مبارک ہے۔ ساتھ ہی حضرت خواجہ شاہ صدر الدین کی حویلی، مسجد، جنازہ گاہ اور دیگر خاندان کی حویلیاں ہیں۔

- ۱ حضرت علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی مدظلہ
- ۲ حضرت پیر سید منور شاہ مدظلہ (فرزند)
- ۳ حضرت قاضی عبدالوحید بولوی مدظلہ افسر سوئی گیس فیصل آباد

☆ ۱۳۹۲ھ مولف

- ۴ حضرت سید محمد نصیر علی شاہ (نواسہ)
- حضرت خواجہ سید قمر الدین شاہ کے پاس کتابوں کا نفیس ذخیرہ تھا۔

عملیات

حضرت بولوی کی طرح جنات آپ کے بھی عقیدت کش تھے۔ آپ کے چچا جان کے ساتھ جامع مسجد میں رہتے تھے۔ لاتعداد لوگوں نے دیکھے، آپ عملیات کے بھی ماہر تھے۔ شفا بخش اثرات اللہ کریم نے آپ کے قلم کو عطا فرمائے تھے۔ بہت سے تعویذات اور عملیات کی اجازت اپنے خلیفہ حضرت علامہ محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی کو عطا فرمائی تھی۔

جسمانی و روحانی طبیب

آپ بہت اچھے طبیب بھی تھے یعنی روحانی امراض کیساتھ ساتھ جسمانی امراض کا بھی علاج فرماتے۔ حضرت بولوی کا ایک خصوصی عمل بھی آپ کے پاس تھا جس کے حصول کی بڑے بڑے مشاہیر نے کوششیں کیں مگر ناکام ہوئے۔ ایک صاحب نے تو کہا۔ شاہ جی! آپ عمل پیشک نہ بتائیں، آپ کے وصال کے بعد کشف کے ذریعے پوچھ لوں گا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا: واہ حضرت وا! جو عمل میں زندگی میں نہیں بتا رہا ہوں، وہ برزخی زندگی میں آپ کو کیسے بتا دوں گا؟ ایسا کبھی نہیں ہوگا اور پھر حج حج ایسا نہ ہو سکا۔

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عرس مبارک

آپ کا عرس مبارک بڑے اہتمام سے ہوتا ہے۔ تبلیغی محافل لگتی ہیں، ہمبرکات تقسیم ہوتے ہیں۔ مگر کوئی غیر شرعی حرکت ہرگز نہیں ہوتی کیونکہ یہ آپ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

(بشکریہ حضرت علامہ محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی مدظلہ ۱۸ شوال ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۳ مئی

۱۹۹۱ء بروز جمعہ المبارک)

﴿واعظ الاسلام حضرت مولانا محمد امام الدین کندوال﴾

خاندان اور ولادت

آپ موضع کندل ضلع جہلم سے اپنی برادری کے اصرار پر ترک سکونت کر کے کندوال میں آباد ہوئے۔ ضلع جہلم کے تحصیل صدر مقام چنڈوا ڈھان سے خوشاب جانے والی سڑک پر اللہ شریف سے چند کلومیٹر بعد ضلع جہلم کی آخری آبادی کندوال نام کا ایک قصبہ ہے۔ ۱۸۸۰ء میں کندوال کی آبادی ۸۸۱ گھرانوں اور ۱۲۸۸۱ افراد پر مشتمل تھی۔ ۱۹۹۴ء میں یہ قصبہ چار بلدیاتی حلقوں، پانچ سرکاری سکولوں اور چودہ مساجد پر مشتمل تھا۔ یہاں بسنے والی اقوام کا تعلق احوان قوم سے ہے۔

کندوال میں ایک عظیم اور مادر زاد ولی حضرت خواجہ پیر بہاؤ الدین سہروردی المعروف ایاناں پیر، حضرت حافظ میاں خان احوان اور ایک عظیم نامور عالم حضرت مولانا محمد امام الدین چشتی ہوگز رے ہیں۔ حضرت مولانا محمد امام الدین ایک جید عالم دین، مفسر قرآن، مصنف، شاعر، واعظ، مناظر، طبیب، صوفی اور ماہر عملیات تھے۔ آپ کے ولید ماجد کا نام غلام محمد ہے جو احوان خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت مولانا محمد امام الدین کل چار بھائی تھے۔ آپ غالباً ۱۲۹۸ھ موافق ۱۸۸۱ء کو کندل میں پیدا ہوئے۔

بیعت

علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد مولانا محمد امام الدین نے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں اشرف الاولیاء ثانی لاٹانی حضرت خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی قدس سرہ (م ۱۹۰۹ء) کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔

علمی و دینی خدمات

آپ نے عمر بھر خدمتِ اسلام کا فریضہ بھر پور طریقے سے سرانجام دیا۔ تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ آپ نے مرزائیت اور دیگر اعتقادی قتلوں کی سرکوبی میں بھی حصہ لیا۔ ۱۹۲۴ء میں علمائے اہلسنت کا ایک مناظرہ قادیانوں سے موضع ہریا تحصیل پھالیہ میں منعقد ہوا جس میں مولانا محمد امام الدین اور علماء کی کثیر تعداد نے شرکت فرمائی۔ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی صدر مناظرہ

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تھے۔ حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ میانوی (متوفی ۱۹۲۸ء) نے اس مناظرے کی روداد ”انظر الرحمانی“ کے نام سے مرتب کی جو قاضی حبیب اللہ کے حواشی کے ساتھ ۱۹۳۳ء ہی میں لاہور سے شائع ہوئی۔ انہی علمائے حق کی سعی جمیلہ ہے کہ قادیانیت حکیم نور الدین بھیروی کے وطن اور اس کے گرد و نواح میں قدم نہ جما سکی۔ علاوہ ازیں شیعہ مناظر سید کرم حسین شاہ سے بھی مولانا محمد امام الدین کا مناظرہ ہوا۔ آپ کے مواعظ حسنہ اور تقاریر سے کثیر تعداد میں غلو کو خدا را ہدایت پر گامزن ہوئے۔

معاصرین حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (گولڑہ شریف) سے حضرت مولانا محمد امام الدین چشتی گہری عقیدت رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی تہنیفات میں حضرت پیر صاحب کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ شجرہ شریف کے شعر ہیں۔

خواجه مہر علی شاہ مای	سرتیرے تلے غلّی الہی
مینوں تیری پشت پناہی	ہاتھ تڑاڑے اوٹ نکاہی
کدھو سب نحوست میری	نظر مہر دی کاری ہے
امام الدین مسکین بچارہ	جس دا وچہ کندوال گذارہ
آ دربار ڈکا در ماندہ	باریا درد فراق غماندا
نال پیار لاؤ گل حضرت	وچھڑیاں عمر گزاری ہے

جن دیگر علماء و مشائخ سے حضرت مولانا امام الدین کے گہرے مراسم استوار تھے، ان میں سے بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف ساکن بھوئی علاقہ بیج کھڑ ضلع ایک، حضرت مولانا پیر عبد اللہ شاہ (۱۹۲۲ء) ساکن واولہ نرہ چڑا سیدن شاہ قاضی تحصیل پنڈ وادھان، حضرت مولانا حاجی محمد صالح سلیمان ضلع جھنگ، حضرت مولانا شرف الدین ساکن سلیمانہ، قاضی علی احمد ساکن ماشن، حضرت مولانا پیر صدیق شاہ چشتی ساکن منگوال ضلع خوشاب، حضرت مولانا سید ظہور شاہ جلالپور مدفون منارہ ضلع چکوال، مولانا غلام محی الدین ساکن ڈھڈی، مولانا خان محمد ساکن جھنگ، مولانا محمد بخش ساکن جسوال ضلع سرگودھا اور مولانا محمد شاہ ساکن کھوٹیاں متعلق منمان، حضرت مولانا غلام محمد ساکن کوٹ بھائی خان اور حضرت قاضی مولانا غلام قادر ساکن جھادریاں ضلع شاہ پور۔

حضرت مولانا محمد امام الدین کندوانی نے درۃ المکنون حضرت مولانا غلام محمد اور حضرت قاضی غلام قادر کی فرمائش پر لکھی چنانچہ درۃ المکنون کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں۔

حافظ کامل مرد اللہ دا صالح نیک نمازی صابر شاکر زاہد عابد نال رضا رب راضی خادم سرور عالم دا او تا بعدار نیایا حقی تقویٰ دار ہمیش خدمتگار ولیاں غلام محمد نام مبارک عالم نیک سرشت طبع حلیم تسلیم عجائب جیوں کز ذات فرشتہ چھاؤنی شاہ پور کولون چڑ دے کوٹ جو بھائی خانی اوتے ہر دم رہے سلامت شاعر ہے لا ثانی ہو را کہ قاضی جہادریاں وچہ مدہ قدیمی رہندے غلام قادر ہے اسم مبارک او بھی دم دم کہندے تفسیر سورۃ نور میں ”سبب نظم کتاب ہذا“ کے عنوان سے رقمطراز ہیں۔

گاہے گاہے سفر اندر میں جاندا جھنگ مکھیانے اس علاقے وسدے اک نام صید اسلیانے اوتے سی عالم عامل کامل نال صفائی کر تدریس ادریس مطابق دتا فیض لوکاں دوروں دوروں طالب آون پاون فیض ہزاراں خالم باطن علم سکھاوے کر واقف اسراراں چشمہ نوری فیض حضوری جگ وچہ ہویا جاری بھر بھر جام اکرام کریندا کرے سخاوت بھاری فتح محمد اسم مبارک نائب خاص رسولی اصل ذات الہی ہویا پا درجہ مقبول ترے فرزند انہاندے باقی ہراک عالم بھارا دین نبی وچہ کامل اکمل رب دتی روشنائی اک انہاندا چھوٹا بھائی حاجی حافظ بھارا درۃ المکنون دخی اس بہت پسند آئی وکھ انہاں دل راضی ہویا مژمڑ ایہ فرماون سورہ نور نظم کر جلدی کر تاکید بناون

تصانیف

حضرت مولانا امام الدین چشتی عربی، فارسی اور پنجابی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کی اکثر تصانیف پنجابی نظم میں ہیں۔ آپ کی جو تصانیف مطبوعہ مولف کی نظر سے گزریں یا ان کے نام معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں۔

تفسیر سورہ نور یہ کتاب آپ نے اپنے دوست اور حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے خلیفہ حضرت مولانا فتح محمد سیالوی کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ محمد صالح سیالوی کی فرمائش پر لکھی۔ بڑی تعلق کے اٹھاسی صفحات پر مشتمل پنجابی نظم کی یہ کتاب پانچ سو کی

marfat.com

تعداد میں ۱۳۳۳ھ میں لاہور سے طبع ہوئی۔ مولانا شرف الدین ساکن سلیانہ خلف الرشید مولانا محمد سعید ساکن سلیانہ نے چار فارسی اشعار میں اس کا قطعہ تاریخ طباعت لکھانیز خود معترف نے سات فارسی اشعار میں تاریخ طباعت موزوں کی۔

قصیدہ نعمانیہ مع شرح امامیہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے قصیدہ نعمانیہ کی شرح پنجابی نظم میں ہے جو چودہ صفحات پر المئیر پریس جنگ مکھیانہ سے طبع ہوئی۔

شجرہ شریفہ خاندان چشت اہل بہشت حضرت مولانا محمد امام الدین نے اپنے سلسلے کا شجرہ طریقت پنجابی اشعار میں لکھا جو آٹھ صفحات پر مشتمل حافظہ خدا بخش صفیر کے اہتمام سے المئیر پریس جنگ سے طبع ہوا۔ کتاب کے آخر میں مولانا محمد امام الدین کا فارسی کلام موجود ہے۔

وفات نامہ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی

۷ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ کا دن تھا کہ محمد امام الدین اپنے گاؤں کندوال سے کسی کام کے سلسلے میں پنڈ وادخان کے لئے روانہ ہوئے جب اللہ ربوے انجین پر پہنچے تو ریل گاڑی آنے پر آپ کی ملاقات اس میں سوار حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے ہوئی جو حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی سجادہ نشین تونسہ شریف کے وصال پر تہنیت کر کے واپس گولڑا شریف جا رہے تھے۔ پیر صاحب کے ساتھیوں میں مولانا محمد امام الدین کے دوست مولانا محمد یوسف ساکن بھوئی بھی شامل تھے۔ انہوں نے حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی کے مقام و مرتبہ اور رحلت کے واقعات مولانا محمد امام الدین کو بتائے اور انہیں کتابی صورت دینے کی فرمائش کی چنانچہ مولانا محمد امام الدین نے یہ واقعات پنجابی اشعار میں موزوں کر کے انہیں دفات نامہ خواجہ اللہ بخش کے نام سے سولہ صفحات پر المئیر پریس جنگ سے طبع کرایا۔ شاعر نے یہ کتاب یکم رجب ۱۳۱۹ھ کو کندوال میں مکمل کی۔ اس کتاب میں ضامنہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی کے مناقب بھی آگئے ہیں۔

تحفہ اسلامیہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور مرزا قادیانی کے درمیان ہونے والی عقیدہ ختم نبوت پر معرکہ آرائی کی تفصیلات پنجابی نظم (مطبوعہ)

مدح جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی پنجابی نظم، مطبوعہ

درۃ المکمنون فی بیان قرة العینون یہ کتاب مولانا موصوف نے

واعظین اسلام کے لئے قرآن واحادیث کی مدد سے پنجابی نظم میں لکھ کر طبع کرائی۔ مولانا محمد امام الدین کی مذکورہ بالاسات مطبوعہ تصانیف کے علاوہ آپ کی غیر مطبوعہ کتب میں سے چند کتب کے مخطوطات مولانا حافظ عبدالحید ارشد نقشبندی ساکن کندوال کے ذخیرہ کتب میں موجود ہیں۔ ان کا تعارف حسب ذیل ہے۔

حلیہ شریف پنجابی نظم بحضرت معصوم انجاس اشعار پر مشتمل یہ کتاب مولانا امام الدین نے ۵ ذی الحجہ ۱۳۱۷ھ کو موضع گھلو گھارہ ضلع میانوالی میں قیام کے دوران مکمل کی۔ اس کے مخطوط کے آخری صفحات پر مولانا کے مجرب عملیات وتعوذات اور طبی نسخے بھی درج ہیں۔

مناقب حسین حضرت امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے مناقب اور سانچہ کر بلا ایک سو ستر پنجابی اشعار میں ہے۔ خطی نسخہ ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

منقبت غوث اعظم پنجابی بائیس اشعار اور پانچ صفحات پر مشتمل ہے۔
قصہ لکڑی بارہ صفحات پر مشتمل پنجابی نظم میں یہ کتاب مولانا محمد امام الدین نے ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ کے دن کندوال میں مکمل کی۔

فالنامہ قرآنی صفحات ۲۹، اردو نثر، تاریخ تکمیل ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ

فالنامہ رملی صفحات ۲۱ فارسی نثر، تکمیل ۱۷ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ

فال نامہ ابجدی صفحات ۲۸، فارسی نثر، تکمیل ۱۳۳۳ھ

بیمار نامہ صفحات ۲۳، ۱۲ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ

رسالہ انواع البسط فی علم جعفر صفحات ۷۰، فارسی نثر، ۱۱ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ

آخر الذکر پانچ کتب کے خطی نسخے ایک جلد میں محفوظ ہیں۔ کئی فتاویٰ پر آپ کے تصدیقی اور تائیدی دستخط ملتے ہیں۔

شاعری اور نمونہ کلام

جیسا کہ پہلے تحریر کیا گیا ہے کہ حضرت مولانا محمد امام الدین چشتی عربی، فارسی اور پنجابی

marfat.com

کے قادر الکلام شاعر تھے۔ مولف کے کتب خانہ میں آپ کی دو کتب شجرہ شریفہ خاندان چشت اہل بہشت اور درۃ الملوک موجود ہیں ان سے آپ کا کلام بطور نمونہ پیش خدمت ہے۔

وہ وا خالق مالک رازق پالن ہار قدیمی
بک عابد بک زاہد کیے بک زانی مونہہ کالے
بک صوفی شب بیدار ہمیشہ بندے پاک نمازی
کہان وچہ قیام گذاری اپنی عمر پیاری
کہان طاعت پاک نبی دی سرچشماں پر چائی
حدون بعد کہان صلواتاں پاک محمد ﷺ تائیں
جانجاں توڑی دھرتی انبر کرسی عرش منارے
آدم جن ملائک نوری ہے سب نکھن لائیے
آپ خداوند پاک جہان نون شان دتا لولاکی
افضل کل نییان اندر حوض کوثر والی
روز حشر جان نفسی نفسی نبی پوکارن سارے
یارب بخشین امت میری تیرا کم رحیمی
بخشش وا آوازہ تازہ ملیسی نبی سہارے
چارے یار رسول اللہ دے چارے خاص پیارے
جیندی صفت خداوند والی وچہ قرآن سنائی
وچہ کلام الہی ویکو شان انہاندے آئے
صدیق اکبر داد درجہ اس دن لوکاں معلوم ہوی
دو بے گوشے عمر بہادر تر بچے عثمان جانی
مومن اہل جماعت سارے شک نہ آئن ذرہ

کتاب درۃ الملوک کا قطعہ تاریخ فارسی لکھیا

از برائے سومان تحریر شد این چند با
چوں روم از دایر خانی در بغل تارم کتاب
یاد گارم از ماند چون مرا آید قضاء
کاین مرا شافع شود اندر جناب کبریا

از تقاسم و حدیث آمد ہمہ مضمون این نیز قول صالحان پاکیزہ مردان بے ریا
ہر کہ با نظر عمق در دے نظارہ می کند ہو کہ مارا یاد آرز آں زمان اندر دعا
سال تار بخش چو پر سیدم ز ہاتف گفت او درۃ المکنون روشن نام نامی با صفا

۱۳۲۶ھ

شجرہ شریفہ میں اپنے شیخ طریقت کے بارے قطر از ہیں

شمس الدین شمس زمان می نمائند مگر اہان

خلفش محمد الدین دان چارست فیض بکران

بردر شاما آمد امام الدین ماندہ در فراق

بہ بریدہ زدے غم الم بہر خدا اے خواجگان

شجرہ شریفہ کے پنجابی اشعار ہیں:

شمس نورانی دوہین جہانی خوجہ شمس الدین بچانی

جلوہ بدر منیر و کھادے خلقت دانگ پکوران آدے

صوفی زاہد ترفن اوتھے جیوگر مرغ شکاری ہے

محمد الدین کر نظر کرم دی گمیرا مینون ٹھاٹھ الہی

فوج فراق کرے نت دہادی گوشت پوست خون سکاے

بچا ہوا تک تسانون اوچی کوک پکاری ہے

قم فی ظلام الیل واقصد مہیمنہ یراک الیہ فی الدجا تتوسل

وقل یا عظیم العفولا تقطع الرحا فاننت المنی یا غائبتی والمتوصل

فیآ رب فاقبل ثوبتی تفضل فما زلت تعفو عن کثیر و نھمل

اذا کنت تجفونی وانت ذخیرتی لمن اشتکی حالی و من اتوسل

حقیق لمن اخطا و عاد لما معنی و بیکھے علیٰ جسم ضعیف من البلی

قصدت الہی رحمته و تفضیلا نعل یجود السید المتفضل

لمن تاب من زلاتہ یتقبل

marfat.com

ترجمہ:

اٹھو چہ اندھیری راتیں قصہ خدا دے کر نیو
تے آکھو یارب معاف کریں تا روز امید ساڈی
یارب کر مقبول مری تون توبہ نال فضلہ دے
ہیں ذخیرہ میراجی تون میں تھمین کریں کنارا
ثابت ہے جو کرے خطایان پر تے دوم ہو کے
رودے عاجز جسے تے جو بہر یا نال بلائین
کران امید جو رحم فضل تھمین بخشے آپ آلی
پاک نبی سرور تے ہون لکھ سلام دعائین

موضع ہریا کے مناظرے کے بارے میں آپ نے یوں اکتھا خیال فرمایا

بحث کا جو تھا نتیجہ آ گیا
میرزائیوں کی عجائب گت نی
میرزاؤں سے جلال الدین تھا
بحث تھی عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی موت میں
معیار تھا قرآن ہم قول نبی کریم
مفتی صاحب جب پڑھا قرآن شریف
آیت انا نکلتا جب پڑھی
زندہ ہے عیسیٰ ابھی افلاک پر
ہے یہ اضرایہ ابطلین بل
موت کو باطل کیا : قبل نے
رفعہ سے یہ آوازے آرہے
اس میں ہیں اثبات جسد عنصری
بل کے اندر پھنس گیا صلی علیہ
باتھ پاؤں بارے سب لیکن کہتے

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
جب مباحثہ شہر ہریا میں ہوا
اہل سنت سے غلام مرتضیٰ
یعنی عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہے یا مر گیا
فیصلہ اس پر مسلم ہو چکا
لحن داؤدی سے جلسہ بھر دیا
رفعہ اللہ سے یہ ثابت کر دیا
دیکھ لے نکتہ عجب بل میں پڑا
اور قصر قلب ہے اس میں چھپا
جو کہ پہلے آچکا ہے ناپید ما
زندہ ہے وہ آسمان پر چڑھ گیا
اس کا انکار نہیں جزا شقا
منہ پر پردہ پڑ گیا کسوف کا
دھندلائی کا نہ ہر گزراہ ملا

سب کو روشن ہو گیا زندہ مسیح موت کا قاتل ہوا ہے رو سیا
ہر طرف سے آرہی ہے یہ ندا آفریں صد آفریں مفتی غلام مرتضیٰ
ہے امام الدین کی یہ التجا دست بالا ہو سدا اسلام کا
شیخ طریقت سے عقیدت

آپ کو اپنے شیخ کریم سے والہانہ محبت تھی۔ سال میں ایک دو بار سیال شریف کی
حاضری معمول تھا۔ حضرت ثالث خوجہ حافظ الحاج محمد ضیاء الدین سیالوی (م ۱۹۳۹ء) کے دور
پاک میں بھی سیال شریف باقاعدگی سے حاضر ہوتے رہے۔ اور حضور ثالث سیالوی آپ پر انتہائی
شفقت فرماتے تھے۔ اعراس مبارک کی تقاریب میں خطاب فرمایا کرتے تھے۔

درس و تدریس

آپ نے کندوال میں باقاعدہ درس و تدریس کا کام شروع نہیں کیا تھا البتہ بعض افراد کو
پڑھایا تھا۔

تلاذہ

آپ کے تلاذہ میں صرف ایک کا علم ہو سکا:۔ حضرت مولانا حافظ جمال الدین کندوالی۔
حلیہ

آپ کا قد درمیانہ، رنگ گندمی، ریش مبارک با شرع اور سر پر دستار باندھے
تھے۔ چادر اور کرت لباس تھا اور لباس سادہ ہوتا تھا۔

اخلاق و اطوار

حضرت مولانا محمد امام الدین اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ بناوٹ اور ریا کاری
سے سخت نفرت تھی۔ سادہ زندگی بسر کی۔ عالم و فاضل، عابد و زاہد اور متقی تھے۔ شریعت مطہرہ کی سختی
سے پابندی کرتے۔ اپنے عقیدت مندوں میں شریعت کا جذبہ پیدا کیا۔ معاشرتی اور سماجی بری
رسوم کے خاتمہ کے لئے سخت جہاد کیا۔ شرعی معاملات میں کسی کی پروا نہیں کرتے تھے۔ حق گوئی
شیوہ تھا۔ اور حق بات منہ پر کہہ دیتے تھے۔ بد مذہب لوگوں سے سخت نفرت تھی۔ مرزائیوں
، روافض اور خوارج سے مناظرے کئے اور ہر میدان میں فتح و کامرانی حاصل کی۔ بڑے خوددار
، بارعب اور دہذب کے مالک تھے۔ آپ کا فتنی جلتا تھا۔ مضامین سے لوگ مسائل پوچھنے کے

marfat.com

لئے آتے تھے۔ آپ نے ہندوستان سے باہر اٹلی تک تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کیا۔ حق مغفرت کرتے عجب آزاد مرد تھا۔

معمولات

آپ نصف شب بیدار ہو کر تہجد پڑھتے بعد ازاں وظائف میں مشغول رہتے۔ نماز فجر باجماعت ادا فرماتے۔ اس کے بعد تلاوت قرآن کریم اور دوسرے اوراد و وظائف ادا فرماتے۔ نماز اشراق، چاشت وغیرہ ادا کرنے کے بعد مدرسے کا شغل فرماتے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر قبولہ کرتے اور نماز ظہر باجماعت ادا کرتے بعد ازاں عام ملاقات کا وقت مقرر ہوتا۔ نماز مغرب باجماعت ادا کرنے کے بعد ادائین اور حفظ الایمان کے نفل ادا فرماتے۔ نماز عشاء باجماعت ادا کر کے چند اوراد کا ورد کرتے اور پھر آرام فرماتے تھے۔ آپ وسیع مطالعہ کے مالک تھے۔ النہم لکھنؤ باقاعدگی سے آپ کے پاس آتا تھا۔ تبلیغی دوروں میں بھی اوراد و وظائف کی سختی سے پابندی فرماتے تھے۔ جسمانی اور روحانی مریض آتے اور انہیں دوا اور دعا دے کر واپس کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفاء رکھی تھی۔ آپ کا لقب واعظ الاسلام تھا بعض مقامات پر آپ کا نام ”مولانا محمد امین الدین واعظ الاسلام کندھوال“ بھی لکھا جاتا ہے۔ عمومی زندگی سفر میں گزری۔ دوستوں کے ہاں کافی وقت گزارتے باقاعدہ امامت کسی مسجد میں نہ تھی محد المبارک گاؤں کی جامع مسجد میں پڑھاتے تھے۔ آپ فارغ اوقات میں کتابت بھی کرتے تھے۔ آپ کا قلمی قرآن بھی موجود ہے۔

حج بیت اللہ شریف

حضرت مولانا امام الدین پیدل سفر کر کے حرمین شریفین حاضر ہوئے اور حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔ دوسری روایت ہے کہ آپ نے ۱۹۱۱ء میں حضرت ثالث سیالویؒ کی رفاقت میں حج کی سعادت حاصل کی۔

اولاد و امجاد

حضرت مولانا امام الدین کو اللہ تعالیٰ نے پانچ فرزند عطا فرمائے ان میں سے ایک مولانا حافظ جمال الدین مرحوم تھے۔ مولانا حافظ جمال الدین نے اپنے والد ماجد کے علاوہ کھوکھر زیزد چکوال اور پنڈی گھیب کے مدارس میں تعلیم پائی تھی۔ مولوی حافظ جمال الدین مرحوم کی

ایک بی زندہ رہی جو حضرت مولانا حافظ عبدالرشید کے عقد میں ہے۔

کوائف وصال

حضرت مولانا امام الدین کند وائی کی وفات شب سوموار بوقت بارہ بجے رات ہوئی۔ سوموار قبل از زوال جنازہ ہوا۔ جنازہ کی بہت لمبی پانچ صفیں تھیں۔ اور ہر صف میں تین صد سے زائد افراد شامل تھے۔ بوقت وفات آپ بقائے ہوش و حواس تھے اور فرمایا کہ دو گھوڑیاں آئیں۔ بعدہ الحمد للہ سبحان اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ کر واصل بحق ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ

گہری نیند سوئے ہوئے ہیں۔ در ماہ شعبان شب پانزدہم انتقال بدار البقا نمودہ در ۱۳۳۹ھ

وصال شریف اور مدفن

آپ کا وصال شریف ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۳۱ء بارہ بجے رات شب پانزدہم کو ہوا۔ دفتر ڈی۔ ایچ۔ اڈ جہلم کے ریکارڈ میں حضرت مولانا امام الدین کند وائی کی تاریخ وفات ۵ جنوری ۱۹۳۱ء پھر پچاس سال درج ہے۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی قبر انور کچی ہے۔ اور کند وال کے بڑے قبرستان کی شمالی جنازہ گاہ کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ مولف نے فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

حضرت مولانا محمد جمال الدین چشتی

خاندان اور پیدائش

آپ اعوان المعروف مخوفیہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۶ء موضع کند وال ضلع جہلم میں واعظ الاسلام حضرت مولانا حاجی امام الدین کند وال کے ہاں ہوئی۔

تعلیم

آپ نے کھوکھر زیر چکوال میں قرآن مجید حفظ کیا۔ کند وال کے پرائمری سکول میں تین جماعتیں پاس کیں۔ بعد ازاں اپنے والد ماجد کے علاوہ کھوکھر زیر اور اور پنڈی گھیب کے مدارس میں تعلیم حاصل کی۔

بیعت

آپ کے والد ماجد نے بھیجی میں سیال شریف حضرت ثالث خواجہ حافظ الحاج محمد ضیاء

marfat.com

الدین سیالوی قدس سرہ سے بیعت کرا دیا تھا۔ سیال شریف باقاعدہ حاضری دیا کرتے تھے۔

حلیہ اور اخلاق

آپ کا قد ساڑھے پانچ فٹ، متوازن بدن، رنگ گندی نورانی اور منور چہرہ تھا۔ سفید چادر، کرتہ و ستار لباس اور پاؤں میں دسکی جوتی پہنتے تھے۔

آپ عابد و زاہد، موصوم و صلوة کے پابند تھے۔ بڑے دلیر، باہمت، مستقل مزاج اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے تھے۔ نماز فجر کے بعد نماز اشراق کے پابند تھے۔ تہجد گزار اور رمضان المبارک میں قرآن کریم تراویح میں سنایا کرتے تھے۔ محافل شبینہ میں بھی قرآن پاک سنایا کرتے تھے۔ سادہ زندگی بسر کی۔ مزاج میں خود داری اور بے نیازی حد درجہ تھی۔ عوام سے بڑے انکسار سے ملتے تھے۔

شادی

آپ کی شادی اپنے ہی خاندان میں ۱۹ اگست ۱۹۳۶ء کو ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطا کیں۔ اب صرف ایک دختر حیات ہے۔ دختر نیک اختر اس وقت ۶۸ سال کی ہے۔

وفات اور دفن

آپ چند ماہ درگذردہ میں جتلاہ کر ۲۵ مئی ۱۹۸۱ء مطابق ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ کو فوت ہوئے اور کندوال کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ نماز جنازہ حضرت مولانا عبدالکریم سیالوی ساکن کندوال نے پڑھائی۔

جانشین

حضرت مولانا حافظ جمال الدین چشتی کی وفات کے بعد حضرت عبدالرشید ارشد نقشبندی ولد عبدالکریم سیالوی مرحوم (مرید حضور شیخ الاسلام سیالوی) جانشین ہوئے۔ آپ اعوان ثادہ خاندان میں حضرت مولوی عبدالکریم کے گھر کندوال میں ۱۶ مارچ ۱۹۵۶ء مطابق ۳ شعبان ۱۳۷۵ھ بروز آدینہ پیدا ہوئے اللہ شریف کے مدارس میں تین سال کے عرصے میں حافظ فیض محمد صاحب ساکن نین رانجھا ضلع گجرات سے حفظ قرآن مجید کیا۔ بی۔ اے تعلیم ہے اور تین سالہ میڈیکل کورس کیا۔ آر۔ میڈیکل کورس میں پندرہ سال ۱۹۷۵ء میں سروس کی۔ بیعت حضرت

صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول للہی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ معلیٰ نقشبندیہ مجددیہ سے ہے۔ اور ۱۹۹۲ء مطابق ۱۴۱۳ھ کو خرقہ خلافت ارزانی ہوا۔ ۱۹۹۲ء میں شعبہ حفظ قائم کیا اور بیٹا طلبہ کو حفظ قرآن کی نعمت سے مالا مال کیا۔ ۱۹۹۶ء میں حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے شرف ہوئے نیز پندرہ کے لگ بھگ عمر سے ادا کر چکے ہیں۔ کندوال میں میلاد شریف کے جلوس کی قیادت کرتے ہیں اور جماعت اہل سنت کے صدر ہیں آپ حضرت مولانا حافظ محمد جمال الدین چشتی کے داماد ہیں۔

اولاد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ حافظ خالد محمود

۲۔ عبدالنصیر

۳۔ عطاء المصطفیٰ جمیل۔ بی۔ اے

۴۔ انوار المصطفیٰ

ماخذ و مراجع

۱۔ محمد امام الدین مولانا: شجرہ شریفہ خاندان چشت اہل بہشت، المنیر پرنٹنگ پریس جھنگ

۲۔ ایضاً: درۃ المسکون فی بیان قرۃ العین، مطبع المنیر جھنگ مکھیانہ

۳۔ عابد حسین شاہ، پیرزادہ، مولانا محمد امام الدین چشتی، ایک صوفی شاعر مطبوعہ در ماہنامہ خیائے

حرم لاہور، اکتوبر ۱۹۹۶ء

۴۔ محمد مرید احمد چشتی، حاجی، فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء

۵۔ محمد مرید احمد چشتی، حاجی، فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد سوم مطبوعہ لاہور ۲۰۰۵ء

۶۔ قلمی یادداشتیں مخزن در کتب خانہ مولوی محمد جمال الدین کندوالی

۷۔ بیاض (قلمی) مملوکہ حضرت حافظ عبدالرشید ارشد نقشبندی کندوالی

۸۔ انٹرویو حضرت حافظ عبدالرشید ارشد نقشبندی مورخہ ۱۹ اگست ۲۰۰۵ء بروز پنجشنبہ در کندوال ضلع

جہلم

مؤلف کی تصانیف و تالیفات

- ۱۔ جہان رضا (مطبوعہ)
- ۲۔ خیابان رضا (مطبوعہ)
- ۳۔ مناقب رضا (قلمی)
- ۴۔ امام احمد رضا کے چند خلفاء (قلمی)
- ۵۔ انوارِ قمر (قلمی)
- ۶۔ فوژ المقال فی خلفائے پیر سیال جلد اول (مطبوعہ)
- ۷۔ فوژ المقال فی خلفائے پیر سیال جلد دوم (زیر طبع)
- ۸۔ فوژ المقال فی خلفائے پیر سیال جلد سوم (مطبوعہ)
- ۹۔ فوژ المقال فی خلفائے پیر سیال جلد چہارم (مطبوعہ)
- ۱۰۔ فوژ المقال فی خلفائے پیر سیال جلد پنجم (مطبوعہ)
- ۱۱۔ فوژ المقال فی خلفائے پیر سیال جلد ششم (مطبوعہ)
- ۱۲۔ فوژ المقال فی خلفائے پیر سیال جلد ہفتم (زیر طبع)
- ۱۳۔ انوار سیال (مطبوعہ)
- ۱۴۔ برکات سیال (زیر تدوین)
- ۱۵۔ بستانِ صوفیاء جلد اول (مطبوعہ)
- ۱۶۔ بستانِ صوفیاء جلد دوم (زیر تدوین)

ورفعنا لک ذکرک

جس نے ایک بچی کی اچھی تعلیم و تربیت کی اس نے پوری قوم پر احسان کیا۔

چراغِ علم جلاؤ بڑا اندھیرا ہے

اندھیروں سے اجالوں کی طرف گامزن اسلامی علوم کی معیاری درس گاہ

جامعہ ضیاء المصطفیٰ ﷺ للبنات طور

(تحصیل و ضلع جہلم)

محمدیہ غوثیہ یونیورسٹی بھیرہ شریف سے الحاق شدہ

شعبہ جات

☆ شعبہ حفظ و ناظرہ قرآن مجید

☆ درس نظامی (قرآن و حدیث کی تعلیم)

☆ انٹرمیڈیٹ کلاسز

☆ مستقبل میں کمپیوٹر و ویکشنل ٹریننگ کا پروگرام

☆ طالبات کی رہائش و طعام کا بہترین انتظام

☆ اپنی مدد آپ کے تحت خوبصورت ڈیزائن کے تحت تعمیر شدہ عمارت

(کشادہ لان۔ ایجوکیشن بلاک۔ رہائشی بلاک)

برائے رابطہ: انتظامیہ کمیٹی جامعہ ضیاء المصطفیٰ ﷺ للبنات طور (جہلم)

فون نمبر: 0544-830832

marfat.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کچھ نوانو اور کچھ پال



جامعہ ضیاء المصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لِلبنات طور (جہلم)
(الحاق شدہ: محمدیہ غوثیہ یونیورسٹی بھیرہ شریف)